حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان میں زندہ موجود اور قرب قیامت میں زمین پر
نازل ہونے کی تحقیق پر مرزائیت کی جڑ کاٹنے والی کتاب مستطاب

حیاتِ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام

اور

مسیح موعود کی پہچان



مع رسائل

- دلائل ختم نبوت
- کفریات مرزا قادیانی
- محی الدین ابن عربی اور ختم نبوت

مصنف

مفسر قرآن شارح سنن ابوداؤد، ابن ماجہ

علامہ حافظ قاری محمد طیب نقشبندی

ناظم جامعہ رسولیہ اسلامک سنٹر مانچسٹر انگلینڈ

مکتبہ برھان القرآن

حیاتِ عیسیٰ ابنِ مریم علیہ السلام

اور

مسیح موعود کی پہچان

مصنف

صاحبِ تفسیر برہان القرآن علامہ حافظ قاری

محمد طیّب نقشبندی

ناظم جامعہ رسولیہ اسلامک سنٹر مانچسٹر یو کے

مکتبہ برھان القرآن

نام کتاب: حیاتِ عیسیٰ ابن مریم

مصنف: قاری محمد طیب نقشبندی

طباعت اول: صفر المظفر 1445ھ

بمطابق ستمبر 2023ء

باہتمام: محمد نعمان رضا

ملنے کے پتے:

دار النور، ربار مارکیٹ لاہور، مکتبہ غوثیہ پرانی سبزی منڈی کراچی،

مکتبہ علامہ فضل حق خیر آبادی، نظامیہ کتاب گھر اُردو بازار لاہور،

Find us in uk

UK Branch:**Jamia Rasoolia Islamic Center**

250 Upper Chorlton Road Old Tarfford Manchester M16 0BL

Mob :007786888834

07450005809

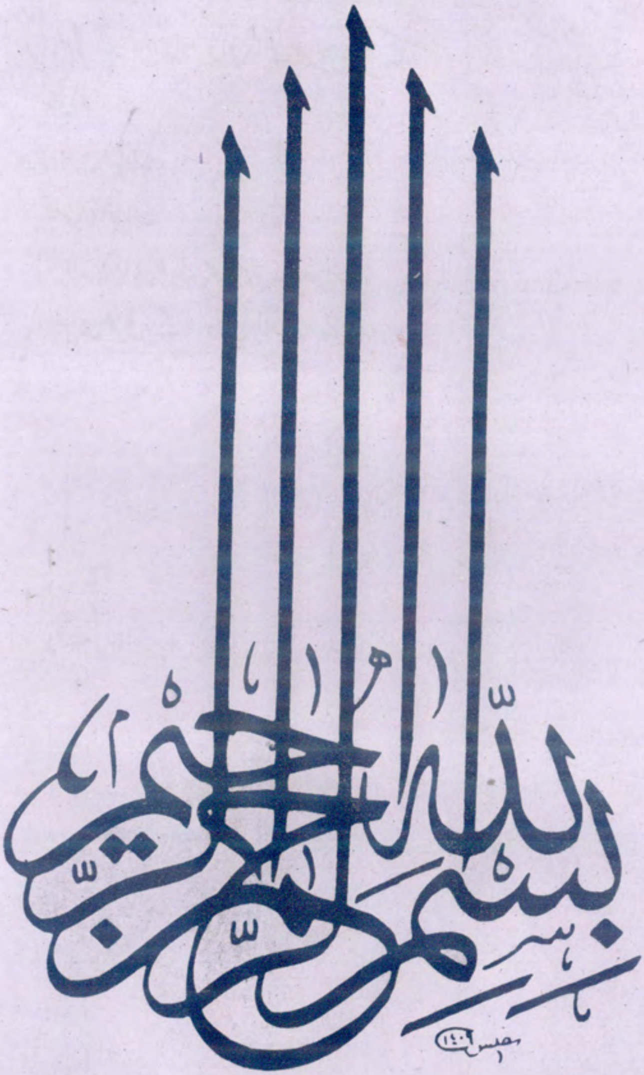
فہرست مضامین

باب دوم ۔ مسیح موعود کی پہچان

پہلا رسالہ : دلائل ختم نبوت

دوسرا رسالہ: کفریات مرزا قادیانی

تیسرا رسالہ: ختم نبوت اور محی الدین ابن عربی کا عقیدہ


بسم الله الرحمن الرحيم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ
عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی
اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی
اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش لفظ

اس سے قبل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر اس فقیر بے نوا نے ایک سو پچیس آیات قرآنیہ، دو سو پچاس احادیث نبویہ اور بیسیوں اقوال صحابہ و تابعین و ائمہ دین کی روشنی میں سیر حاصل کلام کیا ہے جو کتاب ''دلائل ختم نبوت مع ردِ قادیانیت'' میں جمع ہے۔ اس کے بعد میں تفسیر قرآن میں مشغول ہو گیا۔ تاہم اس میں سے وقت نکال کر میں نے حیاتِ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام پر مسلمانوں کے عقیدہ کی تحقیق اور مرزائی نظریات کی تردید پر کچھ لکھنا بھی ضروری سمجھا۔ تو اس سلسلہ میں چند صفحات پیش خدمت ہیں۔

محمد طیب غفرلہ

باب اول۔ حیات حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حیات عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مسلمانوں اور مرزائیوں کے نظریات

قرآن و حدیث کی نصوص صریحہ کے مطابق مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے زندہ آسمان پر اٹھا لیا تھا۔ وہ آسمان میں حیات جسمانی کے ساتھ زندہ موجود ہیں۔ ابھی ان کا وصال نہیں ہوا۔ اور قرب قیامت میں وہ زمین پر تشریف لائیں گے مگر اپنی نبوت کی تبلیغ کے لئے نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی تبلیغ کے لئے تشریف لائیں گے۔ حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی تمام نشانیاں واضح فرما دی ہیں جو ہم آگے بیان کر رہے ہیں۔ جن میں سے بعض یہ ہیں کہ وہ دمشق کے مشرق میں ایک سفید منارہ کے پاس اتریں گے، ان کے آنے پر ساری دنیا سے اسلام کے سوا ہر مذہب مٹ جائے گا، آپ دنیا سے صلیب کا نام و نشان ختم کر دیں گے۔ آپ دنیا میں اتنا مال بہائیں گے کہ کوئی لینے والا نہ رہے گا، آپ حج و عمرہ ادا کریں گے دنیا میں چالیس برس حکومت کریں گے آپ کی شادی ہو گی بچے ہوں گے پھر آپ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دفن ہوں گے۔ جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے تاریخ اسلام میں مسلمانوں کے اس متواتر اور متوارث اور متفق علیہ عقیدہ کے خلاف پہلی مرتبہ یہ گمراہ کن عقیدہ ایجاد کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہود نے سولی پر لٹکایا مگر ان کی جان نہ نکلی اور وہ وہاں سے جان بچا کر بھاگ نکلے۔ اور کشمیریوں میں آ

کر وہ بڑھاپے میں فوت ہوئے۔ چنانچہ مرزا نے سری نگر میں حضرت عیسیٰ کی جعلی قبر بھی ثابت کردی۔

اس کے ساتھ مرزا قادیانی نے یہ دعویٰ کیا کہ جس عیسیٰ ابن مریم کا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا میں آنا بتایا ہے اس سے میں مرزا غلام احمد قادیانی مراد ہوں---چونکہ مرزا قادیانی کو برٹش گورنمنٹ کا سایۂ عاطفت حاصل تھا اس لئے اس کا داؤ چلتا رہا اور اسلامی قوتیں اس کا محاسبہ نہ کرسکیں اگر وہ کسی اسلامی مملکت میں اپنی گمراہی پھیلانے کی کوشش کرتا تو بہت جلد وہ امت مسلمہ کے غیظ وغضب کا شکار ہو جاتا۔ انگریز اس کی پشت پر تھے جو مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا چاہتے تھے۔ اس لئے مرزا قادیانی نے پہلے اپنے آپ کو مصلح کی حیثیت سے متعارف کروایا پھر وہ مجدد بنا پھر مثیل مسیح اور پھر مسیح موعود بن کر سامنے آ گیا۔ تو آیئے اس مختصر مضمون میں قرآن وسنت کی روشنی میں ہم آپ کے سامنے یہ حقیقت رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان میں زندہ موجود ہیں اور آخر زمانہ میں زمین پر واپس اتریں گے۔

فصل اول

حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا آسمان پر زندہ اٹھایا جانا قرآن کریم کی روشنی میں

پہلی آیت: اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھالیا

وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۗ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ۗ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ﴿۱۵۷﴾ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۵۸﴾۔ اور یہود کا یہ کہنا بھی ان کے لئے وجہ لعنت ہے کہ ہم نے مسیح حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو قتل کر دیا۔ جو اللہ کے رسول ہیں۔ حالانکہ انہوں نے آپ کو قتل کیا نہ سولی دی بلکہ انہیں شبہ میں ڈال دیا گیا اور جو لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اختلاف کرتے ہیں وہ آپ کے متعلق شک میں مبتلا ہیں، ان کے پاس آپ کے متعلق کوئی علم نہیں سوا گمان کی پیروی کے۔ اور انہوں نے آپ کو یقیناً قتل نہ کیا بلکہ آپ کو اللہ نے اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ غالب ہے حکمت والا ہے۔ (سورہ نسآء آیت 158 پارہ 6 رکوع 2)

اس آیت میں یہود کے اس گمان کی تردید کی گئی ہے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شہید کیا تھا اور عیسائی بھی اپنی جگہ اس دھوکہ میں مبتلا ہیں کہ آپ کو سولی دی گئی تھی۔ اللہ نے اس آیت مبارکہ میں ان کے اس تاریخی مغالطہ کی تردید فرمائی ہے۔ اگر یہ آیت نہ اترتی تو ساری دنیا اسی مغالطہ میں رہتی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہود نے سولی دیدی تھی۔ یہ اللہ کا احسان ہے کہ اس نے اپنے بندۂ خاص جناب محمد عربی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن نازل کر کے انسانیت کو راہِ حق دکھائی اور بتایا کہ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا تھا نہ سولی دی تھی۔ بلکہ شُبِّہَ لَهُمْ انہیں شبہ میں ڈال دیا گیا تھا۔ اس طرح کہ کسی اور شخص پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام والی شکل ڈال دی گئی اور یہود نے اسے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام سمجھ کر سولی پر چڑھا دیا۔ آیت کے آخر میں اللہ نے دوبارہ تاکید فرمائی وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا کہ یہود نے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو یقیناً قتل نہیں کیا۔ بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ بلکہ اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف (آسمان پہ) اٹھالیا۔

بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ، یہ الفاظ قابل غور ہیں۔ انہی میں ساری حقیقت پوشیدہ ہے۔ لفظ "بَلْ" عربی میں اس لئے استعمال ہوتا ہے کہ ماقبل والی کلام سے اعراض کر کے مابعد والی کلام کا اثبات کیا جائے جیسے کوئی یوں کہے ماجاءنی زید بل خالدٌ تو اس کا معنی یہ ہے کہ زید کے آنے کی نفی اور خالد کے آنے کا اثبات کیا گیا ہے۔ اسی طرح اللہ نے مَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا کہہ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کی نفی فرمائی۔ آگے بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ کہہ کر آپ کے لئے جسمانی حیات کا اثبات فرمایا۔

مرزائی فرقہ کہتا ہے بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کا یہ معنی ہے کہ اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بلندی درجات عطا فرمادی۔ یا آپ کی روح کو اپنی طرف اٹھالیا۔ یعنی جسم کا اٹھایا جانا مراد نہیں ہے۔

مگر مرزائیوں کا یہ معنی سراسر تحریف قرآن ہے ہم پوچھتے ہیں۔ مَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ اور مَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم کو قتل کرنے یا سولی دینے کی بات ہے۔ یا روح کو قتل کرنا اور اس کو سولی دینا مراد ہے؟ اگر جسم ہی کا قتل کرنا اور سولی دینا مراد ہے تو آگے بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ میں بھی جسم ہی کا اٹھایا جانا مراد

ہے۔ آیت کا صاف معنی یہ ہے کہ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم مبارک کو سولی پہ لٹکانا چاہا مگر اللہ نے آپ کے جسم کو ان کی دست برد سے بچا کر اپنی طرف اٹھالیا۔

اس آیت کی تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے:

سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سگے چچازاد بھائی اور بلاشبہ قرآن کریم کے سب سے پہلے اور معتبر مفسر ہیں قریبا قرآن کی ہر آیت کے تحت ان سے تفسیری اقوال ائمہ حدیث وتفسیر نے اتنی کثرت سے روایت کئے ہیں کہ اگر انہیں مختلف کتب میں جمع کیا جائے تو پورے قرآن کی ایک عظیم تفسیر سامنے آ جائے۔ تاہم اس نہج پہ کسی نے کام نہیں کیا اور وہ جو آپ کی طرف ایک تفسیر منسوب ہے تنویر المقباس اسے بہت سے جلیل القدر ائمہ تفسیر نے موضوع قرار دیا ہے۔ (دیکھئے الاتقان فی تفسیر القرآن)

بہر حال سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت مبارکہ کے تحت امام ابن ابی حاتم، امام ابن مردویہ اور عبد بن حمید نے روایت کیا ہے کہ:

لَمَّا اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّرْفَعَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اِلَى السَّمَآءِ اَتٰى اَصْحَابَهٗ

جب اللہ نے چاہا کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھالے تو آپ اپنے ساتھیوں کے پاس آئے ---اس وقت مکان میں بارہ حواری موجود تھے۔ آپ جب مکان میں آئے تو آپ کے سر سے پانی کے قطرے گر رہے تھے۔ (یعنی آپ غسل کر کے تشریف لائے تھے) آپ نے فرمایا:

اَيُّكُمْ يُلْقٰى عَلَيْهِ شِبْهِيْ فَيُقْتَلُ مَكَانِيْ وَيَكُوْنُ مَعِيْ فِيْ دَرَجَتِيْ۔

یعنی تم میں سے کون پسند کرتا ہے کہ اس پر میری شکل وشباہت ڈال دی جائے پھر وہ

میری جگہ قتل کر دیا جائے اور وہ جنت میں میرا ساتھی بن جائے؟ تو ایک نوجوان کھڑا ہو گیا جو اہل مجلس میں سب سے کم عمر تھا۔ آپ نے اسے بٹھا دیا اور دوبارہ اپنا سوال ان کے سامنے رکھا تو پھر وہی نوجوان کھڑا ہو گیا، آپ نے اسے بٹھا دیا اور اپنا سوال تیسری بار دہرایا تو پھر وہی نوجوان کھڑا ہو گیا۔ تب آپ نے فرمایا: ہاں تم ہی یہ کام کرو گے۔

فَاُلْقِیَ عَلَیْهِ شَبْہُ عِیْسٰی وَ رُفِعَ عیسٰی مِنْ رَوْزَنَةٍ فی البیتِ اِلَی السَّمَآءِ --- تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صورت اس نوجوان پر ڈال دی گئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مکان کے ایک روشن دان سے آسمان کی طرف اٹھا لیا گیا۔

اس کے بعد یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ڈھونڈتے ہوئے آئے اور اس شخص کو لے جا کر قتل کر دیا جس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت ڈالی گئی تھی پھر اس کی لاش سولی پہ لٹکا دی۔ (تفسیر در منثور جلد دوم صفحہ 727 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

امام التفسیر حضرت علامہ حافظ ابن کثیر علیہ الرحمہ نے اپنی تفسیر قرآن میں اس روایت کو ابن ابی حاتم کے حوالے سے بیان کرنے کے بعد آخر میں فرمایا:

و ھٰذا اسنادٌ صحیحٌ الی ابن عباس و رواہ النسائی عن ابی کریب عن ابی معاویة نحوہٗ۔ یعنی یہ روایت صحیح سند کے ساتھ ابن عباس تک جاتی ہے اور اسے امام نسائی نے ابو کریب عن ابی معاویہ کے طریق سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

تو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح روایت سند کے ساتھ مروی اس روایت سے اس آیت مبارکہ کی اتنی واضح تفسیر کر دی ہے کہ حق خوب واضح ہو گیا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما وہ ہیں کہ ان کی پیدائش سے قبل ہی ان کی والدہ سیدہ ام فضل رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بشارت دیدی تھی کہ اے میری چچی ام فضل تمہارے ہاں وہ بچہ پیدا ہونے والا ہے جو علوم قرآنیہ کا حافظ ہوگا اور اس کی نسل سے کئی خلفاء آئیں گے۔
(تاریخ الخلفاء للسیوطی)

پھر حضرت عبداللہ بن عباس کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی اللھم فَقِّهْهُ فی الدین و عَلِّمْهُ التأویلَ اے اللہ اسے دین میں درجہ فقاہت عطا فرما دے اور اسے تفسیر قرآن کا علم عطا فرما دے۔ یہ کہہ کر آپ نے ان کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا۔ (الاصابہ فی تمییز الصحابہ جلد دوم صفحہ 331 مطبوعہ دار صادر بیروت)

جب آپ سے سند صحیح کے ساتھ اس آیت کی تفسیر واضح ہوگئی کہ اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل وشباہت ایک شخص پہ ڈال دی اس لئے قرآن نے اس آیت میں فرمایا: وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ کہ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا نہ سولی دی بلکہ ان کو شبہ میں ڈال دیا گیا۔ اور چونکہ اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اسی وقت آسمان پہ اٹھا لیا اس لئے اللہ نے اس آیت میں فرمایا: وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کہ انہوں نے آپ کو ہرگز قتل نہ کیا بلکہ اللہ نے انہیں اپنی طرف اٹھا لیا، تو اب اس کے بعد مرزائیوں کا اپنی طرف سے شُبِّهَ لَهُمْ اور رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ میں من مانی رائے زنی کرنا مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے سوا کوئی معنی نہیں رکھتا۔

اس آیت کی تفسیر جلیل القدر تابعین سے:

تابعین کرام میں سے حضرت مجاہد، حضرت قتادہ اور حضرت سدی کبیر وغیرہ رضی اللہ عنہم کا مقام تفسیر قرآن میں کسی صاحب علم سے مخفی نہیں۔ اس لئے راقم الحروف فقیر محمد طیب غفرلہ کی تفسیر برہان القرآن کا مقدمہ پڑھیں جہاں ان جلیل القدر تابعین کی

تفسیری خدمات اور علم تفسیر میں ان کا مقام بیان کیا گیا ہے بہر حال پیش نظر آیت کی تفسیر میں ان تابعین کرام کے اقوال ملاحظہ ہوں۔

1۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا: تم میں سے کون چاہتا ہے کہ اس پر میری شکل ڈال دی جائے اور وہ میری جگہ قتل کر دیا جائے؟ آپ کے ساتھیوں میں سے ایک نے کہا اے اللہ کے نبی میں حاضر ہوں۔

فَقُتِلَ ذٰلِكَ الرجلُ وَ مَنَعَ الله نَبِيَّهٗ وَرَفَعَهٗ اِلَيْهِ۔ تو وہ شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جگہ قتل کر دیا گیا اور اللہ نے اپنے نبی کو بچا کر اپنی طرف اٹھالیا۔

(تفسیر جامع البیان فی تأویل القرآن جلد 4 صفحہ 352)

2۔ حضرت سدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب بنی اسرائیل (یہود) نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے حواریوں کا محاصرہ کر لیا تو آپ نے اپنے حواریوں سے جن کی تعداد انیس افراد تھی فرمایا: تم میں سے کون ہے جو میری شباہت اختیار کر لے اور پھر اسے قتل کر دیا جائے اور اسے جنت مل جائے؟

فَاَخَذَ هَارَجُلٌ وَ صُعِدَ بِعِيسٰى اِلَى السَّمَآءِ۔ تو ایک شخص نے آپ کی صورت اپنالی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھالیا گیا۔

پھر جب حواری باہر نکلے تو لوگوں کو انیس افراد ہی نظر آئے، اور حواریوں نے لوگوں کو بتایا ان عیسٰی علیہ السلام قد صُعِدَ بِهٖ الى السمآءِ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھالیا گیا ہے، مگر یہود کو حضرت کی شکل ان میں نظر آتی تھی۔ تو وہ شک میں پڑ گئے پھر بھی انہوں نے اس شخص کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سمجھ کر پکڑ لیا اور سولی دیدی۔ اسی لئے اللہ نے فرمایا: وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ

لَهُمْ ۔ (تفسیر جامع البیان حوالہ مذکورہ)

3۔ ابن جریج نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ:
صَلَبُوا رَجُلًا شَبَّهُوهُ بِعِيسٰى يَحْسِبُونَهٗ اِيَّاهُ وَرَفَعَ الله اليه عِيسٰى حَيًّا ۔ یہود نے ایک شخص کو سولی دی جس کی شکل انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مشابہ پائی اور اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی سمجھا جبکہ اللہ نے انہیں اپنی طرف زندہ اٹھالیا تھا۔ (جامع البیان جلد 4 صفحہ 354)

کیا ان جلیل القدر تابعین کرام کی متفقہ تفسیر کے بعد بھی مرزائیوں کے دل سے تالہ نہیں کھلے گا؟ سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ۔ اور جسے اللہ گمراہ کردے، تم اس کے لئے کوئی مددگار، راہنما نہ پاؤ گے۔ (سورہ کہف:17)

اس آیت کی تفسیر جلیل القدر مفسرین قرآن سے:

1۔ اس آیت کے تحت امام ابن کثیر علیہ الرحمہ نے رفع حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روایت بیان کرنے سے قبل اپنے الفاظ میں اس کا نقشہ یوں کھینچا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب بنی اسرائیل میں مبعوث ہوئے اور انہیں برائیوں سے روکا تو وہ آپ کے مخالف ہو گئے اور دمشق کے حاکم سے جو ایک بت پرست انسان تھا آپ کی شکایت کی کہ یہ شخص ہمیں گمراہ کر رہا ہے اس نے حاکم فلسطین کو جو اس کا نائب تھا تہدیدی خط لکھا کہ اس شخص کو پکڑ کر سولی دی جائے۔ اور لوگوں کو اس کی اذیت سے بچایا جائے۔ یہ خط پا کر والی بیت المقدس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑنے کے لئے آدمی بھیجے جنہوں نے آ کر آپ کے گھر کا محاصرہ کرلیا۔ آپ کے ساتھ آپ کے حواری بھی تھے جن کی

تعداد کے متعلق مختلف روایات ہیں۔ وہ جمعہ کا دن اور بعد عصر کا وقت تھا۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ ان کا محاصرہ ہو گیا ہے تو آپ نے اپنے حواریوں سے فرمایا کیا تم میں سے کوئی شخص یہ پسند رکھتا ہے کہ اس پر میری شکل ڈال دی جائے اور وہ جنت میں میرا ساتھی بنے؟ آپ نے تین بار یہ مطالبہ دہرایا اور ہر بار ایک نوجوان اٹھ کر ہاں کہتا رہا تب اللہ نے اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل و شباہت یوں ڈال دی کہ وہ بعینہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نظر آنے لگا۔

وَ فُتِحَتْ رَوْذَنَةٌ مِنْ سَقْفِ الْبَيْتِ وَ اَخَذَتْ عِيسٰى علیہ السلام سَنَةٌ مِنَ النَّوْمِ فَرُفِعَ اِلَى السَّمَآءِ۔ اور مکان کی چھت میں ایک روشن دان کھولا گیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک اونگھ نے پکڑ لیا اور آپ آسمان کی طرف اٹھا لئے گئے۔

(تفسیر القرآن العظیم، جلد اول صفحہ 587)

2۔ امام اثیر الدین ابن حیان رحمۃ اللہ علیہ غرناطی اندلسی متوفی 757ھ فرماتے ہیں:

بَلْ رَّفَعَهُ اللهُ اِلَيْهِ هٰذا اِبْطَالٌ لِما ادَّعَوْهُ مِنْ قتلهٖ و صُلْبهٖ و هُوَ حَيٌّ فِي السَّمَآءِ الثَّانِيَةِ على ما صَحَّ من الرسولِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ---- بَلْ رَّفَعَهُ اللهُ اِلَيْهِ۔ ان الفاظ میں یہود کے اس دعویٰ کا رد ہے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا یا سولی دے دی، جبکہ وہ دوسرے آسمان میں زندہ ہیں جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحیح خبروں کے ساتھ مروی ہے۔

(تفسیر البحر المحیط جلد 3 صفحہ 391 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

3۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

رَفعُ عيسٰى عليه السلام الى السماءِ ثابتٌ بِهٰذهِ الأيةِ۔ حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان کی طرف اٹھایا جانا اس آیت سے ثابت ہے۔
(تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 262 مطبوعہ دار الحدیث ملتان)

4۔ امام ابو عبداللہ محمد بن احمد قرطبی علیہ الرحمہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:

بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ای الی السماء واللہ تعالیٰ متعالٍ عن المكان۔ اللہ کا یہ فرمانا کہ اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھا لیا اس کا یہ معنی ہے کہ آسمان کی طرف اٹھا لیا کیونکہ خود اللہ تعالیٰ تو مکان سے پاک ہے۔ (تفسیر قرطبی جلد 7 صفحہ 10)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، جلیل القدر تابعین اور مستند مفسرین کے اقوال کی روشنی میں یہ حقیقت روز روشن سے زیادہ واضح ہو گئی کہ اس آیت میں ارشاد ربانی رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کا معنی یہ ہے کہ اللہ نے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو زندہ آسمان پہ اٹھا لیا۔ اور اس سے انحراف کر کے اپنی رائے سے اسے بلندی درجات یا روح کے اٹھانے پر محمول کرنا تحریفِ قرآن اور الحاد فی الدین ہے۔ اللہ ہر مسلمان کو اس سے بچائے اور قرآن کو اس کے صحیح مفہوم کے ساتھ ماننا نصیب فرمائے۔

دوسری آیت: قرآن کا نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ

جب گزشتہ آیت میں اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان کی طرف اٹھایا جانا بیان فرمایا تو اس سے اگلی آیت میں آپ کے واپس نازل ہو کر فوت ہونے کا بیان فرمانا ضروری جانا، تاکہ بات مکمل ہو جائے، تو ارشاد فرمایا:

وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ﴿١٥٩﴾۔

ترجمہ: اور کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصال سے قبل ان کے رسول ہونے پر ایمان نہ لے آئے اور روز قیامت آپ ان پر گواہ ہوں گے۔ (سورۂ نساء آیت 159 پارہ 6 رکوع 2)

اس آیت مبارکہ کی مکمل تشریح وتفسیر چونکہ میں نے اپنی تفسیر برہان القرآن جلد دوم میں کر دی تھی اس لئے میں نے مناسب جانا کہ اس کو یہاں دُھرا دوں کیونکہ اس میں کفایت ہے۔ جو حسب ذیل ہے:

معنی یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ آسمان کی طرف اٹھا لئے گئے ہیں اس لئے ان کی موت واقع نہیں ہوئی۔ اور جب وہ دوبارہ دنیا میں آئیں گے اور اپنی زندگی کا بقیہ حصہ گزار کر فوت ہوں گے تو ان کی موت سے قبل کوئی اہل کتاب یہودی یا عیسائی ایسا نہیں رہے گا جو آپ پر ایمان نہ لے آئے۔ گویا آپ کے دوبارہ دنیا میں واپس آنے پر یہود و نصاریٰ کے سب مغالطے دور ہو جائیں گے اور سب غلط عقائد درست ہو جائیں گے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے سے پہلے یہود ان کو **معاذ اللہ** حلال زادہ نہیں مانتے تھے اور اب بھی نہیں مانتے، لیکن جب آپ آسمان سے عظمت وجلال اور ملکوتی آب وتاب کے ساتھ دنیا میں تشریف لائیں گے تو یہود کو آپ کی طہارت نسب پر ایمان لانا پڑے گا۔

2۔ یہود کو مغالطہ ہے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دی تھی جب زندہ تشریف لائیں گے تو انہیں آپ کی حیات پر ایمان لانا پڑے گا۔

3۔ یہود تورات کے بعد کسی آسمانی کتاب کے قائل نہیں وہ انجیل اور قرآن دونوں کے منکر ہیں مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد انہیں انجیل وقرآن دونوں

کے منزل من اللہ ہونے پر ایمان لانا پڑے گا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت بھی تسلیم کرنا پڑے گی۔

4۔ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا یا خدا کا بیٹا مانتے ہیں یا تین خداؤں میں سے ایک مانتے ہیں مگر آپ کے نزول کے بعد انہیں آپ کو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ماننا پڑے گا۔

5۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو کر جب اعلان فرمائیں گے کہ اے میری محبت کا دم بھرنے والے عیسائیو! اگر تم واقعتاً میری محبت میں سچے ہو تو سن لو اگر تم نے نجات حاصل کرنی ہے تو محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ پڑھ لو۔ میں انہی کے دین کا ڈنکا بجانے آیا ہوں۔ چنانچہ عیسائیوں کو آپ کی بات پر ایمان لانا پڑے گا اور کلمہ پڑھتے ہوئے اسلام میں داخل ہونا پڑے گا۔ اسی لئے کثیر احادیث میں وارد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے پر دنیا سے صلیب کا نام ونشان مٹ جائے گا تو یہ معنی ہے وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۟۔ (النساء:159) اور روز قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اہل کتاب کے کفریات کے خلاف گواہ ہوں گے۔ جیسے قرآن میں ہے وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اللہ آپ سے قیامت میں پوچھے گا: کیا آپ نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری والدہ کو خدا بنا لو؟ تو آپ عرض کریں گے اے اللہ! میں نے انہیں وہی کچھ حکم دیا تھا جو تو نے مجھے عطا فرمایا۔ (سورۂ مائدہ، آیت 116)

اس آیت کی تفسیر حضرت ابن عباس سے:

ابن عباس رضی اللہ عنہما قرآن کے سب سے پہلے اور سب سے معتبر مفسر ہیں کیونکہ انہوں نے زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سن کر تفسیر قرآن فرمائی۔ چنانچہ سعید بن جُبیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ کے تحت فرمایا: قبل موت حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام، یعنی حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی وفات سے قبل ہر اہل کتاب آپ کے رسول ہونے پر ایمان لے آئے گا۔ (جامع البیان فی تاویل القرآن جلد 4 صفحہ 356)

اس آیت کی تفسیر تابعین عظام سے:

1۔ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جو سلسلۂ تصوف کے بانی ہیں اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: اى قَبْلَ مَوتِ عيسٰى، وَاللهِ اِنَّهُ الْآنَ لَحَیٌّ عِنْدَ اللهِ ولٰكِنْ اِذَا نَزَلَ اٰمَنُوْا به اجمعون۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے قبل ہر اہل کتاب ان پر ایمان لائے گا۔ اور اللہ کی قسم! اس وقت وہ اللہ کے ہاں زندہ ہیں اور جب وہ نازل ہوں گے تو سب اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے۔ (یہودی ان کو گالی دینا اور عیسائی انہیں خدا کہنا چھوڑ کر انہیں رسول مان لیں گے)۔

2۔ ابو مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ذٰلِكَ عِنْدَ نُزُوْلِ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ لَا يَبْقٰى اَحَدٌ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِه۔ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت ہوگا اور اہل کتاب میں سے کوئی نہ رہے گا جو ان پر ایمان نہ

لے آئے۔

3۔ حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو دجال کو قتل کریں گے پھر زمین میں کوئی یہودی ایسا نہ رہے گا جو آپ پر ایمان نہ لائے مگر اس وقت ایمان لانا فائدہ نہ دے گا۔

4۔ امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اِذْ اَخْرَجَ عِیْسٰی اٰمَنَتْ بِهٖ الْیَهُوْدُ۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے تو یہود ان پر ایمان لائیں گے۔

(جامع البیان فی تاویل القرآن جلد 4 صفحہ 357 تا 358، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

ایک شبہ کا ازالہ:

بعض روایات میں اس آیت کے تحت حضرت ابن عباس، حضرت مجاہد، حسن بصری، ابن سیرین وغیرہم سے یہ بھی مروی ہے کہ قَبْلَ مَوْتِهٖ میں ضمیر اہل کتاب کی طرف راجح ہے اور معنی یہ ہے کہ ہر اہل کتاب اپنی موت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آتا ہے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ طبری، ابن کثیر اور سیوطی رحمہم اللہ نے یہ روایات جمع کی ہیں۔ تو یاد رہے یہ ایک حقیقت ہے کہ مرتے وقت ہر آدمی پر راہ حق واضح ہو جاتا ہے کیونکہ حقیقت سے پردہ اٹھائے جانے پر جب حق سامنے آ جاتا ہے تو اسے ماننے بغیر کوئی چارہ نہیں رہتا اور اس میں یہ بھی شامل ہے کہ یہود و نصاریٰ کو مرتے دم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا صحیح مقام معلوم ہو جاتا ہے۔ تاہم یہ ایک احتمالی معنی ہے جس کے لئے یہ آیت اتاری نہیں گئی۔ آیت تو تمام اہل کتاب کا وہ ایمان لانا بتا رہی ہے جو انہیں فائدہ دے گا اور وہ نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت ہو گا۔ یہ مرتے دم والا ایمان تو بے کار ہے۔ فرعون بھی مرتے دم ایمان لایا تھا مگر اسے کہا گیا آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ کہ اب ایمان لاتے ہو جبکہ پہلے تم کفر

کرتے رہے ہو۔ (سورۂ یونس، آیت 91)

اس آیت کے تحت نزول عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم:

ان احادیث سے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ دنیا میں آنے کی تفصیل معلوم ہوتی ہے وہاں اس ارشاد ربانی وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ کی تفسیر بھی ہوتی ہے۔ چند احادیث پیش خدمت ہیں:

1۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

وَالَّذِی نَفْسِی بِيَدِهٖ لَيُوشِكَنَّ اَنْ يَنْزِلَ فِيكُمْ عيسى ابْنُ مَرْيَمَ حكماً عَدَلًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلَ الخِنزِيْرَ وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ وَ يُفِيْضَ المالَ حتى لَا يَقْبِلَهٗ اَحَدٌ حَتّٰى تكونَ السجدةُ الواحدةُ خَيْرٌ مِنَ الدُّنيا و مافيها، ثم يقولُ ابوهريرةَ: وَ اقْرَأُوا اِنْ شِئْتُمْ، وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ﴿١٥٩﴾ ۔ اس رب کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے قریب ہے وہ وقت کہ اے مسلمانو تم میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام حاکمِ عادل بن کر نازل ہوں گے۔ تو وہ صلیب توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ بند کر دیں گے اور مال اتنا بہائیں گے کہ کوئی مال لینے والا نہ رہے گا۔ یہاں تک کہ ایک سجدہ لوگوں کے نزدیک دنیا کی سب نعمتوں سے بہتر ہو گا یہ حدیث سنانے کے بعد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ۔

(بخاری شریف کتاب الانبیاء باب نزول عیسیٰ ابن مریم صفحہ 282)
(مسلم شریف کتاب الایمان حدیث 242 باب نزول عیسیٰ ابن مریم صفحہ 703)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کو کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے اور صلیب کو توڑ دیں گے اور جزیہ ختم کر دیں گے وغیرہ۔ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ کی تفسیر قرار دیا۔ اور بلاشبہ یہ ارشادِ نبوی اس آیت کی بہترین تفسیر ہے۔ کیونکہ پچھلی آیت کا مفہوم یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے آسمان پہ زندہ اٹھا لیا ہے تو اب وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ میں یہ فرمایا کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام واپس زمین پر اتر کر فوت ہوں گے تو اس سے قبل ہر اہل کتاب آپ کی نبوت و رسالت پر ایمان لے آئے گا۔ چنانچہ اس کی تفسیر کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام عنقریب تم میں حاکم عادل بن کر نازل ہوں گے۔ اس میں کسی علاقہ کی تخصیص نہیں کہ وہ کہاں کے حاکم ہوں گے گویا وہ ساری دنیا کے حاکم بن کر آئیں گے اور وہ صلیب توڑ دیں گے۔ کیونکہ صلیب اس امر کی علامت ہے کہ آپ کو سولی دی گئی تھی مگر جب آپ زندہ تشریف لے آئیں گے تو صلیب کا کوئی جواز ہی نہیں رہ جائے گا لہٰذا یہودی اور عیسائی آپ کو خدا کا بندہ اور رسول ماننے پر مجبور ہو جائیں گے۔ پھر اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمانا کہ آپ جزیہ ختم کر دیں گے۔ یہ بھی وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ کی تفسیر ہے کیونکہ جزیہ کفار سے وصول کیا جانے والا انکم ٹیکس Income Tax ہے مگر جب سارے کفار ہی ایمان لے آئیں گے تو جزیہ کس سے لیا جائے گا۔ لہٰذا آپ جزیہ کے ختم ہونے کا اعلان فرمائیں گے اور یوں وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ کی بشارت عظمیٰ پوری ہو جائے گی۔

2۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَيْسَ بَيْنِىْ وَ بَيْنَهٗ يعنى عيسٰى علیہ السلام نَبِىٌّ وَاِنَّهٗ نَازِلٌ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فاعْرِفُوهُ رَجُلٌ مَرْبُوعٌ اِلَى الحُمر وَ البيَاض بَيْنَ مُمَصَّرَتَيْنِ كَأَنَّ رأسَهٗ يَقْطُرُ وَاِنْ لَمْ يُصِبْهُ بَلَلٌ فَيُقَاتِلُ النَّاسَ عَلَى الاسلام فَيَكْسِرَ الصَّلِيْبَ وَ يقتلُ الخنزِيرَ وَيَضَعُ الجِزْيَةَ وَ يُهلِكَ اللّٰهُ فى زمانهِ المِلَلَ كُلَّهَا اِلَّا الْاِسْلَامُ وَ يُهلِكَ المسيحَ الدَّجَّالَ فَيَمكثُ فى الارضِ اربعين سَنَةً ثُمَّ يَتَوَفّٰى فَيُصَلِّى عليهِ الْمُسْلِمُوْنَ۔

ترجمہ: میرے اور ان کے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ اور وہ بے شک نازل ہونے والے ہیں۔ تو جب تم انہیں دیکھو تو پہچان لو۔ ان کا رنگ سرخ و سفید ہے، گویا کہ ان کے سر سے پانی کے قطرے گرتے ہیں حالانکہ ان میں کچھ بھی تری نہیں۔ وہ اسلام پر لوگوں سے جنگ کریں گے، صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ ختم کر دیں گے اور اللہ ان کے زمانہ میں اسلام کے سوا سب مذاہب کو ہلاک کر دے گا وہ مسیح دجال کو قتل کریں گے، پھر زمین میں چالیس برس رہیں گے پھر فوت ہوں گے اور مسلمان ان کا جنازہ پڑھیں گے۔

(ابوداؤد شریف کتاب الملاحم صفحہ 1538 مجموعہ صحاح ستہ)

یہ حدیث بھی وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ کی بہترین تفسیر کر رہی ہے۔ گویا جب اللہ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے اٹھالیا ہے اور جب ان کا وصال ہوگا تو اس سے پہلے اہل کتاب ان کے نبی ہونے پر ایمان لے آئیں گے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی وضاحت فرمادی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہونے والے ہیں اور جب سے وہ نبی بن کر دنیا میں آئے ہیں تب

سے لے کر میرے زمانہ تک درمیان میں کوئی اور نبی نہیں آیا۔ جب وہ نازل ہوں گے تو اسلام پر لوگوں سے قتال کریں گے یعنی دجال اور اس کے ساتھیوں سے لڑائی کریں گے اور اللہ ان کے زمانہ میں اسلام کے سوا سب ملتیں ہلاک کر دے گا اور وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ کی پیش گوئی پوری ہو گی۔ پھر وہ چالیس برس تک زندہ رہیں گے پھر فوت ہوں گے اور لوگ ان کا جنازہ پڑھیں گے گویا ابھی وہ فوت نہیں ہوئے نہ ان کا جنازہ پڑھا گیا ہے جب وہ فوت ہوں گے تب پڑھا جائے گا۔

سبحان اللہ، جب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک نے اس قدر وضاحت کر دی ہے پھر مرزائی جماعت کا مرزا قادیانی کو حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اور مسیح موعود قرار دینا کتنا بڑا پاگل پن ہے۔

3۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

و اللہ لینزلن ابن مریم حکماً عادلاً فلیکسرن الصلیبَ ولیقتلن الخنزیر و لیضعن الجزیة و لتترکن القِلاص فلا یُسعٰی علیها و لتذهبن والتباغض و التحاسد و لیدعون الی المال فلا یقبلهٗ احدٌ۔

ترجمہ: اللہ کی قسم! حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ضرور نازل ہوں گے حاکم عادل کی صورت میں، وہ یقیناً صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ ختم کر دیں گے، اونٹنیوں سے مشقت لینا چھوڑ دیا جائے گا، دنیا سے باہمی کینہ حسد اور بغض ختم ہو جائے گا اور لوگوں کو مال لینے کی دعوت دی جائے گی تو کوئی اسے قبول نہیں کرے گا۔ (مسلم شریف کتاب الایمان حدیث 243 باب نزول عیسیٰ صفحہ 704)

یادر ہے خنزیر کو قتل کرنا اس معنی میں ہے کہ عیسائی قومیں خنزیر کو حلال سمجھتی ہیں اور اسے شوق سے پالتی اور اس کی افزائش نسل کرتی ہیں مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو کر جب اس کا حرام ہونا بتائیں گے تو لوگ اسے پالنے کی بجائے اسے ہلاک کریں گے اور اونٹنیوں سے مشقت نہیں لی جائے گی اس کا مفہوم یہ ہے کہ اونٹ کو سفر کے لئے استعمال نہیں کیا جائے گا اس کی جگہ کاریں اور ہوائی جہاز لے لیں گے جیسا کہ یہ ہو چکا ہے اور دنیا سے باہمی حسد و بغض اس لئے ختم ہو جائے گا کہ مال و دولت کی بے پناہ کثرت ہو جائے گی حتیٰ کہ لوگ زکوۃ دینا چاہئیں گے مگر کوئی لینے والا نہ ہوگا۔ اور عموماً دولت ہی باہمی حسد و بغض کا باعث ہوتی ہے جب کسی کو اس کی حاجت نہ رہے گی تو بغض وحسد جیسے جذبات بھی دم توڑ دیں گے۔

4۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں: میری امت میں ایک گروہ ہمیشہ حق پر لڑائی کرتا رہے اور وہ تا قیامت غالب رہے گا تا آنکہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام انہی میں نازل ہوں گے، تو ان کا امیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہے گا آئیے آپ ہمیں نماز پڑھائیں۔ آپ فرمائیں گے: نہیں، تم ہی ایک دوسرے کے لئے امام ہو، یہ اللہ کی طرف سے اس امت کی عزت افزائی ہے۔
(مسلم شریف کتاب الایمان حدیث 247 صفحہ 704)

5۔ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے دجال کے متعلق طویل حدیث مروی ہے جس میں یہ بھی ہے:

فَبَيْنَمَا هُو كذٰلِكَ اِنْ بَعَثَ اللّٰهُ عيسٰى بنَ مريم فَيَنْزِلُ عِنَدَ المنارةِ البيضاءِ شَرْقِيّ دمشق بَيْنَ مَهْزُودَتَين وَاضِعاً كَفّيه على اَجْنِحَةِ الْمَلَكَيْنِ ------ فَيَطْلُبُهٗ حَتّٰى يُدْرِكَهٗ بِبَابِ لُدٍ فَيَقْتُلَهٗ۔

ترجمہ: دجال یونہی زمین میں فساد بپا کرتا پھر رہا ہوگا کہ ایسے میں اللہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو مبعوث فرمائے گا۔ وہ دمشق کے مشرق میں سفید منارے کے پاس نازل ہوں گے۔ دو زعفرانی چادریں ان کے زیب تن ہوں گی۔ دو فرشتوں کے پروں پر انہوں نے ہاتھ رکھے ہوں گے وہ دجال کا پیچھا کریں گے اور اسے (فلسطین میں) باب لُد کے قریب قتل کریں گے۔

(مسلم شریف کتاب الفتن جلد دوم صفحہ 401 تا 402 مطبوعہ کراچی)

6۔ ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے ابن ماجہ میں خروج دجال اور نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق طویل تر حدیث مروی ہے جس میں یہ بھی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فیکون عیسٰی ابن مریم فی امتی حکماً عدلاً و تنزع حمۃ کل ذات حُمَۃٍ حتی یدخل الولید یدہٗ فی الحیۃ فلا تَضُرُّہٗ۔

ترجمہ: حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام میری امت میں حاکم عادل بن کر آئیں گے، اس وقت ہر زہریلے جانور سے زہر نکال لیا جائے گا حتیٰ کہ چھوٹے بچے سانپوں کے منہ میں ہاتھ ڈالیں گے تو انہیں کچھ نقصان نہ ہوگا۔ (ابن ماجہ کتاب الفتن باب 33)

7۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

و الذی نفسی بیدہٖ لَیُھِلَّنَّ ابْنُ مریم بِفَجِّ الروحاء حَاجًّا او معتمرا اَوْ لَیَثْنِیَنَّھُمَا۔

ترجمہ: اس رب کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام مقام فج روحاء (بدر کے قریب مقام ہے) سے حج یا عمرہ یا دونوں کا احرام باندھنے کے لئے تلبیہ کہیں گے۔ (مسلم شریف کتاب الحج باب جواز التمتع صفحہ 408)

8۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان عیسیٰ نازلٌ الی الارض یتزوج و یولد لہٗ ثم یموت فیدفن معی فی قبری۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین کی طرف نازل ہوں گے، پھر ان کی شادی ہوگی اور بچے ہوں گے پھر وہ فوت ہوں گے اور میری قبر میں میرے ساتھ دفن ہوں گے۔ (مواہب لدنیہ جلد 2 صفحہ 382)

مرزا غلام احمد قادیانی کا خود کو عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اور مسیح موعود قرار دینا:

میں نے یہ احادیث اس لئے نقل کی ہیں کہ ان میں اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے دوبارہ دنیا میں آسمان سے نازل ہونے کی پیش گوئی فرمائی ہے اور ان کی علامات بتائی ہیں تا کہ امت گمراہ نہ ہو اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے لوگ جان جائیں گے کہ یہ وہی ہیں جن کی بشارت ہمارے رسول نے ہمیں دی تھی مگر یہ پاگل پن کی انتہا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا وہ عیسیٰ ابن مریم میں ہوں میں ابن مریم ہوں میں مسیح موعود ہوں اب ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ ان احادیث کو بھی دیکھے اور مرزا غلام احمد قادیانی کی حالت پر بھی نظر ڈالے، پھر فیصلہ کرے کہ کیا مرزا غلام احمد قادیانی ان احادیث کا مصداق بن سکتا ہے؟ اور کیا وہ خود کو مسیح موعود کہلا سکتا ہے یعنی وہ مسیح جس کی آمد کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیثوں میں وعدہ فرمایا ہے۔ آپ کی سہولت کے لئے میں نے ان پانچ احادیث کی روشنی میں علامات مسیح موعود اور احوال مرزا قادیانی کو دو کالموں میں ایک دوسرے کے آمنے سامنے لکھا ہے تا کہ آپ کو حق پہچاننے میں دقت نہ رہے۔

علاماتِ مسیح موعود حدیث کی زبانی	حالات مرزا غلام احمد قادیانی
حدیث اول	
1۔آنے والے مسیح کا نام عیسیٰ ہے	1۔مرزا کا نام غلام احمد ہے
2۔ان کی والدہ کا نام مریم ہے	2۔مرزا کی والدہ چراغ بی بی
3۔وہ نازل ہوں گے پیدا ہو چکے ہیں	3۔مرزا پیدا ہوا کہیں سے نازل نہیں ہوا
4۔وہ ساری دنیا کے عادل حاکم ہونگے	4۔مرزا اپنے گاؤں کا بھی حاکم نہ تھا
5۔وہ دنیا سے صلیب کا خاتمہ کردینگے	5۔مرزا نے انگریزوں کی غلامی کر کے صلیب کو اور پکا کیا
6۔ ان کے آنے پر زمین خنزیر جیسے ناپاک جانور سے پاک ہوجائے گی	6۔ مرزا کے آنے سے خنزیروں کی افزائش میں کچھ فرق نہ آیا
7۔حضرت عیسیٰ جزیہ ختم کردینگے کیونکہ کوئی جزیہ دینے والا کافر ہی نہ رہے گا	7۔مرزا آ کر چلا گیا کفار بدستور موجود ہیں
8۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتنا مال بہائیں گے کہ کوئی لینے والا نہ رہے گا	8۔مرزا خود ساری عمر چندہ اکٹھا کرتا رہا
9۔اس وقت سجدہ ہر انسان کو ہر نعمت سے زیادہ مرغوب ہوجائے گا	9۔مرزا آ کے چلا بھی گیا کروڑوں لوگ بدستور کافر و بے نمازی ہیں
حدیث دوم	
10۔وہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ آنے والے ہیں جن کے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	10۔ یہ علامت دیکھ کر مرزائیوں کو شرم سے پانی پانی ہو جانا چاہئے، کیا

کے درمیان اور کوئی نبی نہیں گزرا	مرزا وہی عیسیٰ ابن مریم ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے نبی بن کر آئے ہیں
11۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے وقت دو زرد چادریں زیب تن کئے ہوں گے	11۔مرزا کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ تاہم مرزا نے کہا میرا سر درد اور پیشاب کی بیماری یہ دو چادریں ہیں، (جیسا انسان ویسی پہچان)
12۔آپ کے بالوں سے قطرے ٹپکتے نظر آئیں گے حالانکہ تری نہ ہو گی بال خشک ہوں گے	12۔اس معجزے سے مرزا کا دور کا بھی واسطہ نہیں
13۔آپ اسلام پر کفار سے قتال کرینگے	13۔مرزا نے جہاد کو حرام قرار دیا
14۔آپ کے آنے پر اللہ اسلام کے سوا ہر ملت کو ہلاک کر دے گا	14۔مرزا آ کر چلا گیا سب ملتیں موجود ہیں

حدیث سوم

15۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر دنیا سے باہمی بغض و کینہ ختم ہو جائیگا	15۔بغض و کینہ آج بھی ہے مرزا خود اپنے مخالفوں کو گالیاں دے دے کر سینہ ٹھنڈا کرتا تھا
16۔جب آپ آئیں گے تو اونٹنیوں سے بار برداری مکمل ختم ہو چکی ہو گی	16۔مرزا کے زمانہ میں ایسا نہ تھا
17۔آپ کے آنے پر کوئی کسی سے مال قبول نہیں کرے گا	17۔مرزا کی اولاد اب بھی قادیانی جماعت کے چندے پر پل رہی ہے

حدیث چہارم

18۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حق کیلئے قتال کرنیوالی جماعت میں اتریں گے	18۔ مرزا نے قتال کو حرام کہنے والی جماعت پیدا کی

حدیث پنجم

19۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے مشرق میں اتریں گے	19۔ مرزا نے دمشق دیکھا تک نہیں، نام ہی سنا تھا
20۔ آپ سفید منارہ کے پاس اتریں گے	20۔ مرزا نے قادیان میں خود سفید منارہ بنانا شروع کیا تھا تا کہ اس پر چڑھ سکے مگر اس کی تکمیل سے قبل ہی مر گیا
21۔ فرشتوں کے پروں پر آپ نے نازل ہوتے وقت ہاتھ رکھے ہونگے	21۔ مرزا کا سہارا پاک فرشتوں پر نہیں ناپاک انگریزوں پر تھا

حدیث ششم

22۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے پر ہر زہریلی چیز کا زہر جاتا رہے گا بچے سانپوں کے منہ میں ہاتھ ڈالیں گے تو انہیں کچھ نقصان نہ ہوگا	22۔ مرزائیوں کو اگر مرزا قادیانی کے عیسیٰ ابن مریم اور مسیح موعود ہونے کا یقین ہے تو سانپوں سے کھیل کر دکھائیں مگر وہ ایسا نہیں کر سکتے کیونکہ سانپ آج بھی زہریلے ہیں

حدیث ہفتم

23۔ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام حج یا عمرہ	23۔ مرزا کے نصیب میں حج تھا نہ اس

یا دونوں کا احرام باندھ کر تلبیہ کہتے ہوئے مناسک حج وعمرہ ادا کرینگے

نے کیا، اسے ڈر تھا کہ اگر اس نے انگریزی گورنمنٹ کی حدود سے باہر قدم رکھا تو مسلمان اس کے پرخچے اڑا دینگے

حدیث ہشتم

24۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام روضہ رسول میں پہلو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مدفون ہوں گے

24۔ مرزا قادیانی اپنی غلاظت میں لت پت ہو کر مرا اور ٹرین پر جسے وہ خرِ دجال کہتا تھا اس کی لاش قادیان لے جا کر دفنائی گئی اور لوگوں نے اس کی قبر پہ کتوں کو پیشاب کرتے دیکھا

تیسری آیت: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قیامت کی ایک نشانی ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ﴿٥٧﴾
وَقَالُوٓا ءَأٰلِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ ۚ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ
خَصِمُونَ ﴿٥٨﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيٓ
إِسْرَآءِيلَ ﴿٥٩﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنكُم مَّلٰٓئِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ ﴿٦٠﴾
وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ ۚ هٰذَا صِرَاطٌ
مُّسْتَقِيمٌ ﴿٦١﴾۔

اور جب حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی مثال بیان کی جاتی ہے تو وہ ہنستے ہیں اور کہتے ہیں کیا ہمارے خدا بہتر ہیں، یا وہ، وہ اسے محض، جھگڑے کے لئے بیان کرتے ہیں، بلکہ وہ قوم ہی جھگڑنے والی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک بندۂ خدا ہیں جن پر ہم نے انعام فرمایا اور انہیں بنی اسرائیل کے لئے مثال بنایا۔ اور اگر ہم چاہیں تو تم میں سے فرشتے بنائیں جو زمین میں پہلوں کی جگہ لیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی ایک نشانی ہیں۔ تو تم اس میں شک نہ کرو اور میری پیروی کرو یہی سیدھا راستہ ہے۔

(سورہ زخرف آیت 57 تا 61 پارہ 25)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب یہ آیت اتری کہ کفار سے فرمایا کیا تم اور تمہارے معبودان باطلہ جہنم کا ایندھن ہیں تو قریش نے کہا حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی بھی عبادت کی جاتی ہے تو کیا وہ بھی جہنم کا ایندھن ہیں؟ تب اللہ نے یہ آیات اتاریں وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ۔ (تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 42)

ان آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ اے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بہانہ بنا کر آپ کی بات ماننے سے لوگوں کو روکتے ہیں اور اپنے چھوٹے خداؤں کو اللہ سے بہتر جانتے ہیں وہ محض جھگڑنے والے لوگ ہیں حق سننے والے نہیں۔ آگے فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے ایک مقرب بندے ہیں جن پر ہم نے انعام فرمایا اور ان کی بغیر باپ کے پیدائش کو بنی اسرائیل کے لئے اپنی قدرت کی نشانی بنایا۔ جس طرح ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بن باپ پیدا کر دیا اسی طرح اگر ہم چاہیں تو اے انسانو تم میں سے بعض کو فرشتے بنا دیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے آنے کی ایک نشانی ہیں یعنی جب وہ نازل ہوں گے تو ان کا نزول قرب قیامت کی نشانی ہوگا تو اے لوگو اس نشانی کا انکار نہ کرو اور میرے حکم پر چلو یہی جنت کا راستہ ہے۔

اس آیت کی تفسیر صحابہ کرام سے:

1۔ امام ابن ابی حاتم، امام طبرانی، امام عبد بن حمید و دیگر ائمہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ فرمایا: وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ ای خُروجُ عیسٰی قَبْلَ یَوْمَ الْقِیامَةِ۔ یعنی اس آیت میں قیامت کی نشانی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قیامت سے پہلے تشریف لانا مراد ہے۔

(درمنثور جلد 7 صفحہ 386 مطبوعہ دارالفکر)

2۔ امام عبد بن حمید نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا فرمایا:

خُرُوجُ عیسٰی یَمْکُثُ فِی الارضِ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً یَحُجُّ وَیَعْتَمِرُ اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا مراد ہے کہ وہ دنیا میں تشریف لا کر زمین پہ چالیس برس رہیں گے اور حج و عمرہ کریں گے۔ (درمنثور حوالہ مذکورہ)

گویا صحابہ کرام کے نزدیک اس آیت میں اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دنیا میں قیامت سے پہلے واپس آنا بیان فرمایا ہے۔ اور بلاشبہ آپ کا آنا قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے جیسے کہ ہم آگے بیان کر رہے ہیں۔

اس آیت کی تفسیر تابعین سے:

1۔ حضرت مجاہد نے فرمایا: اٰیَةٌ لِّلسَّاعَةِ خُرُوْجِ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ قَبْلَ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ۔ قیامت کی نشانی سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا روز قیامت سے قبل تشریف لانا ہے۔

2۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے تحت فرمایا: نزول عیسیٰ علیہ السلام

کہ اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول مراد ہے۔

3۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: نزول عیسٰی علم للساعۃ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا قیامت کی نشانی ہے۔
(درمنثور، حوالہ مذکورہ)

نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی نشانی ہونا حدیث سے:

حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم (صحابہ کرام) قیامت کے بارہ میں گفتگو کر رہے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اچانک تشریف لے آئے۔ آپ نے فرمایا تم کیا گفتگو کر رہے تھے۔ ہم نے عرض کیا ہم قیامت کے بارہ میں گفتگو کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: اِنَّھا لَنْ تَقُوْمَ حتّٰی تَرَوْنَ قَبْلَھَا عَشَرَ آیاتٍ فَذَکَرَ الدُّخانَ والدجّالَ وَالدَّابۃَ و طلوعَ الشمسِ من مغرِ بھا و نزولَ عیسٰی ابن مریم۔ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تم اس سے قبل دس نشانیاں نہ دیکھ لو۔ تو آپ نے ان میں سے (1) دھوئیں، (2) دجال اور (3) دابۃ الارض کے نکلنے اور (4) سورج کے مغرب کی طرف سے طلوع کرنے اور (5) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا ذکر فرمایا۔
(مسلم شریف کتاب الفتن باب الآیات قبل الساعۃ صفحہ 1181، مطبوعہ ریاض)

اس حدیث میں پانچ نشانیاں مذکور ہیں جبکہ ترمذی وغیرہ میں باقی پانچ کا بھی ذکر ہے جو یہ ہیں۔ (6) یاجوج وماجوج کا نکلنا، زمین میں دھنسا جانے کے تین واقعات (7_9) اور (10) یمن سے آگ کا نکلنا۔

دراصل قیامت کی نشانیاں دو طرح ہیں۔ ایک عادی دوسری خارق عادت۔ عادی وہ ہیں جن کا انسانی عادات کے بگڑنے سے تعلق ہے مثلاً بے حیائی کا عام ہو

جانا، گھر گھر سے گانوں کی آواز آنا، قتل کا عام ہو جانا وغیرہ۔ یہ نشانیاں قریباً پوری ہو چکی ہیں، جبکہ خارق عادت وہ ہیں جو انسانوں کی عادات میں سے نہیں ہیں وہ اچانک ظاہر ہوں گی اور لوگ انہیں پھٹی آنکھوں سے دیکھتے رہ جائیں گے۔ ارشاد نبوی کے مطابق ایسی دس نشانیاں ہوں گی جن میں سے ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا بھی ہے اور اس امر کی طرف اس آیت وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ میں اشارہ کیا گیا ہے کہ آپ کا آسمان سے اترنا قیامت کی ایک بڑی خارق عادت نشانی ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں ائمہ مفسرین کے اقوال:

1۔ امام ابو عبداللہ انصاری قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں عبداللہ بن عباس، مجاہد، قتادہ، سعید بن جبیر سدی، اور ضحاک رضی اللہ عنہم کا ارشاد ہے کہ اس آیت میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے تشریف لانے کا بیان ہے کیونکہ یہ قیامت کی علامتوں میں سے ہے۔ لِاَنَّهٗ يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ قُبَيْلَ قِيَامِ السَّاعَةِ کیونکہ وہ قیام قیامت سے قریب تر وقت میں آسمان سے نازل ہوں گے۔ آگے فرمایا: جیسے کہ دجال کا نکلنا بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔ اور ابن عباس، ابوہریرہ، قتادہ مالک بن دینار اور ضحاک سے لَعَلَمٌ لِلسَّاعَةِ پڑھنا بھی مروی ہے۔ اس کا معنی بھی نشانی ہے۔ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج کرائی گئی آپ وہاں ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام سے ملے اور سب نے قیامت کے متعلق باہم گفتگو کی۔ سب سے پہلے انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اس کے بارہ میں پوچھا تو ان کے پاس اس بارہ میں کوئی علم نہ تھا۔ پھر انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا ان کے پاس بھی اس بارہ میں علم نہ تھا۔ تو بات لوٹ کر

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف آئی تو آپ نے فرمایا: اس کے قیام کا وقت تو اللہ ہی جانتا ہے ہاں مجھے یہ وعدہ دیا گیا ہے کہ اس کے ظہور سے قبل دجال ظاہر ہوگا۔ فَاَنْزِلُ فَاَقْتُلُهٗ تو میں اتروں گا اور اسے قتل کروں گا۔ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

(دیکھئے ابن ماجہ کتاب الفتن باب 33)

(تفسیر قرطبی جلد 16 صفحہ 105 مطبوعہ دار احیاء التراث بیروت)

2۔ امام فراء بغوی علیہ الرحمہ متوفی 516ھ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ کے تحت فرماتے ہیں: من اشراطِ الساعة یُعْلَمُ بِهٖ قربها۔ اس سے اللہ نے حضرت عیسیٰ کا نازل ہونا مراد لیا ہے کیونکہ اس سے قیامت کا قریب آجانا معلوم ہوگا۔

(تفسیر معالم التنزیل جلد 6 صفحہ 139 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

3۔ امام علاء الدین بغدادی المعروف امام خازن علیہ الرحمہ متوفی 725ھ نے بھی اس آیت کے تحت یہی کلام فرمایا ہے۔ (تفسیر لباب التاویل جلد 6 صفحہ 139)

4۔ امام ابو الفراء ابن کثیر متوفی 774ھ نے اس آیت کے تحت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور تابعین کے اقوال نقل کرنے کے بعد اس میں قرآن کے علامتِ قیامت مراد ہونے کا رد فرمایا۔ (تفسیر القرآن العظیم جلد 4 صفحہ 143، مطبوعہ دار المعرفہ)

5۔ امام فخر الدین رازی متوفی 606ھ فرماتے ہیں: وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ کا معنی یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت کی اشراط (علامات) میں سے ہیں۔ وہ بیت المقدس میں نماز فجر کے وقت اتریں گے۔ وہاں کے امام صاحب (جو امام مہدی رضی اللہ عنہ ہوں گے) آپ کو دیکھ کر پیچھے ہٹیں گے۔ آپ انہیں آگے کریں گے اور ان کے پیچھے نماز پڑھ کر بتائیں گے کہ آپ شریعت محمدی کے متبع بن کر آئے ہیں۔ الخ

(تفسیر کبیر جلد 27 صفحہ 640 مطبوعہ دار الحدیث ملتان)

یہ پانچ ائمہ مفسرین کے اقوال میں جلدی میں لکھ رہا ہوں ورنہ الحمد للہ میرے سامنے پچیس کے قریب عربی تفاسیر پڑی ہیں اور سب نے یہی معنی بیان کیا ہے جو میں نے لکھ دیا۔ پتہ نہیں مرزائی لوگ کیسے گمراہ ہو گئے جب قرآن کی یہ آیت صحابہ و تابعین اور تمام ائمہ مفسرین کے اقوال بلکہ احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا قرب قیامت میں نزول بیان کر رہی ہے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ اس آیت کی قوی ترین تفسیر جو حضرت ابن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما جیسے جلیل القدر صحابہ کرام اور حسن و قتادہ جیسے اجل تابعین کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) سے مروی ہے یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانہ میں قرب قیامت کی نشانی بن کر اتریں گے، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ اس کی اصل اور درست تفسیر تو یہی ہے البتہ بعض لوگ "اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ" میں اِنَّهٗ کی ضمیر کو قرآن کی طرف لوٹاتے ہیں کہ وہ قیامت کا علم ہے، یعنی یہ تفسیر صحیح کے خلاف ہے، حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ایک تفسیر یہ مروی ہے کہ انہ کی ضمیر واحد مذکر غائب قرآن کی طرف راجع ہے مگر انہیں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے دوسری روایت پہلے گزر گئی کہ وہ بھی اس سے نزولِ عیسیٰ علیہ السلام مراد لیتے ہیں بلکہ اس پر ان سے ایسی دو مختلف روایات وارد ہیں، آج مرزائی گروہ زور دیتا ہے کہ انہ کی ضمیر قرآن کریم کی طرف ہی راجع ہے، یہ ان کی ہٹ دھرمی ہے جب جلیل القدر صحابہ و تابعین سے مروی معتبر تفسیر یہی ہے کہ اس سے نزول عیسیٰ علیہ السلام مراد ہے، تو حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ایک ضعیف قول کے لینے پر ان کا اصرار ہٹ دھرمی نہیں تو کیا ہے۔ پھر اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ سے ماقبل والی آیات میں قرآن کریم کا کہیں ذکر نہیں ہے اس لیے یہ تفسیر از قیاس اور الفاظ قرآن کریم اور سیاق کلام کے

خلاف ہے بلکہ اس سے ماقبل والی آیات میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہی کا ذکر ہے اور انہی کی طرف ساری ضمائر لوٹ رہی ہیں یعنی ماقبل میں یہ ہے۔

"وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ﴿٥٧﴾ وَقَالُوا ءَأٰلِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ ۚ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ ﴿٥٨﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿٥٩﴾ وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنكُم مَّلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ ﴿٦٠﴾ وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٦١﴾" (سورہ زخرف آیت 57 تا 61)

یعنی: مِنْهُ يَصِدُّونَ، أَمْ هُوَ، مَا ضَرَبُوهُ، إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ اور وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ،

میں چھ بار ضمیر واحد مذکر غائب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹی ہے تو کیا وجہ ہے کہ اس کے متصل بعد إِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ میں ضمیر واحد مذکر غائب کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف نہ لوٹایا جائے، کیا مرزائیوں کا یہی انصاف ہے اور یہی قرآن فہمی ہے؟ کہ الفاظ قرآن اور سیاق کلام سے آنکھیں چرا کر ایک ضعیف قول کو پکڑ لیا جائے اور من مانی کی جائے اور جمہور صحابہ وتابعین سے مروی تفسیر سے منہ موڑ لیا جائے،

پھر دیکھیے اس سورہ زخرف میں اس سے قبل والے رکوعات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر خیر ہے اور ان کے بعد آنے والی ضمائر انہی کی طرف لوٹ رہی ہیں جیسے فرمایا: وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ إِنَّنِي بَرَاءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ ﴿٢٦﴾

ـــ "اور یاد کرو جب ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے عرفی باپ اور اپنی قوم سے فرمایا کہ میں تمہاری عبادت سے بیزار ہوں ـــ" (سورہ زخرف آیت 26)

اس میں لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖ کی ضمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف راجع ہیں اور اِنِّیْ کی ضمیر واحد متکلم بھی انہیں کی طرف لوٹ رہی ہے پھر اس سورت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر آیا ہے تو اس کے بعد آنے والی ضمائران کی طرف لوٹ رہی ہیں جیسے: "وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَاۤ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَاۡئِهٖ فَقَالَ اِنِّیْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۝" ـــ "اور جب ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو ہماری نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے گروہ کی طرف بھیجا، تو آپ نے فرمایا بے شک میں رب العالمین کا رسول ہوں ـــ" (سورہ زخرف آیت 46)

اس میں قال کی مستتر ضمیر واحد غائب اور انی میں ضمیر واحد متکلم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے، تو پھر کیا وجہ ہے کہ جب وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْیَمَ سے ذکرِ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام شروع ہوا اور اس کے بعد چھ بار ضمیر واحد مذکر غائب کو ان کی طرف لوٹایا گیا تو پھر اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ میں ضمیر واحد غائب کو ان کی طرف نہ لوٹایا جائے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قربِ قیامت میں تشریف آوری سے انکار کیا جائے؟

چوتھی آیت: عیسیٰ علیہ السلام بڑھاپے میں لوگوں سے کلام فرمائینگے

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖ اسْمُهُ الْمَسِیْحُ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ وَجِیْهًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ

الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿٤٥﴾ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَ كَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٤٦﴾۔

جب فرشتوں نے کہا اے مریم بے شک اللہ آپ کو بشارت دیتا ہے اپنے کلمے کی جس کا نام مسیح حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہے دنیا و آخرت میں عزت والا ہے اور اللہ کے مقربین میں سے ہے۔ اور وہ لوگوں سے ماں کی گود میں اور بڑھاپے کی عمر میں کلام کرے گا۔ اور وہ صالحین میں سے ہے۔ (سورہ آل عمران آیت 45 تا 46 پارہ 3)

اس آیت کی مکمل تشریح آپ اس راقم الحروف گناہگار کی تصنیف برہان القرآن جلد اول میں دیکھیں یقیناً وہ مقام پڑھنے کے لائق ہے۔ میں اس جگہ ساری آیت کی تفسیر کے بجائے صرف ان کلمات کا معنیٰ عرض کرنا چاہتا ہوں وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَ كَهْلًا ۔ کہ فرشتوں نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں سے ماں کی گود میں کلام کریں گے اور بڑھاپے کی عمر میں بھی، اگر سوچا جائے تو ذہن میں سوال آتا ہے کہ ماں کی گود میں کلام کرنا تو ایک معجزہ ہے مگر بڑھاپے میں کلام کرنا تو کوئی ایسی خصوصیت نہیں کہ اسے قرآن میں بیان کیا جائے سبھی لوگ بڑھاپے میں کلام کرتے ہیں اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کیا تخصیص ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہاں آپ کا بڑھاپے میں کلام کرنا بھی معجزاتی شان رکھتا ہے کیونکہ جب آپ کو آسمان پہ اٹھایا گیا تو اس وقت آپ کی عمر 33 برس تھی۔ اس وقت آپ بھرپور جوان تھے۔ ابھی آپ کی شادی نہیں ہوئی تھی اور قرب قیامت میں آپ جب نازل ہوں گے تو اسی طرح جوان ہوں گے آپ کی عمر میں سے ایک منٹ بھی کم نہ ہوگا۔ بلکہ آپ جن کپڑوں میں اٹھائے گئے انہی میں آئیں گے حتیٰ کہ اس وقت آپ نہا کر نکلے تھے کہ اٹھائے گئے اور آپ کے بالوں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے، جب آپ واپس زمین پہ آئیں گے تو بالوں سے قطرے اسی طرح ٹپک رہے ہوں

گے جیسا کہ اس پر اگلے باب میں مفصل کلام آرہا ہے۔ تب آپ دنیا میں چالیس برس گزاریں گے۔ آپ کی شادی ہوگی اور بچے ہوں گے اور یوں آپ بڑھاپے کو پہنچیں گے اور اپنی ساری بقیہ زندگی گزار کر فوت ہوں گے۔ گویا ہزاروں برس گزرنے کے باوجود آپ جوان ہیں اور آخر زمانہ میں چند ہی برسوں میں بوڑھے ہو جائیں گے۔ تو آپ کا بڑھاپے میں کلام کرنے کو اللہ کا قرآن میں بیان کرنا آپ کے ابھی تک زندہ ہونے کی اعلیٰ دلیل ہے اور واپس دنیا میں آنے کی طرف عظیم اشارہ ہے مگر اشارہ اہل عقل کے لئے ہوتا ہے۔

اسی لئے مشہور تابعی حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ نے جو امام مالک کے استاد ہیں اس آیت کے تحت فرمایا:

قَدْ كَلَّمَهُمْ عيسٰى فِي الْمَهْدِ وَ سَيُكَلِّمُهُمْ اِذَا اَقْبَلَ الدَّجَّالُ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ كَهْلٌ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے لوگوں سے ماں کی گود میں کلام فرمایا اور جب دجال ظاہر ہوگا تب بھی آپ لوگوں سے کلام فرمائیں گے اور اس وقت آپ بوڑھے ہوں گے۔ (درمنثور جلد 2 صفحہ 199 مطبوعہ دارالفکر بیروت)

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کھلاً ای فی سنِ کھلٍ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام بڑھاپے کی عمر کو پہنچیں گے اور کلام کریں گے۔

قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یکلمھم صغیراً و کبیراً۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بچپن اور بڑھاپے دونوں زمانوں میں کلام کریں گے۔ (درمنثور) الغرض یہ آیت بتارہی ہے کہ جیسے آپ کا ماں کی گود میں کلام کرنا معجزہ ہے اسی طرح آپ کا بڑھاپے میں کلام کرنا بھی ایک معجزہ ہے۔

وفاتِ مسیح پر قرآن سے مرزائیوں کے غلط استدلال کا رد

قرآن کی یہ شان ہے یُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّيَهْدِىْ بِهٖ كَثِيْرًا ؕ کہ اس سے اللہ کئی کو گمراہ کرتا ہے اور کئی کو ہدایت دیتا ہے۔ (سورہ بقرہ:26) اسی لئے سرکشوں کے متعلق اللہ نے فرمایا: وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا ؕ کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر جو قرآن اتارا گیا ہے وہ ان میں سے اکثر کی سرکشی اور کفر میں اضافہ کرتا ہے۔ (سورۂ مائدہ، آیت:64)

دراصل جب کسی کے دل میں حق سے انکار کی بیماری جگہ پکڑ لیتی ہے اور مذہبی تعصب اور آباء واجداد کی کورانہ تقلید کی پٹی آنکھوں پہ بندھ جاتی ہے تو پھر قرآن ایسے دلوں پہ اثر نہیں کرتا جیسے شورزدہ زمین پہ بارش کوئی سبزہ نہیں اگاتی بلکہ اس کی خرابی میں اضافہ کرتی ہے اسی طرح قرآن کریم بھی ایسے دلوں کی گمراہی میں اضافہ کرتا ہے۔ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ ۔ (سورہ بقرہ، آیت:10)

الغرض مرزائیوں نے جب مرزا قادیانی کی اندھی تقلید میں یہ نظریہ اپنا لیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور جس حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے قربِ قیامت میں ظہور کی بشارات احادیث میں ہیں اس سے مرزا غلام احمد قادیانی مراد ہے۔ تو اب قرآن بھی ان کے دلوں پہ اثر کرنے کے بجائے ان کی گمراہی میں اضافہ کر رہا ہے۔ چنانچہ وہ قرآن کی غلط تاویلات کر کے اپنی گمراہی میں مزید اضافہ کر رہے ہیں اس کی ایک مثال پیش خدمت ہے۔ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ

الخ۔ اور یہود نے اپنا داؤ کیا اور اللہ نے اپنی تدبیر فرمائی اور اللہ کی تدبیر سب سے بہتر ہے جب اللہ نے فرمایا اے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) میں آپ کو (زمین سے) قبض کر کے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔ اور آپ کو کافروں کی نجاست سے دور کرنے والا ہوں اور آپ کے متبعین کو روز قیامت تک کفار پہ غلبہ دینے والا ہوں۔
(سورہ آل عمران آیت 54۔55 پارہ 3)

اس آیت کی مکمل تشریح آپ راقم الحروف گناہگار کی تفسیر برہان القرآن میں اس مقام پر ملاحظہ فرمائیں، یہاں مختصراً یہ عرض ہے کہ جب یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کا منصوبہ بنالیا تو اللہ نے اپنی تدبیر فرمائی اور آپ کو پیشگی اطلاع دیدی کہ اے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ گھبرائیں نہیں میں آپ کو زمین سے اپنی طرف آسمان پہ اٹھانے والا ہوں اور وہاں لے جاؤں گا جہاں طہارت ہی طہارت ہے۔ وہاں یہود کی نجاست کا کوئی تصور نہیں ہے اور میں آپ کا مشن بھی ناکام نہیں ہونے دوں گا بلکہ آپ کے دین پہ گامزن رہنے والے ایسے لوگ تیار کروں گا جو تا قیامت یہود پہ غالب رہیں گے۔ چنانچہ اللہ نے اس وعدے کی تکمیل میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی مبعوث فرمایا اور یہود پر انہیں غلبہ دیا اور یہ غلبہ تا قیامت رہے گا۔ آج یہود کا دنیا میں غلبہ مسلمانوں کی بدعملی پر اللہ کی طرف سے ایک تنبیہہ ہے جیسے کوئی افسر اعلیٰ اپنی نوکری میں کوتاہی کرے تو اس کی نوکری میں کچھ دیر تک تنزلی کردی جاتی ہے اور وہ چھوٹی سزا کاٹ کر پھر اپنی نوکری سنبھال لیتا ہے اسی طرح تیرہ صدیاں مسلمان ہی دنیا پہ غالب رہے البتہ 1945ء میں ظالمانہ عالمی سازش کے تحت یہود کی اسرائیلی حکومت قائم ہوئی اور عنقریب پھر مٹ جانے والی ہے کیونکہ ظلم تا دیر نہیں چل سکتا۔ اور آخر

زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھر آنے والے ہیں آپ کے مقابلہ میں دجال ہوگا حدیث رسول کے مطابق سب یہودی اس کے ساتھ ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو اس کے سب ساتھیوں سمیت قتل کر کے عَلَم اسلام یوں بلند کریں گے کہ اسلام کے سوا ہر دین مٹ جائیگا۔ آگے اس پر اگلے باب میں کثیر احادیث آرہی ہیں۔

مرزائی جماعت اس آیت میں اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ کا یہ معنی کرتی ہے کہ اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ! میں آپ کو وفات دینے والا ہوں اور آپ کی روح کو اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔

اس آیت قرآنی کے معنی پر مرزائی تحریف اتنی بھونڈی اور مضحکہ خیز ہے کہ اپنی موت آپ ہی مرگئی ہے۔ اس کے چند دلائل ہیں۔

1۔ یہودی و عیسائی اور مرزائی عقائد میں مماثلت:

عیسائی یہ سمجھتے ہیں کہ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑا انہیں سخت ذلیل ورسوا کیا آپ کے منہ پر (معاذ اللہ) طمانچے مارتے رہے آپ کے منہ پر تھوکتے رہے اور یوں ذلیل کرتے ہوئے لائے اور سولی پہ چڑھا دیا۔ اس کی پوری تفصیل لوقا، مرقس، یوحنا اور متی کی انجیلوں میں دیکھی جاسکتی ہے۔ آگے یہود نے سمجھا کہ آپ کو ہمیشہ کے لئے مار دیا گیا اور عیسائی کہتے ہیں کہ تیسرے دن آپ زندہ کر کے آسمان پہ اٹھا لئے گئے۔ اب تیسرا گمراہ فرقہ مرزائی گروہ پیدا ہوا۔ انہوں نے کہا آپ سولی پر تو چڑھائے گئے مگر آپ کی جان نہ نکلی اور کسی طرح وہاں سے بھاگ نکلے آخر کشمیر میں آکر وہ فوت ہوئے وہاں ان کا مزار ہے۔ مگر قرآن وحدیث نے بتایا کہ اللہ نے یہود کے مقابلے میں اپنی تدبیر فرماتے ہوئے پہلے ہی جناب عیسیٰ علیہ السلام

کو آگاہ فرما دیا تھا کہ یہود آپ تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ اللہ آپ کو پہلے ہی اپنی طرف اٹھالے گا۔ چنانچہ آپ کے ایک حواری پر آپ کی شکل ڈال دی گئی اور یہود نے اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سمجھ کر سولی پہ لٹکا دیا پیچھے اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

اب ہم مرزائیوں سے پوچھتے ہیں اگر تمہارا دعویٰ درست ہے تو کیا اللہ نے اپنے پیغمبر کی حفاظت کی یہ تدبیر فرمائی کہ انہیں دشمنوں کے ہاتھ میں (معاذ اللہ) ذلت و رسوائی کی انتہاء تک پہنچا دیا۔ انہیں سولی پہ زندہ لٹکا کر ان کے پیٹ میں نیزے مارے گئے۔ پھر تین دن ان کا جسم سولی پر لٹکا رہا۔ مگر وہ اتنے سخت جان تھے کہ جان نہ نکلی پھر وہ دربدر کی ٹھوکریں کھانے کو یوں دنیا سے گم ہوئے کہ مرزا قادیانی کے سوا چودہ صدیوں تک کسی کو پتہ ہی نہ چل سکا؟

بلاشبہ کئی انبیاء نے کفار کے ہاتھوں جام شہادت نوش فرمایا مگر یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسا صاحب کتاب اور یکے از اولوالعزم پیغمبر یہود کے ہاتھوں (معاذ اللہ) اتنا ذلیل و رسوا ہو کہ وہ اس کے منہ پر طمانچے مارتے اور تھوکتے چلیں یہ رب العالمین کو ہرگز گوارا نہیں، یہ یہودیوں، عیسائیوں اور مرزائیوں کا عقیدہ تو ہوسکتا ہے مسلمانوں کا نہیں۔

2۔لفظ مُتَوَفِّيْكَ کا معنی تابعین کرام کی زبانی:

اس آیت میں لفظ مُتَوَفِّيْكَ سے مرزائی گروہ وفات مسیح پر استدلال لاتا اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے جبکہ یہ لفظ باب تَوَفّٰى يَتَوَفّٰى سے ہے۔ عربی لغت میں اس کے کثیر معانی ہیں اور جلیل القدر تابعین کرام میں سے ائمہ مفسرین نے ان معانی پر یہ لفظ اس جگہ محمول کیا ہے۔ ذیل میں ہم یہ معانی پیش کرتے ہیں۔

پہلا معنی: تَوفّٰی یتوفّٰی کا معنی کسی چیز کو مکمل طور پر اپنے قبضے میں لے لینا بھی آتا ہے۔ حدیث میں اس معنی پر یہ لفظ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود استعمال فرمایا آپ نے ایک بار حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اونٹ لیا اور حضرت بلال کو اس کی قیمت انہیں دینے کو کہا۔ بعد میں حضرت جابر سے پوچھا: اَتَوَفَّیْتَ الثَّمَنَ کیا تم نے پوری قیمت قبضے میں لے لی ہے؟ انہوں نے عرض کیا جی لے لی ہے۔

(مسلم شریف کتاب المساقات باب بیع البعیر صفحہ 956 مطبوعہ ریاض)

جلیل القدر تابعی امام حسن بصری نے اس آیت کے تحت فرمایا: انی متوفیك من الارض۔ حضرت مُطر الوراق فرماتے ہیں: انی متوفیك من الدنیا و لیس بوفاۃ موت۔ یعنی اللہ نے فرمایا اے حضرت عیسیٰ علیہ السلام! میں آپ کے پورے کے پورے وجود کو زمین سے اٹھالوں گا اس سے موت والی وفات مراد نہیں۔

(تفسیر ابن جریر جلد 3 صفحہ 203 مطبوعہ مکہ مکرمہ، تفسیر ابن ابی حاتم جلد 2 صفحہ 295 مطبوعہ سعودیہ ریاض)

اسی لئے امام ابن جریر طبری نے فرمایا میرے نزدیک اس کا بہتر ترجمہ یہ ہے اِنِّی قَابِضُكَ مِنَ الْاَرْضِ فَرَافِعَكَ اِلَیَّ میں آپ کو زمین سے قبض کر کے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔ (تفسیر ابن جریر جلد 3 صفحہ 203)

دوسرا معنی: توفّٰی کا معنی نیند طاری کرنا بھی قرآن میں وارد ہے۔ جیسے فرمایا: وَهُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰـكُمْ بِالَّیْلِ۔ اللہ تمہیں رات کو وفات دیتا یعنی نیند طاری کرتا ہے۔ (سورہ انعام، آیت: 60)

امام حسن بصری رضی اللہ عنہ سے یہی معنی مروی ہے کہ فرمایا: انی متوفیك یعنی وفاۃ المنام رفعه الله فی منامه یعنی اللہ نے فرمایا میں آپ پر نیند طاری کر کے آپ کو اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔ چنانچہ اللہ نے آپ پر نیند طاری کی اور اسی

میں اٹھالیا۔ پھر حضرت حسن نے یہ روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہود سے فرمایا: ان عیسیٰ لم یمت و انهٗ راجع الیکم قبل یوم القیامة کہ اے یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے اور وہ تمہارے پاس قیامت سے پہلے آنے والے ہیں۔ (تفسیر ابن جریر جلد 3 صفحہ 203)

امام ابن کثیر نے یہ معنی زیادہ پسند کیا اور فرمایا: قال الاکثرون المرادُ بالوفاةِ ھٰھنا النَّومُ۔ اس جگہ وفات سے نیند مراد ہے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد اول صفحہ 374)

تیسرا معنی: یہ ہے کہ توفّی جان لے لینے اور موت دینے کے معنی میں مستعمل ہے اور اگر اس جگہ لفظ مُتَوَفِّيْكَ اسی معنی میں ہو تو الفاظ آیت میں تقدیم و تاخیر ہے۔ گویا اصل میں یوں ہے اِنِّی رَافِعُكَ اِلَیَّ وَ مُتَوَفِّيْكَ کہ اے حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں آپ کو اپنی طرف اٹھالوں گا پھر بعد میں آپ کو وفات دوں گا۔

چنانچہ امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے روایت کیا کہ فرمایا: ھٰذا من المقدم والمؤخر ای رَافِعُكَ اِلَیَّ وَ مُتَوَفِّيْكَ اس جگہ تقدیم و تاخیر ہے۔ اصل یوں ہے رَافِعُكَ اِلَیَّ وَ مُتَوَفِّيْكَ۔

(در منثور جلد 2 صفحہ 225 مطبوعہ دار الفکر)

اسی طرح ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایسا ہی مروی ہے آپ فرماتے ہیں یعنی رافِعُكَ ثم مُتَوفِّيك فی اٰخِرِ الزمان۔ معنی یہ ہے کہ اللہ نے فرمایا میں آپ کو اٹھالوں گا پھر آخر زمانہ میں آپ کو وفات دوں گا۔

(در منثور بروایت ابن عساکر وغیرہ جلد 2 صفحہ 226)

یہاں مرزائیوں کے اس اعتراض کا بھی جواب ہوگیا جو وہ ابن جریر کے حوالے

سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول بہت پیش کرتے ہیں کہ فرمایا اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ کا معنی یہ ہے اِنِّیْ مُمِیْتُكَ کہ میں آپ کو موت دینے والا ہوں اب واضح ہو گیا کہ اس سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہی مراد ہے کہ آخر زمانہ میں موت دینے والا ہوں۔ تعجب ہے مرزائیوں کو حضرت ابن عباس کا ایک قول نظر آتا ہے دوسرا نظر نہیں آتا اور تقدیم وتاخیر تو قرآن میں کئی جگہ پر ہے یعنی جو چیز پہلے واقع ہو اس کا ذکر بعد میں ہو اور جو پیچھے ہے اس کا ذکر پہلے ہو۔ اس کی چند مثالیں دیکھیں۔

1۔ انہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ سیدہ مریم رضی اللہ عنہا کے بارہ میں اسی سورہ آل عمران میں چند آیات پیچھے گزر چکا ہے کہ فرمایا:

یٰمَرْیَمُ اقْنُتِیْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِیْ وَارْكَعِیْ۔ اے مریم اپنے رب کے حضور عاجزی کرو اور سجدہ و رکوع کرو۔ (سورہ آل عمران آیت 43 پارہ 3) یہاں سجدہ کا ذکر پہلے اور رکوع کا بعد میں ہے تو یقیناً اس میں تقدیم وتاخیر ہے۔

2۔ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ۔ اور جو لوگ ایمان لاتے ہیں اس پر جو آپ کی طرف اتارا گیا اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا۔ (سورہ بقرہ آیت 4)

3۔ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِیْمَ۔ اور جب ہم نے انبیاء سے میثاق (عہد) لیا اور آپ سے اور نوح اور ابراہیم سے الخ (سورہ احزاب، آیت 7 پارہ 21)

ان دونوں آیات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر پہلے ہے اور دوسرے انبیاء کا بعد میں جبکہ واقعہ اس کے برعکس ہے۔

4۔ وَاَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ

وَالْاَسْبَاطِ وَعِیْسٰی وَاَیُّوْبَ وَیُوْنُسَ وَھٰرُوْنَ وَسُلَیْمٰنَ ۔

(سورہ نساء آیت 163)

اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر حضرت ایوب، یونس، ہارون اور سلیمان علیہم السلام سے پہلے ہے حالانکہ وہ بعد میں ہیں۔اس میں بھی تقدیم وتاخیر ہے۔

ابھی میں نے چار ہی آیات پیش کی ہیں ورنہ قرآن میں اور بھی کئی جگہ تقدیم و تاخیر ہے تو اس آیت میں اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ میں اگر عبداللہ بن عباس اور قتادہ رضی اللہ عنہما جیسے ائمہ دین کے مطابق تقدیم وتاخیر مانی جائے تو اس میں مرزائیوں کو کیا اعتراض ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ مذکورہ تینوں معانی میں سے کوئی بھی معنی اختیار کرلیا جائے خواہ مُتَوَفِّیْكَ کو قبض کرنے کے معنی میں لیا جائے یا نیند طاری کرنے کے معنی میں اور خواہ تقدیم وتاخیر مانی جائے بہرحال اس کا معنی واضح ہوجاتا ہے اور مرزائیوں کے ہاتھ میں کچھ نہیں رہتا جس سے وہ لوگوں کو گمراہ کرسکیں۔انہیں بھی اپنی عاقبت کی فکر کرکے توبہ کرلینی چاہئے ابھی وقت ہے۔

ایک بے سند روایت سے استدلال کا جواب

مرزائی ربیوں کو وفاتِ مسیح ثابت کرنے کے لیے جب کوئی چیز ہاتھ نہیں آتی تو وہ ایک بے سند روایت کو تنکے کا سہارا سمجھتے ہیں، کہتے ہیں کہ امام ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں سورہ آل عمران آیت نمبر 81 (وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ) کے تحت ایک روایت لکھی ہے، وہ کہتے ہیں

وَفِیْ بَعْضِ الْاَحَادِیْثِ لَوْکَانَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی حَیَّیْنِ لَمَّا وَسَعَھُمَا اِلَّا اتِّبَاعِیْ" یعنی بعض احادیث میں ہے کہ اگر موسیٰ و عیسیٰ

(علیہما السلام) زندہ ہوتے تو انہیں میری اتباع کے سوا کوئی گنجائش نہ ہوتی"

(تفسیر ابن کثیر جلد 1 صفحہ 386)

مرزائی کہتے ہیں کہ اس حدیث سے صاف معلوم ہو گیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی فوت شدہ ہیں، جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود فرما رہے ہیں کہ اگر وہ زندہ ہوتے تو انہیں میری ہی اتباع کرنا پڑتی۔

ہم کہتے ہیں کہ اس حدیث کو صرف ابن کثیر نے ذکر کیا ہے اور اس کی کوئی سند نہیں لکھی کہ یہ کس صحابی سے مروی ہے اور کس امام نے اسے کس سند کے ساتھ کس کتاب میں روایت کیا ہے، اور یقیناً ابن کثیر یا کسی اور سے یہاں ذکرِ عیسیٰ علیہ السلام کرنے میں غلطی ہوئی ہے ورنہ تمام احادیث میں یہ مضمون صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں وارد ہے، ان کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ "کہ اگر وہ آج زندہ ہوں تو انہیں میری ہی اتباع کرنا پڑے۔"

یہ مضمون کثیر محدثین نے اپنی اسانید کے ساتھ مختلف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے روایت کیا ہے اور صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ذکر کیا ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کہیں ذکر نہیں ہے، چند احادیث درج ذیل ہیں:

پہلی حدیث:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اہل کتاب سے کچھ نہ پوچھو، وہ تمہیں ہرگز ہدایت نہیں دے سکتے وہ خود گمراہ ہیں، ان کی بات مان کر تم کسی باطل کی تصدیق یا کسی حق کی تکذیب کرو گے۔ آگے فرمایا:

"وَاِنَّهُ لَوْ كَانَ مُوْسٰى حَيًّا بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ مَا حَلَّ لَهُ اِلَّا اَنْ يَّتَّبِعَنِىْ"

"اگر موسیٰ (علیہ السلام) تمہارے درمیان زندہ موجود ہوتے تو ان کے لیے میری

اتباع کے سوا کچھ حلال نہ ہوتا۔"

(مسند ابویعلیٰ، مسند جابر صفحہ 467، حدیث 2139: /مسند احمد بن حنبل جلد 3 صفحہ 338، مطبوعہ دار الفکر)

دوسری حدیث:

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تورات کے کچھ صفحات لے کر آئے اور حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ صاحبِ اذان نے ان سے بات کی، اس حدیث کے آخر میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ كَانَ مُوْسٰى بَيْنَ اَظْهُرَكُمْ ثُمَّ اتَّبِعْتُمُوْهُ وَتَرَ كْتُمُوْنِىْ لَضَلَلْتُمْ ضَلٰلًا بَعِيْدًا" ۔"اگر موسیٰ (علیہ السلام) تمہارے درمیان موجود ہوں پھر تم ان کی پیروی کرو اور مجھے چھوڑ دو تو تم دور کی گمراہی میں پڑ جاؤ گے۔"

(فتح الباری جلد 13 صفحہ 535)

تیسری حدیث:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تورات سے ایک عبارت عربی میں نقل کی، پھر اسے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے آئے اور اسے پڑھنے لگے، رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ متغیر ہونے لگا، ایک انصاری شخص نے کہا: اے ابن خطاب! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک نہیں دیکھتے ہو؟ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اہل کتاب تمہیں ہدایت نہیں دے سکتے وہ گمراہ ہیں ان کی بات مان کر تم باطل کو حق یا حق کو باطل کرو گے۔" "وَاللهِ لَوْ كَانَ مُوْسٰى بَيْنَ اَظْهُرَكُمْ مَا حَلَّ لَهُ اِلَّا اَنْ يَّتَّبِعَنِىْ"

۔"اللہ کی قسم! اگر موسیٰ (علیہ السلام) تمہارے درمیان موجود ہوتے تو ان کو میری اتباع کے سوا کچھ حلال نہ ہوتا۔" (مجمع الزوائد جلد اول صفحہ 179)

چوتھی حدیث:

حضرت عبداللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے، کہنے لگے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنے ایک قرظی دوست کے ہاں گیا اس نے مجھے تورات کے چند صفحات لکھ کر دیے ہیں کیا وہ میں آپ کو پڑھ کر نہ سناؤں؟ رسول اللہ رضی اللہ عنہ کا چہرہ بدل گیا، حضرت عبداللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کہنے لگے: کیا دیکھتے نہیں ہو کہ رسول اللہ رضی اللہ عنہ کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: ہم اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رسول ہونے پر راضی ہیں، تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ پُررونق ہو گیا، تب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْاَصْبَحَ فِیْکُمْ مُوْسٰی ثُمَّ اتَّبَعْتُمُوْہُ وَتَرَکْتُمُوْنِیْ لَضَلَلْتُمْ ،اَنْتُمْ حَظِّیْ مِنَ الْاُمَمِ وَاَنَاحَظُّکُمْ مِنَ النَّبِیِّیْنَ "رَوَاہُ اَحْمَدُوَالطِّبْرَانِی۔ "اس رب کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر صبح تم میں موسیٰ (علیہ السلام) آجائیں پھر تم مجھے چھوڑ کر ان کی اتباع کرو تو تم گمراہ ہو جاؤ گے، میرے حصہ کی امت صرف تم ہو اور تمہارے حصے کا نبی صرف میں ہوں" اسے احمد اور طبرانی نے روایت کیا ہے۔

(مجمع الزوائد جلد اول صفحہ 178 ،مطبوعہ مؤسسۃ المعارف بیروت)

میں نے اختصاراً صرف چار احادیث نقل کی ہیں ورنہ یہ سلسلہ طویل ہے، ان احادیث میں یادیگر میں صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے، ان احادیث کی اسانید موجود ہیں اور یہ احادیث صحیحہ ہیں، ان سب کو چھوڑ کر مرزائیوں کو صرف اسی بے سند روایت پر اصرار ہے جو ابن کثیر نے یا کسی اور نے یوں ذکر کردی ہے، کہ اس میں غلطی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر آ گیا ہے۔

ہم مرزائیوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ اگران میں ہمت ہے تو ابن کثیر کی ذکر کردہ روایت کی کوئی سند پیش کریں، جس روایت کے بارہ میں معلوم نہیں کہ کس صحابی سے مروی ہے، اسے کس محدث نے کس سند کے ساتھ کس کتاب میں روایت کیا ہے؟ اس کے قبول پر اصرار اور احادیث صحیحہ کثیرہ سے انکار گمراہی نہیں تو اور کیا ہے؟ اس لیے انہیں چاہیے کہ حق کو قبول کریں اور دین کی سیدھی راہ میں کجی نہ لائیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر ابن کثیر کی ذکر کردہ بے سند روایت "لَوْ كَانَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى حَيَّيْنِ" کو کوئی اصل مان لے تو اس کا معنی یہ ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں ہمارے درمیان زمین پر موجود ہوتے تو انہیں پیروی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا چارہ نہ ہوتا لیکن اس وقت وہ آسمان میں ہیں اور آسمان عارضی طور پر ان کے لیے مثل قبر ہے۔ اس لیے ہماری مذکورہ بالا احادیث میں جابجا "بَيْنَ اَظْهُرَ كُمْ" کے الفاظ ہیں جیسا کہ پہلی دوسری اور تیسری حدیث میں گزرا، اس کا یہ معنی نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں، یہ گفتگو اس کے لیے ہے جو مادۂ قبول حق رکھتا ہے مگر جس نے دل کے دروازے بند کر دیے اسے کوئی نہیں سمجھا سکتا۔

دوسری فصل

حیات حضرت عیسیٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ احادیث کی روشنی میں

اس ضمن میں جتنی احادیث ہم یہاں لانا چاہتے ہیں وہ سب آگے دوسرے باب میں آرہی ہیں جن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم عنقریب حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے۔ صلیب توڑ دیں گے، جزیہ اٹھا دیں گے وغیرہ۔ یہ ساری احادیث حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ثابت کرتی ہیں۔ یہ ارشاد متواترہ ہیں تو

اس جگہ انہیں لکھنے کی ضرورت نہیں۔ تا کہ تکرار لازم نہ آئے۔ لہٰذا آگے چلتے ہیں۔

تیسری فصل

حیات حضرت عیسیٰ علیہ السلام اقوال صحابہ وتابعین کی روشنی میں

گزشتہ اوراق میں آیات کی تفسیر کے ضمن میں صحابہ کرام وتابعین عظام کے کتنے ہی اقوال گزر چکے ہیں ہم ان کی طرف اختصاراً اشارہ کر دیتے ہیں اور چند ایک مزید بھی لکھ دیتے ہیں۔

1۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول پہلی آیت بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ط (سورہ نسآء آیت 158) کے تحت گزر چکا کہ فرمایا:

لما اراد الله ان یرفع عیسٰی ابن مریم الی السمآء اَتٰی اَصْحَابَهٗ۔ جب اللہ نے چاہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھا لے تو آپ اپنے ساتھیوں کے پاس آئے (اور فرمایا کہ تم میں سے کوئی یہ پسند رکھتا ہے کہ اس پر میری شکل ڈال دی جائے اور وہ میری جگہ قتل کر دیا جائے اور وہ جنت میں میرا ساتھی بنے تو ایک ساتھی نے یہ ذمہ لے لیا)۔ آگے فرمایا:

فَاُلْقِيَ عَلَيْهِ شِبْهُ عِيسٰى وَ رُفِعَ عِيسٰى مِنْ رَوْزَنَةٍ فِي الْبَيْتِ اِلَى السَّمَآءِ۔ تو اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت ڈال دی گئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مکان کے روشن دان سے آسمان کی طرف اٹھا لیا گیا۔

(تفسیر در منثور بروایت ابن ابی حاتم جلد دوم صفحہ 727)

امام ابن کثیر نے ابن ابی حاتم کی اس روایت کے متعلق فرمایا: هٰذا اسنادٌ صحیح الی ابن عباس و رواه النسائی عن ابی کریب عن ابی معاویة

ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول بھی پیچھے گزر چکا کہ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ کے تحت فرمایا: ای رافعك ثم متوفيك فی اٰخر الزمان۔ یعنی اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا میں آپ کو اٹھالوں گا پھر آخر زمانہ میں آپ کو وفات دوں گا۔
(درمنثور بروایت ابن عساکر وغیرہ، جلد 2 صفحہ 226)

مرزائیو! بتاؤ تم دین کو بہتر سمجھتے ہو یا عبداللہ بن عباس جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی اور قرآن کے پہلے مفسر ہیں اور ان کے لئے یہ دعاء رسول ہے اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِی الدِّیْنِ۔ اے اللہ! ابن عباس کو دین کی فقاہت عطا فرما۔ جن کی فقاہت کے لئے اللہ کا رسول دعا کرے۔ وہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کا عقیدہ رکھیں اور تم اس کی نفی کرو کیا تم نے اپنے گریبان میں کبھی جھانک کر نہیں دیکھا۔

2۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے قبل تمام اہل کتاب آپ کی نبوت پر ایمان لے آئیں گے۔ (سورہ نسآء آیت 159) کے تحت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث روایت فرمائی کہ قریب ہے وہ زمانہ جب تم میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام حاکم عادل بن کر نازل ہوں گے۔ صلیب توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ اٹھا دیں گے اور اتنا مال بہائیں گے کہ کوئی لینے والا نہ رہے گا الخ اس کے بعد تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ الخ۔ (بخاری کتاب الانبیاء باب نزول عیسیٰ ابن مریم صفحہ 282، مسلم کتاب الدیان باب نزول عیسیٰ صفحہ 703 مطبوعہ ریاض)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے تحت حدیث مذکور روایت کر کے بتا دیا کہ ان کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان میں زندہ ہیں اور ان کے نزول پر تمام

اہل کتاب ایمان لائیں گے تب آپ کا وصال ہوگا۔ اس کی تفصیل آپ راقم الحروف کی تفسیر برہان القرآن میں ملاحظہ فرمائیں۔

3۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جن کی تعریف وتوصیف میں سورہ آل عمران، سورہ نساء اور سورہ مائدہ کی کئی آیات نازل ہوئیں، فرماتے ہیں،

یدفن عیسٰی ابن مریم علیہ السلام مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم و ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما فیکون قبرہٗ رابعٌ۔ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے دونوں ساتھیوں ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ روضۂ رسول میں دفن ہوں گے تو آپ کی قبر وہاں چوتھی ہوگی۔

(مجمع الزوائد جلد 8 صفحہ 209 مطبوعہ موسسۃ المعارف بیروت)

4۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ: شعبی نے روایت کیا کہ ایک شخص نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے سامنے کہا اللہ اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت فرمائے جو خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔ حضرت مغیرہ فرمانے لگے جب تم نے خاتم الانبیاء کہہ دیا تو اسی میں سب کچھ آ گیا۔ فَاِنَّا کُنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّ عِیسٰی علیہ السلام خَارِجٌ فان خَرَجَ فَقَدْ کَانَ قَبْلَهٗ وَ بَعْدَهٗ۔ کیونکہ ہم (عہد نبوی میں) یہ کہا کرتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ تشریف لانے والے ہیں تو جب وہ تشریف لائیں گے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے بھی ٹھہرے اور بعد میں بھی۔ (درمنثور جلد 5 صفحہ 204)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد کا خلاصہ یہ ہے کہ لا نبی بعدہٗ اگر اس معنی میں لیا جائے کہ آپ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دوبارہ نہیں آنا ہے تو یہ غلط ہے اس معنی میں یہ الفاظ بولنے سے بہتر ہے کہ انہیں بولا ہی نہ جائے اس کے بجائے

صرف خَاتَمَ النَّبِيِّنَ کہہ دینا کافی ہے۔ کیونکہ زمانۂ نبوی میں ہم صحابہ یہ گفتگو کرتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنے والے ہیں تو پھر وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے بھی ٹھہرے اور بعد میں بھی۔ آپ کا یہ قول بتا رہا ہے کہ عہد نبوی میں تمام صحابہ کا یہ نظریہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ آنے والے ہیں۔ گویا اس عقیدہ پر عہد نبوی سے تمام امت مسلمہ کا اجماع چلا آرہا ہے۔ (مجمع الزوائد جلد 8 صفحہ 208 مطبوعہ موسسۃ المعارف بیروت)

مرزائیوں کو سوچنا پڑے گا جس مسئلہ پر صحابہ کرام کا اجماع ہو اس کی مخالفت کا نتیجہ جہنم خریدنے کے سوا اور کیا ہے؟

5۔ امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما: حریث بن مخشی کہتے ہیں حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ رمضان مبارک کی 21 تاریخ (40ھ) کی صبح کے وقت شہید کئے گئے تو آپ کے بیٹے امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ اس رات میں قتل کئے گئے جس میں قرآن نازل ہوا جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھایا گیا اور جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی روح قبض کی گئی۔ انہوں نے آپ کا جنازہ پڑھا۔

(مستدرک للحاکم جلد 3 صفحہ 154 ذکر قتل امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

امام حاکم فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح الاسناد ہے تاہم اسے بخاری و مسلم نے روایت نہیں کیا۔

6۔ محمد بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما: سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کے بڑے صاحبزادے محمد بن علی جنہیں محمد بن حنفیہ بھی کہا جاتا ہے، کا قول پیچھے گزر گیا کہ فرمایا: وَاِنَّهٗ رُفِعَ اِلَى السَّمَآءِ وَ هُوَ نَازِلٌ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ السَّاعَةُ فلا يَبْقٰى يَهُوْدِيٌّ وَّلَا نَصْرَانِيٌّ اِلَّا اٰمَنَ بِهٖ۔ بے شک حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے اور انہیں آسمان کی طرف اٹھالیا گیا اور وہ قیامت قائم ہونے سے پہلے نازل

ہونے والے ہیں تب کوئی یہودی یا عیسائی ایسا نہیں رہے گا جو آپ پر ایمان نہ لائے۔ (درمنثور بروایت عبد بن حمید وابن منذر جلد 2 صفحہ 734)

اے مرزائیو! خدارا بتاؤ تم دین کو بہتر سمجھتے ہو یا وہ لوگ جن کے گھروں میں قرآن اترا۔

7۔ حضرت قتادہ بصری سدوسی رضی اللہ عنہ: آپ جلیل القدر تابعی ہیں 117ھ میں واسط میں وصال فرمایا۔ آپ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے شاگرد خاص ہیں ان کے علاوہ ابوسعید خدری، عمران بن حصین اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کی شاگردی میں بھی رہے۔ آپ فرماتے ہیں: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جگہ وہ شخص قتل ہوا جس پر آپ کی شباہت ڈالی گئی تھی۔ و منع الله نبیهٗ و رفعهٗ الیه۔ اللہ نے اپنے نبی کی حفاظت فرمائی اور انہیں اپنی طرف اٹھالیا۔ (تفسیر ابن جریر جلد 4 صفحہ 252)

8۔ حضرت مجاہد بن جبیر مخزومی رضی اللہ عنہ آپ 21ھ میں پیدا ہوئے اور 104ھ میں وصال ہوا۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے سارا قرآن تین بار تفسیر کے ساتھ پڑھا اور ہر آیت کا شان نزول اور مطلب سمجھا، سفیان ثوری رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اگر کسی آیت کی تفسیر مجاہد سے مل جائے تو کسی دوسرے سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ آپ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ کے تحت فرماتے ہیں۔

یہود نے دوسرے شخص کو سولی دی جس کی شکل حضرت عیسیٰ علیہ السلام والی بنائی گئی تھی۔ وَ رَفَعَ الله عیسٰی اِلَيْهِ حَيًّا اور اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف زندہ اٹھالیا۔ (درمنثور بروایت عبد بن حمید وابن جریر جلد 2 صفحہ 728)

مرزائیو ہوش کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شاگردوں اور آگے ان کے شاگردوں پر کیا راہِ ہدایت نہیں کھلی تھی۔ اگر وہ معاذ اللہ گمراہی پر تھے تو تمہیں کس نے ہدایت دے دی۔

9۔ حضرت اسماعیل سدی رضی اللہ عنہ متوفی 127ھ ہے۔ حضرت انس، ابن عباس، ابن عمر اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہیں زیادہ وقت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ گزرا۔ آپ فرماتے ہیں:

فاخذ ھا رجُلٌ وَ صعِد بِعِیسٰی علیہ السلام اِلی السَّمآء۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل ایک شخص نے اختیار کرلی اور آپ کو آسمان کی طرف اٹھالیا گیا۔ (تفسیر ابن جریر طبری جلد 4 صفحہ 252)

10۔ امام حسن بصری رضی اللہ عنہ آپ مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے شاگرد، سلسلہ تصوف کے بانی اور ولی کامل ہیں۔ آپ وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ الخ کے تحت فرماتے ہیں:

و اللہِ انہٗ الاٰن حیٌّ عند اللہ و لکن اذا نزل اٰمنوا بہٖ اجمعون۔ اللہ کی قسم! حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے ہاں زندہ ہیں اور جب آپ نازل ہوں گے تو سب اہل کتاب آپ پر ایمان لائیں گے۔ (تفسیر ابن جریر صفحہ 257 جلد 4)

امام حسن بصری رحمہ اللہ ہی کا یہ قول بھی ہے: رفعہُ اللہ الیہ فھو عندہٗ فی السمآء۔ اللہ نے آپ کو اپنی طرف اٹھالیا لہٰذا آپ اللہ کے ہاں آسمان میں زندہ ہیں۔ (درمنثور بروایت ابن ابی حاتم جلد 2 صفحہ 225)

11۔ سیدنا امام باقر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اذا خرج عیسٰی اٰمنت بہٖ الیھود۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے تو یہود آپ پر ایمان لائیں گے۔ یعنی جو ایمان نہیں لائے گا قتل ہوجائے گا۔ (تفسیر ابن جریر جلد 4 صفحہ 357)

یہاں میں انہی گیارہ اقوال پر اکتفا کرتا ہوں ان میں پانچ اقوال صحابہ کرام کے ہیں اور سات تابعین عظام کے ہیں۔ مزید اقوال دیکھنے ہوں تو راقم الحروف گناہگار کی تفسیر برہان القرآن میں سورہ نسآء کی آیت 159 کے تحت دیکھیں۔

چوتھی فصل

حیات حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ائمہ دین کے اقوال

صحابہ وتابعین کے اس قدر صریح اقوال کے بعد اقوال علماء کی چنداں ضرورت تو نہیں تاہم ازدیادِ فائدہ کے لئے چند مشاہیر امت کے ارشادات پیش خدمت ہیں۔

جلیل القدر ائمہ تفسیر کے ارشادات:

1۔امام ابن جریر طبری علیہ الرحمہ متوفی 310ھ دوسری صدی ہجری میں قرآن کی قدیم ترین تفسیر کے مصنف ہیں۔ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ کے تحت فرماتے ہیں:

ہمارے نزدیک اس آیت کے معنی میں صحیح ترین قول یہی ہے کہ اللہ نے فرمایا اے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کو زمین سے اٹھالوں گا، قبض کر کے اپنی طرف اٹھا لوں گا۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث متواترہ وارد ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے، دجال کو قتل کریں گے پھر حدیث میں مذکورہ مدت کے مطابق دنیا میں رہیں گے پھر آپ کا وصال ہوگا اور آپ پر مسلمان نماز جنازہ پڑھ کر آپ کو دفن کریں گے۔ (تفسیر ابن جریر طبری جلد 3 صفحہ 289 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

گویا دوسری صدی ہجری میں بھی مسلمانوں کا یہی عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں جب دنیا میں نازل ہوں گے تب ایک مدت رہ کر ان کا وصال ہوگا اور یہ کہ اس پر احادیث متواترہ موجود ہیں۔

2۔امام علاء الدین بغدادی المعروف امام خازن متوفی 725ھ فرماتے ہیں:

فالقی الله شبهَ عیسٰی علیٰ ذٰلك الرجل فاخذ و قتل و رفع الله عزوجل عیسٰی الی السمآء۔ تو اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل اس شخص میں ڈال دی اور اسے پکڑ کر قتل کر دیا گیا جبکہ اللہ عزوجل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھالیا۔

3۔ امام ابوالفداء ابنِ کثیر علیہ الرحمہ متوفی 774ھ فرماتے ہیں:

وَ رَفَعَہٗ من روزنة ذٰلك البیت الی السمآء والقی الله شبهه علٰی رجل ممن کان عندہٗ فی المنزل۔ اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس مکان کے روشن دان سے آسمان کی طرف اٹھالیا اور اس میں موجود لوگوں میں ایک شخص پر آپ کی شکل ڈال دی۔ (تفسیر ابن کثیر جلد اول صفحہ 374 مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت)

4۔ امام اثیر الدین ابن حیّان غرناطی اندلسی علیہ الرحمہ متوفی 757ھ بَلْ رَّفَعَهُ اللهُ علیه کے تحت فرماتے ہیں:

هٰذا اِبْطَالٌ لِمَا ادَّعَوْهُ مِنْ قَتْلِهٖ وَ صَلبهٖ وَ هُوَ حَیٌّ فی السماءِ الثانیةِ علٰی ما صَحَّ مِنَ الرَّسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ یہ یہود کے اس دعویٰ کا رد ہے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دی یا قتل کیا جبکہ آپ دوسرے آسمان پر زندہ موجود ہیں جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحیح احادیث مروی ہیں۔

(تفسیر البحر المحیط جلد 3 صفحہ 391 مطبوعہ داراحیاء بیروت)

5۔ امام ابوعبداللہ محمد بن احمد قرطبی متوفی 668ھ فرماتے ہیں:

بَلْ رَّفَعَهُ اللهُ اِلَیْهِ ای الی السمآء والله تعالٰی متعالٍ عن المکان۔ اللہ کے اس ارشاد کہ اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھالیا کا معنی یہ ہے کہ آسمان کی طرف اٹھالیا کیونکہ اللہ خود تو کسی مکان سے پاک ہے۔

(تفسیر قرطبی جلد 6 صفحہ 10 مطبوعہ داراحیاء بیروت)

6۔امام ابن عطیہ غرناطی اُندلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:
وَ اَجْمَعَتِ الاُمَّۃُ علی ما تَضَمَّنَہ الحدیثُ المتواتُر من اِنَّ عَیسٰی فی السَّمآءِ حَیٌّ وَاَنَّہٗ یَنْزِلُ فی اٰخرِ الزَّمان۔ ساری امت مسلمہ کا اس عقیدہ پر اجماع ہے جو حدیث متواتر سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان میں زندہ موجود ہیں اور وہ آخر زمانہ میں نازل ہوں گے۔
(البحر المحیط جلد 3 صفحہ 177، مطبوعہ دار الفکر بیروت)

حیاتِ مسیح پر ائمہ حدیث کے اقوال:

1۔ امام ابن حجر عسقلانی صاحب فتح الباری شرح بخاری متوفی 852ھ فرماتے ہیں:
وَاَمَّا رَفْعُ عِیسٰی علیہ السَّلَامُ فَاتَّفَقَ اَصْحَابُ الْاَخْبَارِ وَالتفسیر عَلٰی اَنَّہٗ رُفِعَ بِبَدَنِہٖ حَیًّا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اٹھائے جانے کے بارہ میں تمام ائمہ حدیث وتفسیر کا اس پر اجماع ہے کہ آپ کو اپنے جسم سمیت زندہ اٹھایا گیا۔
(التلخیص الحبیر کتاب الطلاق صفحہ 319 نقلاً عن التصریح بما تواتر فی نزول المسیح صفحہ 61)

2۔خود امام بخاری علیہ الرحمہ نے اپنی صحیح بخاری شریف میں مستقل باب رکھا ہے۔ **باب نزول عیسیٰ ابن مریم** علیہ السلام۔ پھر اس باب میں آپ وہ احادیث لائے ہیں جو حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے نزول کے بارے میں مروی ہیں۔
(بخاری جلد اول کتاب الانبیاء صفحہ 490 مطبوعہ کراچی)

3۔ امام بدر الدین محمود بن احمد عینی متوفی 855ھ بخاری کے اس باب میں احادیث کی تشریح کرتے ہوئے نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حکمتیں بیان کرتے

ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

پہلی حکمت یہ ہے کہ یہود سمجھتے ہیں انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا۔ اللہ آپ کو نازل کر کے ان کا کذب واضح فرمائے گا اور بتائے گا کہ تم یہود نے آپ کو قتل نہیں کیا بلکہ آپ انہیں قتل کریں گے۔

دوسری حکمت یہ ہے کہ آپ زمین سے پیدا کئے گئے اور جو مخلوق بھی مٹی سے پیدا ہو اس کا مٹی ہی میں دفن ہونا ضروری ہے اس لئے اللہ ان کی موت کا وقت قریب آنے پر انہیں ضرور اتارے گا۔

تیسری حکمت یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب فضائل امت محمدیہ دیکھے تو اس امت میں شامل ہونے کی تمنا کی اللہ نے ان کی دعا سن لی وَ اَبْقَاهُ حَيًّا حَتّٰى يَنْزِلَ فِي اٰخِرِ الزَّمَان اور انہیں زندہ رکھ لیا تا آنکہ وہ آخر زمانہ میں اتریں گے الخ۔

(عمدۃ القاری شرح بخاری جلد 16 صفحہ 39 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

4۔ امام ابو بیہقی نیشاپوری متوفی 458ھ نے کتاب الاسماء والصفات میں ایک حدیث نقل کی ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان میں زندہ ہونا صریح بیان کرتی ہے۔ حدیث یہ ہے کہ امام بیہقی اپنی مسند کے ساتھ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نزل ابنُ مريمَ مِنَ السَّمَآءِ فِيكُمْ واما مُكم مِنكم۔ اس وقت تمہاری کیا کیفیت ہوگی جب تم میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور تمہارا امام تمہی میں سے ہوگا۔

(کتاب الاسماء والصفات صفحہ 535 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

اس حدیث کی تشریح میں امام بیہقی نے یہ الفاظ بڑھائے وَ اِنَّمَا اَرَادَ نُزُولَهٗ

مِنَ السَّمَآءِ بَعْدَ الرَّفْعِ اِلَیْهِ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے اترنے کا ذکر اسی لئے فرمایا ہے کہ پہلے آپ کو آسمان کی طرف اٹھایا گیا تھا۔

5۔ امام محی الدین یحییٰ بن شرف نووی متوفی 676ھ فرماتے ہیں ای یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ حَاکِمًا بِشَرْعِنَا۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور ہماری شریعت کے حاکم بن کر آئیں گے۔

(نووی شرح مسلم جلد دوم کتاب الفتن صفحہ 403 مطبوعہ کراچی)

حیات مسیح پر ائمہ متکلمین کے اقوال:

عقائد اسلامیہ کو عقل ونقل کی روشنی میں بیان کرنے والے ائمہ کلام کا بھی دین کی حفاظت میں بڑا حصہ ہے تو چند ائمہ کے اقوال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے پر پیش خدمت ہیں۔

1۔ امام سعد الدین تفتازانی متوفی 790ھ شرح عقائد نسفیہ میں فرماتے ہیں:
اگر کہا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نزول حدیث میں وارد ہے تو آپ خاتم النبیین کیسے ٹھہرے تو ہم کہتے ہیں۔ ہاں، آپ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابع ہوں گے کیونکہ خود ان کی اپنی شریعت تو منسوخ ہو چکی اب ان کی طرف وحی نہ آئے گی۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ ہوں گے اور حق یہ ہے کہ وہ نماز پڑھائیں گے اور امام مہدی ان کی اقتداء کریں گے۔ کیونکہ وہ ان سے افضل ہیں تو انہی کا امام ہونا اولیٰ ہے۔ (شرح عقائد نسفیہ مع نبراس صفحہ 280 مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

2۔ اس پر امام عبدالعزیز پرہاروی علیہ الرحمہ نے اعتراض کیا کہ امام تفتازانی کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیچھے امام مہدی کے نماز پڑھنے کا قول درست نہیں کیونکہ کثیر احادیث میں صراحت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ آگے

فرماتے ہیں۔ البتہ امام ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ میں دونوں امر یوں جمع فرمائے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اترنے پر پہلی نماز امام مہدی کے پیچھے پڑھیں گے تا کہ پتہ چل جائے کہ وہ شریعت محمدی کے متبع ہو کر آئے ہیں بعد میں وہ خود ہی امام ہوں گے۔ امام مہدی ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے کیونکہ وہ امام مہدی سے افضل ہیں۔ (حاشیہ نبراس علی شرح عقائد نسفیہ صفحہ 280 مطبوعہ ملتان)

3۔ علامہ سفارینی حنبلی فرماتے ہیں:

و قد انعقد اجماع الامة علی انه ینزل و یحکم بهٰذه الشریعة المحمدیة و لیس ینزل بشریعة مستقلةٍ عند نزوله من السمآء وان کانت النبوة قائمةً به۔ پوری امت کا اس پر اجماع منعقد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو کر شریعت محمدیہ کا نفاذ کریں گے وہ کوئی الگ شریعت نہیں لائیں گے۔ جب ان کا آسمان سے نزول ہوگا اگرچہ ان کی نبوت اس کے ساتھ قائم ہوگی۔

(لوامع الانوار البھیہ جلد دوم صفحہ 94)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ انہی اقوال سے حق اس قدر واضح ہو گیا کہ اگر کسی مرزائی نے اپنی آنکھوں پر مذہبی تعصب کی پٹی نہیں باندھ رکھی اور حق سے منہ موڑنے کی قسم نہیں اٹھا رکھی تو اس پر حق خوب واضح ہو گیا جو آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ، اقوال صحابہ وتابعین اور ارشادات ائمہ دین نے خوب واضح کر دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پہ اٹھائے گئے اور وہ قرب قیامت میں دوبارہ نازل ہوں گے اور مرزائی قادیانی کا اس منصب سے کوئی تعلق نہیں۔

باب دوم۔ مسیح موعود کی پہچان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پہلے باب حیات ابن مریم علیہ السلام میں یہ بات الحمدللہ خوب واضح ہوگئی کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو اللہ نے زندہ آسمان پہ اٹھالیا تھااور وہ قیامت سے قبل دوبارہ زمین پر آئیں گے اور اسلام کا احیاء فرمائیں گے۔ اب باب دوم میں ہم احادیث مبارکہ کی روشنی میں ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب تشریف لائیں گے تو کیا دینی خدمات سرانجام دیں گے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی کیا علامات ارشاد فرمائی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو ان کا حلیہ، لباس، جائے نزول مدت قیام اور دینی خدمات سب کچھ بتادیا ہے تاکہ کوئی جھوٹا شخص خود کو جعلی حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام بنانے کی کوشش نہ کرے۔

اس کے باوجود مرزا غلام احمد قادیانی اس سے باز نہ آیا اور کہا کہ وہ مسیح موعود ہے یعنی اس نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام جن کے آنے کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی ہے، میں ہوں اس جگہ احادیث پیش کرنے سے قبل یہ بتانا فائدہ سے خالی نہیں کہ پہلے مرزا غلام احمد قادیانی خود مانتا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پہ اٹھالئے گئے ہیں۔ اور وہ دوبارہ تشریف لائیں گے پھر اس نے اپنا ہی کہا ہوا چاٹ لیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی پہلے خود مانتا تھا کہ وہ مسیح موعود نہیں ہے:

1880ء میں اس نے پہلی کتاب براہین احمدیہ لکھی جس میں اس نے کھل کر

اعتراف کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پہ اٹھا لئے گئے ہیں اور وہ دوبارہ زمین پر اتریں گے اور دنیا پہ اسلام غالب کریں گے البتہ اس نے اپنے متعلق یہ کہا کہ وہ حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام کی آمد سے قبل ان کی ایک نشانی بن کر آیا ہے۔

براہین احمدیہ سے چند عبارات پیش خدمت ہیں، مرزا قادیانی لکھتا ہے:

''حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلال کے ساتھ دنیا پہ اتریں گے۔ اور تمام سڑکوں کو خس وخاشاک سے صاف کر دیں گے''۔

ایک سطر بعد اس نے مزید لکھا:

''یہ زمانہ اس زمانہ کے لئے بطور ارہاص کے واقع ہوا ہے۔ یعنی اس وقت جلالی طور پر اللہ تعالیٰ اتمام حجت کرے گا اب بجائے اس کے جمالی طور پر اتمام حجت کر رہا ہے''۔ (براہین احمدیہ پہلی فصل صفحہ 602 مندرجہ روحانی خزائن جلد اول)

اس عبارت میں مرزا غلام قادیانی کے یہ الفاظ حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلال کے ساتھ دنیا پہ اتریں گے، بہت قابل توجہ ہیں۔ گویا وہ پیدا نہیں ہوں گے بلکہ دنیا پہ اتریں گے اور نازل ہوں گے۔ دوسرا یہ معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی مان رہا ہے کہ وہ اور ہے اور مسیح موعود اور بلکہ مرزا قادیانی مسیح موعود سے پہلے بطور ارہاص آیا ہے۔ یعنی ان کی آمد سے قبل ان کی نشانی بن کر آیا ہے۔ وہ جمالی طور پر اتمام حجت کر رہا ہے اور مسیح موعود علیہ السلام جلالی طور پر اتمام حجت کریں گے۔

مرزا قادیانی پہلے خود مانتا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں اتریں گے:

اسی طرح اس سے چند صفحات قبل اسی کتاب میں مرزا قادیانی نے یہ بھی لکھا:

''هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ، یہ آیت جسمانی اور

سیاستِ ملکی کے طور پر حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملۂ دین اسلام کا وعدہ کیا گیا ہے وہ غلبہ حضرت مسیح علیہ السلام کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے اسلام جمیع آفاق واکناف عالم میں پھیل جائے گا''۔

(براہین احمدیہ مندرجہ روحانی خزائن جلد اول صفحہ 593)

اس عبارت میں مرزا قادیانی کتنے صاف لفظوں میں اپنی قلم سے لکھ رہا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ یعنی یہ وہی حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام ہیں جو اس سے قبل دنیا میں تشریف لا چکے ہیں وہی دوبارہ آئیں گے اور انہی کے آنے سے اسلام کو جمیع اقطارِ عالم پہ غلبہ حاصل ہوگا۔

بہر حال اس مرزا قادیانی نے اپنی پہلی تحریرات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے چند ہی برس بعد اپنی کتاب ''ازالہ اوہام'' میں اعلان کر دیا کہ میں خود ہی حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہوں، میں ہی مسیح موعود ہوں اور ان بیسیوں احادیث میں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کی بشارت سناتی ہیں میری ہی آمد کا ذکر کیا گیا ہے چنانچہ آج مرزا قادیانی کی ہر کتاب کے اوپر لکھا ہوتا ہے: ''مسیح موعود و مہدی معہود حضرت مرزا غلام احمد قادیانی''۔

لہٰذا ضروری ہوا کہ احادیث کی روشنی میں آنے والے مسیح کی نشانیاں کھول کھول کر بتائی جائیں تا کہ ہر شخص خوب جان لے کہ احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں قربِ قیامت میں جس آنے والے مسیح موعود کا ذکر ہے اس سے وہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام مراد ہیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل بطور نبی دنیا میں تشریف لا چکے ہیں وہی دوبارہ دنیا میں آئیں گے اور یہ کہ مرزا قادیانی کا مسیح موعود سے کچھ واسطہ نہیں اور اس میں ان کی کوئی ایک نشانی بھی نہیں پائی جاتی۔ تو آیئے اللہ کے نام سے شروع کریں۔

فصل اول

بخاری و مسلم کی روایت کردہ احادیث مسیح موعود کے متعلق

حدیث 1 تا 4 مسیح موعود کا نام، ولدیت اور کام:

اس فصل میں ہم بخاری و مسلم کی احادیث کو بنیاد بنائیں گے اور تائید کے لئے دوسری کتب سے بھی احادیث لائیں گے۔

حدیث 1: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

وَ الَّذِیْ نفسی بیدہٖ لَیُوْ شِکَنَّ اَنْ یَنْزِلَ فِیْکُمْ اِبْنُ مَرْیَمَ حَکَماً مُقْسِطاً فَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلَ الْخِنْزِیْرَ وَ یَضَعَ الْجِزْیَۃَ وَیَفِیْضَ المالَ حتّٰی لا یَقْبِلَہٗ اَحَدٌ۔ اس رب کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے وہ وقت قریب ہے جب تم میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام عادل حکمران کی حیثیت سے نازل ہوں گے، وہ صلیب توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ ختم کردیں گے اور اس قدر مال بہائیں گے کہ اسے کوئی قبول نہیں کرے گا۔

(بخاری شریف کتاب البیوع باب قتل الخنزیر، حدیث 2222، صفحہ 172 مجموعہ صحاح ستہ)

حدیث 2: مسلم کتاب الایمان باب نزول عیسیٰ صفحہ 703 میں بھی اسی مضمون کی حدیث مروی ہے۔

حدیث 3: اسی مضمون کی حدیث امام ترمذی نے اپنی سنن کی کتاب الفتن باب ماجاء فی نزول حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ (ترمذی کتاب الفتن صفحہ 1876 مجموعہ صحاح ستہ)

حدیث 4 تا 6: اسی مضمون پر مشتمل تین احادیث امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں روایت کی ہیں۔ دیکھئے، مسند احمد مرویات ابوہریرہ جلد دوم صفحہ 240۔ 272۔ 538۔ بعض میں والذی نفسی بیدہٖ کے الفاظ ہیں بعض میں نہیں۔

حدیث 7: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَنْزِلَ فِيكُم ابنُ مريمَ حَكَمًا مُقْسِطاً فَيَكْسِرَ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعَ الجِزْيَةَ وَيُفِيْضَ المالَ حتّٰى لا يقبلَه اَحَدٌ۔ قیامت قائم نہ ہوگی تا آنکہ تم میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام حاکم عادل بن کر اتریں گے، پھر وہ صلیب توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے۔ جزیہ ختم کردیں گے اور مال بہائیں گے تا آنکہ اسے کوئی لینے والا نہ ہوگا۔

(بخاری شریف کتاب المظالم، باب کسر الصلیب وقتل الخنزیر صفحہ 195)

حدیث 8: امام ابن ماجہ نے اسی مضمون کی حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جس میں الفاظ یہ ہیں:

لا تقومُ السَّاعَةُ حتّٰى يَنْزِلَ عيسٰى ابنُ مريمَ حكمًا مُقْسِطاً وَ اِمَاماً عَادِلاً فيكسرَ الصليبَ و يقتلَ الخنزيرَ و يَضَعَ الْجِزْيَةَ وَ يَفِيْضَ الْمَالَ حتى لا يَقبَلَهٗ احدٌ۔ قیامت قائم نہ ہوگی تا آنکہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے وہ منصف حکمران اور عادل امام ہوں گے۔ صلیب توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ اٹھا دیں گے اور مال اس قدر بہائیں گے کہ پھر اسے کوئی لینے والا نہ ہوگا۔

(ابن ماجہ شریف کتاب الفتن باب فتنۃ الدجال وخروج عیسیٰ صفحہ 2724)

حدیث 9: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا: مجھے قسم ہے اس رب کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے قریب ہے کہ تم میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں وہ حاکم عادل ہوں گے، صلیب توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ ختم کردیں گے اور مال اس قدر بہائیں گے کہ اسے کوئی قبول نہیں کرے گا۔ آگے فرمایا:

حتّٰی تکونَ السَّجدَۃُ الواحِدَۃُ خیرٌ مِنَ الدُّنیا و مَا فِیْھَا۔ یہاں تک کہ ایک سجدہ دنیا اور اس کی سب نعمتوں سے بہتر ہوگا۔ اس کے بعد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَکُوْنُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا ﴿١٥٩﴾۔ اور جو بھی اہل کتاب ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے قبل ایمان لے آئے گا اور قیامت کے دن وہ اس پر گواہ ہوں گے۔

(بخاری شریف کتاب احادیث الانبیاء باب نزول عیسیٰ بن مریم صفحہ 282)

حدیث 10: اسی مضمون کی حدیث امام مسلم نے کتاب الایمان صفحہ 703 میں روایت کی ہے اور اس کی مختلف اسانید ہیں۔

حدیث 11: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

لَا تَزَالُ طائِفَۃٌ مِنْ اُمَّتِی یُقَاتِلُوْنَ علی الحَقِّ ظاھِرِینَ الی یوم الْقیامَۃِ، قَال: فَیَنْزِلُ عِیسٰی بنُ مریمَ فَیَقُوْلُ اَمِیرُھُمْ: تَعالَ صَلِّ لَنَا، فَیَقُولُ: لَا، اِنَّ بَعْضَکُمْ علی بَعْضٍ اُمَراءُ تَکْرِمَۃَ اللہِ ھٰذِہٖ الاُمَّۃَ۔

میری امت کا ایک گروہ حق پر جہاد کرتا رہے گا اور تا قیامت غالب رہے گا۔

فرمایا: پھر حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے اور اس گروہ کا امیر کہے گا: آئیے آپ ہمیں نماز پڑھائیں۔ آپ فرمائیں گے، نہیں۔ تم آپس میں ایک دوسرے کے امام ہو یہ اس امت پر اللہ کی مہربانی ہے۔

(مسلم شریف کتاب الایمان صفحہ 704 باب نزول عیسیٰ ابن مریم مجموعہ صحاح ستہ)

حصول برکت کے لئے ان 11 احادیث سے ابتداء کی جارہی ہے ان سے مسیح موعود کی جو نشانیاں معلوم ہوئیں، ان کی تفصیل یہ ہے۔

پہلی علامت: مسیح موعود کا نام عیسیٰ ہوگا:

آنے والے مسیح کا نام حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوگا جیسے حدیث 4 میں فرمایا گیا: فَيَنْزِلُ عيسى بنُ مريم ۔ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے اور آگے آنے والی تمام حدیثوں میں ان کا یہی نام بار بار آرہا ہے۔

دوسری علامت: اِن کی ولدیت ابن مریم ہے:

حدیثوں میں جو صحیح بخاری شریف سے نقل کی گئی ہیں۔ اور ایسی حدیثیں صحیح مسلم میں بھی موجود ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرب قیامت میں آنے والے مسیح موعود کی ولدیت "اِبْنُ مَرْيَمَ" بتائی ہے کہ ان کی والدہ کا نام مریم ہے، اور آگے تمام حدیثوں میں مسیح موعود کی یہی ولدیت زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان کی ہے۔

قرآن و حدیث میں ابن مریم کی ولدیت صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے استعمال کی گئی ہے:

معلوم ہوا حضرت مریم کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کو اللہ تعالیٰ دوبارہ بھیجنے والا

ہے۔قرآن پاک میں اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہی نام اور یہی ولدیت بار بار ذکر کی گئی ہے، کسی اور نبی کے نام کے ساتھ اللہ نے قرآن میں ولدیت بیان نہیں فرمائی جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا گیا:

1۔ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ ۔ہم نے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو واضح نشانیاں دیں۔(سورہ بقرہ آیت 87 پارہ 1)

2۔ وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ ۔اور جب اللہ فرمائے گا اے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری والدہ کو اللہ کے سوا دو خدا مان لو؟(سورہ مائدہ آیت 116 پارہ 7)

اس آیت سے معلوم ہوا جس شخصیت کو قرآن و حدیث کے ہاں ''حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام'' کہہ کر پکارا جاتا ہے ان کی والدہ تو ہیں ان کا والد کوئی نہیں، اسی لئے والدہ ہی کے نام سے ان کی ولدیت بتائی جاتی ہے۔

3۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۔اے ایمان والو! اللہ کے مددگار بن جاؤ جیسے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے کہا۔(سورہ صف آیت 14 پارہ 28)

4۔ وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ ۔اور جب حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں۔(سورہ صف آیت 6 پارہ 28)

صرف بطور نمونہ چار آیات میں نے لکھی ہیں ورنہ یہ فہرست طویل ہے۔ اللہ نے سارے قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوا کسی اور نبی کی بلکہ کسی اور مرد کی

ولدیت نہیں بیان کی مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بار بار حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کہا گیا۔ تا کہ کسی کو شک نہ رہے کہ جب یہ لفظ قرآن و حدیث میں کسی جگہ آئے تو سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو بنی اسرائیل کے نبی تھے اور بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ کے سوا کسی کا خیال ذہن میں نہ آئے۔

کیا مرزا غلام احمد قادیانی کا نام و ولدیت عیسیٰ ابن مریم ہے؟

مرزا غلام احمد قادیانی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور سب مرزائی اسے مسیح موعود مانتے ہیں تو بتائیے کیا مرزا غلام احمد قادیانی کا نام حضرت عیسیٰ تھا؟ کیا اس کی والدہ کا نام مریم تھا؟ جب نہیں تھا تو پھر وہ کس منہ سے خود کو مسیح موعود کہلا سکتا ہے۔ مرزا قادیانی نے اپنا نام اور اپنی ولدیت متعدد بار اپنی کتابوں میں خود بیان کی ہے۔ جیسے وہ کہتا ہے:

''اب میرے سوانح اس طور پر ہیں کہ میرا نام غلام احمد، میرے والد کا نام غلام مرتضیٰ اور دادا صاحب کا نام عطا محمد اور میرے پردادا کا نام گل محمد تھا''۔

(کتاب البریہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صفحہ 134)

مرزا غلام قادیانی اپنی قلم سے اپنا نام اپنے والد، دادا اور پردادا کا نام لکھ رہا ہے پھر یہ کتنی ڈھٹائی اور سینہ زوری ہے کہ اس نے خود کو مسیح موعود قرار دیا اور یہ لکھا:

''اب جو کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر منکشف کیا ہے وہ یہ ہے کہ وہ مسیح موعود میں ہی ہوں''۔ (ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ 122 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3)

میں پہلے مریم تھا پھر مجھے حمل ہوا اور میں اپنے آپ میں سے عیسیٰ بن کر پیدا ہوا، مرزا قادیانی

مرزا قادیانی نے جب دیکھا کہ اس کا نام مرزا غلام احمد اور اس کی ولدیت غلام مرتضیٰ ہے۔ جبکہ احادیث میں آنے والے مسیح موعود کا نام وولدیت حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہے تو اس نے خود کو حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام بنانے کے لئے بہت بھونڈی مضحکہ خیز اور سخت احمقانہ ومجنونانہ بات کہی جو یقیناً ایک پاگل شخص کی زبان سے ہی نکل سکتی ہے۔ وہ کہتا ہے:

دو برس تک صفتِ مریمیّت میں میں نے پرورش پائی۔ اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا۔ پھر جب اس پر دو برس گزر گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ 496 میں درج ہے مریم کی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینہ بعد جو دس ماہ سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ 556 میں درج ہے، مجھے مریم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنایا گیا۔ پس اس طرح میں ابن مریم ٹھہرا۔ (کشتی نوح صفحہ 50 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19)

اندازہ کریں مرزا قادیانی خود کو حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام بنانے کے لئے کس طرح کی بیہودہ گوئی پر اتر آیا ہے کہ پہلے میں مریم تھا میں دو سال مریم رہا پھر مجھے حمل ٹھہرا اور دس ماہ کے حمل کے بعد مجھے بذریعہ الہام مریم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنا دیا گیا یعنی میں اپنے آپ میں سے پیدا ہو گیا۔ گویا میں ابن مریم ہوں۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

تیسری علامت: حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام آسمان سے نازل ہونگے:

احادیث بخاری میں یہ الفاظِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت ہی قابل غور ہیں ان ینزل فیکم عیسٰی بن مریم کہ فرمایا: حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے اور آئندہ احادیث میں 80 سے زیادہ مرتبہ آیا ہے، جو یہ بتا رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو سیدہ مریم بتول رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے بلا شوہر پیدا ہوئے وہ آسمانوں پہ اٹھا لئے گئے اور آخر زمانہ میں وہ زمین پر نازل ہوں گے نہ یہ کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے نام کا کوئی آدمی زمین پر پیدا ہوگا اور بڑے ہو کر مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرنے لگے گا ہم پوچھتے ہیں مرزا قادیانی نے کس منہ سے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا، کیا وہ آسمان سے نازل ہوا تھا؟ وہ تو خود کہتا ہے۔

''میری پیدائش 1839ء یا 1840ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی اور 1857ء میں میں سولہ برس کا یا سترہویں برس میں تھا میری پیدائش سے قبل میرے والد صاحب نے بڑے مصائب دیکھے''۔

(کتاب البدیہ صفحہ 134 مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

کس قدر حیرت ہے کہ مرزا قادیانی اپنے قلم سے اپنی پیدائش بھی لکھ رہا ہے اور ساتھ ہی ساتھ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ بھی کر رہا ہے جبکہ ان گنت احادیث میں لفظ نزول آچکا ہے۔ بخاری مسلم اور دیگر کتب ستہ اور غیر ستہ اس سے بھری پڑی ہیں۔ بعض احادیث میں لفظ ھبوط بھی آیا ہے جس کا معنی اترنے اور نازل ہونے کے سوا کچھ نہیں ہے۔ آگے احادیث میں یہ لفظ آرہا ہے۔

مرزا قادیانی کی طرف سے لفظ نزول کی بھونڈی تشریح:

مرزا نے اپنے کتب میں کئی جگہ لفظ نزول کی تشریح میں یہ آیت لکھی ہے :
وَاَنۡزَلۡنَا الۡحَدِیۡدَ۔ اور ہم نے لوہا نازل کیا۔ (سورہ حدید آیت 25 پارہ 27) اور کہا کیا لوہا بارش کی صورت میں آسمان سے نازل ہوتا ہے؟ نہیں بلکہ یہاں نزول بایں معنی ہے کہ ہم نے لوہا پیدا کیا۔ اسی طرح احادیث میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے نزول سے بھی یہی مراد ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے نام کا کوئی شخص پیدا ہوگا۔

مگر یہ تاویل نہایت بھونڈی مضحکہ خیز اور گمراہ کن بلکہ خطرناک ہے اس طرح تو کوئی شخص قرآن کے نزول کا بھی انکار کرسکتا ہے اور کہہ سکتا ہے کہ قرآن کے لئے لفظ نزول بایں معنی ہے کہ اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیدا کیا اور لکھا۔ تاہم اسے مرضی خدا کے مطابق لکھا گیا اس لئے اللہ نے فرمایا ہم نے قرآن نازل کیا، ورنہ یہ حقیقتاً آسمان سے نازل نہیں ہوا کیونکہ سارے قرآن میں یہ کہیں نہیں لکھا ہوا کہ قرآن کو آسمان سے نازل کیا گیا۔ آسمان سے نازل کرنے کا لفظ قرآن میں صرف بارش کے لئے استعمال ہوا لہٰذا بارش کے سوا کوئی چیز آسمان سے نازل نہیں ہوئی زمین پر ہی پیدا کی گئی۔ قرآن بھی زمین پر ہی تیار کیا گیا۔ اے مرزائیو! کیا تم کسی ملحد کا یہ استدلال قبول کرلو گے؟

یہ بات مجھے اس لئے بھی کہنی پڑی ہے کہ مرزائی اکثر کہتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے لئے آسمان سے نازل ہونے کا لفظ حدیث میں کہیں نہیں آیا صرف لفظ نزول آیا ہے۔ البتہ امام بیہقی کی کتاب ''الاسماء والصفات'' میں ''مِنَ السَّمَاءِ۔ آسمان سے'' کا لفظ جس کا معنی یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ ابنِ مریم علیہ السلام آسمان سے نازل

ہونگے اوراس پر بھی بہت کلام ہے۔اس کے سوا آسمان سے نزول کالفظ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے سارے ذخیرۂ حدیث میں کہیں نہیں ہے۔ اس کے جواب میں ہم مرزائیوں سے ضرور پوچھیں گے کہ بتائیں سارے قرآن میں خود قرآن کے لئے آسمان سے نازل کئے جانے کالفظ کہاں ہے؟

وَاَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ سے مرزا قادیانی کا استدلال خود اس کے لئے وبال جان ہے کیونکہ روایات وآثار کے مطابق لوہا واقعتاً آسمان سے نازل کیا گیا تھا چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ تین چیزیں نازل کی گئیں، حجر اسود جو برف سے زیادہ سفید تھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قامت سے دس ہاتھ بڑا تھا اور لوہا۔ اللہ نے لوہے کی تین چیزیں حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ اتاریں۔ ایرن دوزنبور اور لوہے کی دھار تیز کرنے والا سان۔

(تفسیر قرطبی جلد 17 صفحہ 261 مطبوعہ داراحیاء التراث العربی)

ثابت ہوا لوہا آسمان سے ہی اتارا گیا کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پہ لوہے کی چیزیں چاہئے تھیں اور اس وقت کوئی مشین لوہا بنانے والی تو تھی نہیں لہٰذا اسے آسمان سے اتارا گیا۔ لہٰذا اس آیت کا سہارا لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول مِنَ **السَّمَآءِ** کا انکار بے بنیاد ہو گیا۔

اس کے علاوہ ماہرین معدنیات کہتے ہیں کہ لوہا واقعتاً آسمان سے اترتا ہے اس طرح کہ پہاڑوں پہ بارش برستی ہے جس میں فولادی ذرات ہوتے ہیں وہ پتھروں میں جذب ہو جاتے ہیں یوں کئی پہاڑ لوہے کی کانیں بن جاتے ہیں. تو ان کے پتھروں کو رگڑ کر ان سے مٹی ریت الگ اور لوہے کے ذرات الگ کر لئے جاتے ہیں۔ اس طرح سارا لوہا آسمان سے ہی اترتا ہے۔

مرزائیو کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوا کسی دوسرے انسان کیلئے لفظ نزول کا استعمال ہوا ہے؟

اللہ نے قرآن میں متعدد انبیاء سابقین کا دنیا میں آنا بتایا ہے مگر کسی کے لئے لفظ نزول استعمال نہیں کیا یعنی یہ نہیں کہا کہ ہم نے انبیاء نازل کئے یا فلاں نبی کو ہم نے نازل کیا۔ کیونکہ وہ سب زمین پر پیدا ہوئے تھے، یونہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعد کئی شخصیات کی آمد کی پیش گوئی فرمائی مگر حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے سوا کسی کے لئے لفظ نزول استعمال نہ فرمایا۔ مثلاً حدیث میں بارہ خلفاء کے آنے کی خبر ہے۔ امام مہدی کے آنے کی خبر ہے۔ دابۃ الارض کے خروج کی خبر ہے مگر کسی کے لئے لفظ نزول نہیں آیا کہ وہ نازل ہوں گے یکونُ یُبعثُ اور یخرُجُ کے الفاظ آئے ہیں۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا بھی خلفاء اور امام مہدی کے آنے کی طرح ہوتا تو ان کے لئے بار بار نازل ہونے کا لفظ نہ آتا۔

چوتھی علامت: حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام امت محمدیہ کے باہر سے آئینگے

مسلم شریف کے حوالے سے پیچھے مذکور حدیث نمبر 10 میں یہ الفاظ گزر چکے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو مجاہدین اسلام کی جماعت نماز پڑھنے کے لئے تیار کھڑی ہوگی۔ اس جماعت کے امیر (جو حقیقت میں امام مہدی رضی اللہ عنہ ہوں گے) انہیں کہیں گے کہ وہ نماز پڑھائیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: نہیں۔ تم خود ہی ایک دوسرے کے امام ہو۔ لہٰذا تمہی میں سے کوئی شخص نماز پڑھائے میں اس کے پیچھے پڑھوں گا، یہ اس امت پر اللہ کا فضل ہے (کہ ان کے امام کے پیچھے گزشتہ امت کا ایک مقرب نبی کھڑے ہو کر نماز

ادا کر رہا ہے)۔ معلوم ہوا مسیح موعود اس امت کا کوئی فرد نہ ہوگا بلکہ وہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہوں گے جو ہم سے پہلی امت کے نبی ہو کر گزرے ہیں وہی مسیح موعود ہیں۔ اگر مسیح موعود اس امت کا کوئی فرد ہو تو حدیث مسلم کے مطابق وہ اس جماعت کے امیر کو جس میں وہ اترے گا یہ کیوں کہے گا کہ میں تمہیں نماز نہیں پڑھاؤں گا تم لوگ خود ہی ایک دوسرے کے لئے امام ہو اور یہ تمہاری امت پر اللہ کا انعام اور فضل ہے تو پھر یہ کتنی مضحکہ خیز بات ہے کہ ایک شخص خود کو امت محمدیہ میں سے بھی سمجھتا ہے اور دعویٰ مسیح موعود بھی رکھتا ہے۔

پانچویں علامت: مسیح موعود علیہ السلام دنیا سے صلیب کا نشان مٹا دینگے

احادیث میں فَيَكْسِرُ الصَّلِيْبَ کے الفاظ بار بار آئے ہیں۔ یعنی حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام جو مسیح موعود بن کر آخر زمانہ میں نازل ہونے والے ہیں وہ دنیا سے صلیب کو (جسے CRASS کہا جاتا ہے اور یہ عیسائی مذہب کا مقدس نشان ہے) دنیا سے مٹا دیں گے۔ آگے ابو داؤد و ابن ماجہ کی حدیثوں میں يَمْحُو کے الفاظ آرہے ہیں جن کا معنی یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہو کر صلیب کا دنیا سے نام و نشان محو کر دیں گے۔ صلیب کا یہ نشان (✝) اس عیسائی عقیدہ کی ترجمانی کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دی گئی تھی۔ کیونکہ عیسائیوں کے مطابق ان کو اسی نشان کی صورت والی ایک لکڑی پہ باندھا گیا ان کے بازو دائیں بائیں پھیلا کر باندھ دیئے گئے ان میں میخیں ٹھونک دی گئیں ٹانگیں اور سر لمبی لکڑی سے باندھ دیئے گئے جو اس نشان میں نیچے سے اوپر جا رہی ہے اور بازو دائیں بائیں اس چھوٹی لکڑی سے باندھے گئے جو بڑی لکڑی کو کراس کر رہی ہے، پھر ان کا پیٹ

چاک کر کے انہیں مار ڈالا گیا۔ حالانکہ یہ عقیدہ سراسر جھوٹ اور افتراء ہے۔ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شہید کرنا چاہا مگر اللہ نے انہیں زمین سے آسمان کی طرف اٹھا لیا۔ جیسے قرآن میں ہے مَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ قتل کیا نہ سولی دی۔ بلکہ انہیں شبہ میں ڈال دیا گیا۔ (آپ کو آسمان پہ اٹھالیا اور آپ کی شکل دوسرے شخص پر ڈال دی گئی اور یہود نے اسے سولی دے دی)۔ آگے اللہ نے فرمایا: وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا بَل رَّفَعَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ۔

انہوں نے آپ کو یقیناً قتل نہ کیا بلکہ آپ کو اللہ نے اپنی طرف اٹھالیا۔

(سورہ نساء آیت 157-158 پارہ 6 رکوع 2)

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ آخر زمانہ میں واپس زمین پر اتارے گا اور آپ کے آنے سے اللہ اسلام کے سوا دنیا سے دوسرے تمام مذاہب مٹا دے گا جیسے کہ ابو داوٗد شریف کی حدیث میں آگے آ رہا ہے جب سارے ادیان ہی دنیا سے مٹ جائیں گے تو صلیب بھی خود بخود ٹوٹ جائے گی اس کا نام ونشان مٹ جائے گا لہٰذا حدیث میں صلیب کے توڑنے سے عیسائی مذہب کا خاتمہ مراد ہے کیونکہ عیسائی اپنے گرجوں (CHURCHES) کے میناروں کی سب سے اوپر والی چوٹی پہ اتنی بڑی صلیب لگاتے ہیں جو سارے شہر میں دور دور سے نظر آتی ہے۔ عیسائی لوگ اپنی بات منوانے کے لئے صلیب کی قسم اٹھاتے ہیں۔ برطانیہ میں جہاں یہ کتاب لکھی جا رہی ہے ہر عیسائی نوجوان اپنے گلے میں صلیب کا نشان ڈالے نظر آتا ہے۔ تاریخ اسلام کے جنگی واقعات بتاتے ہیں عیسائی سپہ سالاروں کو ان کے پادری صلیب کے سائے میں جنگ کے لئے بھیجا کرتے تھے۔ الغرض جہاں صلیب نظر آئے وہاں عیسائیت ہوتی ہے مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ تشریف لا کر

اسلام کو ساری دنیا پہ یوں غالب کر دیں گے کہ سب دوسرے ادیان کا نام ونشان مٹ جائے گا انہی میں صلیب بھی ہے۔

صرف صلیب ہی کے توڑنے کو مسیح موعود علیہ السلام کی نشانی کیوں بتایا گیا؟

اگر کوئی سوال کرے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب اسلام کے سوا سارے ادیان کے نشانات مٹا دیں گے تو صرف صلیب کے توڑے جانے کو آپ کی نشانی کیوں بنایا گیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ آج پوری دنیا میں امریکہ و برطانیہ کا سیاسی غلبہ ہے دوسرے لفظوں میں عیسائیوں کو دنیا پہ سیاسی برتری حاصل ہے۔ اور بلاشبہ اس وقت دنیا میں افرادی قوت کے اعتبار سے بڑا مذہب عیسائیت ہے، دوسرے نمبر پر اسلام ہے۔ اس وقت زمین پر چھ ارب انسان آباد ہیں جن میں چار ارب عیسائی اور ڈیڑھ ارب مسلمان ہیں باقی دو ارب میں ہندو، سکھ، بدھ مت اور دوسرے مذاہب ہیں۔ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے صلیب توڑنے کو بطور خاص بیان کیا جانا یہ اشارہ کرتا ہے کہ آپ کی آمد ایسے وقت میں ہوگی جب دنیا پر صلیب کے ماننے والوں کا غلبہ ہوگا (اس سے لگتا ہے کہ قرب قیامت کی فضا ہموار ہو رہی ہے) اور اس لئے بھی صلیب کے توڑنے کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کی نشانی بنایا گیا ہے کہ عیسائی صدیوں تک آپ کو مصلوب مانتے رہے اور صلیب اٹھائے پھرے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ سامنے آجائیں گے تو صلیب کا جواز ہی ختم ہو جائے گا۔ سب دنیا جان جائے گی کہ آپ تو زندہ ہیں لہٰذا آپ کو صلیب پہ سولی دیئے جانے کا عقیدہ من گھڑت ہے اس لئے صلیب خود بخود ہی دنیا سے مٹ جائے گی۔ اس سے مزید واضح ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی مسیح موعود ہیں۔

کیا مرزا قادیانی نے دنیا سے صلیب کا نشان مٹا دیا تھا؟

اب ذرہ مرزا غلام احمد قادیانی کا حال بھی دیکھ لو، اس نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو ہم قادیانیوں سے یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ کیا مرزا قادیانی کے آنے سے دنیا صلیب کے نشان سے پاک ہوگئی ہے؟ نہیں! ہر گز نہیں! بلکہ مرزا غلام قادیانی نے برطانیہ کی عیسائی گورنمنٹ کی دل و جان سے غلامی اور پشت پناہی کر کے صلیب کو مزید اونچا و مستحکم کر دیا وہ تو ساری زندگی برٹش گورنمنٹ کے بقا و استحکام کی دعائیں کرتا رہا وہ چاہتا تھا کہ ساری دنیا پر برطانیہ کی حکومت ہو جائے گویا ساری دنیا صلیب کے سائے میں آجائے۔ اس کے باوجود اسے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے کچھ خیال نہ آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آنے والے مسیح موعود کو صلیب کا توڑنے اور محو کرنے والا بتا رہے ہیں اور صلیب کو مستحکم کرنے والا مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود بننے کی کوشش کر رہا ہے۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمُ۔

چھٹی علامت: مسیح موعود علیہ السلام خنزیر کو قتل کر دیں گے

مذکورہ بالا احادیث میں یہ الفاظ بار بار آئے ہیں اور آئندہ احادیث میں بھی کثرت سے آرہے ہیں یَقْتُلَ الْخِنْزِیْرَ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بطور مسیح موعود تشریف لا کر خنزیر کو قتل کریں گے۔ چونکہ عیسائی لوگ خنزیر کا گوشت بڑے شوق سے کھاتے اور اسے حلال سمجھتے ہیں اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لا کر اسے دنیا سے مٹا دیں گے اور حکم فرمائیں گے کہ خنزیر جہاں نظر آئے قتل کر دو تا کہ دنیا سے اس کا وجود مٹ جائے اور اسے کوئی نہ کھا سکے۔

امام المسلمین حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ای یأمُرُ بِاعدامِ الخنزیر مُبَالَغَةً فی تحریم اکلِہٖ و فیہ توبیخ عظیمٌ و للنصاریٰ الذین یدعون انھم علیٰ طریقۃ عسیٰی علیہ السلام ثم یستحلون اکل الخنزیر۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام خنزیر کو دنیا سے معدوم کرنے کا حکم دیں گے اور یہ اس کے کھانے کو حرام قرار دینے میں مبالغہ کے لئے ہوگا۔ اور اس میں عیسائیوں کے لئے عظیم درس عبرت ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے طریقہ پر ہونے کا دعویٰ بھی رکھتے ہیں اور خنزیر کا کھانا حلال بھی جانتے ہیں۔

(فتح الباری شرح صحیح البخاری جلد 4 صفحہ 343، امام ابن حجر)

علامہ عینی علیہ الرحمہ نے عمدۃ القاری میں خنزیر کے قتل پر بحث فرمائی ہے کہ اسے قتل کرنا کیسا ہے آپ فرماتے ہیں جمہور علماء اسلام کے مطابق اسے مطلقاً قتل کرنا جائز ہے خواہ وہ ضرر رساں ہو یا نہ۔ البتہ بعض شوافع کے نزدیک ضرر رسانی کی صورت میں جائز ہے ورنہ نہیں۔ مگر جمہور کی رائے اس کے خلاف ہے۔ البتہ اگر خنزیر کسی اہل کتاب کی ملک میں ہو تو اس کا قتل جائز نہیں یہی وجہ ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے تو مطلقاً ہر خنزیر کو قتل کریں گے کیونکہ اس وقت اہل کتاب نہ رہیں گے۔ (عمدۃ القاری شرح بخاری جلد 12 صفحہ 34 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

ثابت ہوا جلیل القدر ائمہ کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قتل خنزیر ظاہری معنی پر محمول ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی اس لفظ کی آڑ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کی نفی میں تمسخر آمیز رویہ رکھتا تھا۔ وہ کہتا تھا کیا آنے والے مسیح کا یہی کام ہوگا کہ سب کام چھوڑ کر تلوار اٹھائے خنزیروں کے پیچھے جنگلوں میں بھاگتا پھرے؟ مگر اللہ مرزا کو

اگر ہدایت دیتا تو وہ سمجھ جاتا کہ حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتلِ خنزیر سے مراد یہ ہے کہ آپ لوگوں کو اس کے قتل کا حکم دیں گے نہ یہ کہ خود بندوق اٹھائے خنزیروں کے پیچھے بھاگیں گے۔ قرآن میں بار بار آتا ہے کہ اللہ زمین سے اناج اگاتا ہے (فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ) تو کیا اللہ خود فصلوں میں ہل جوتتا، بیج ڈالتا اور کیاریاں بناتا ہے؟ نہیں، بلکہ وہ اپنے بندوں کو ایسا کرنے کا حکم دیتا ہے اور فصلیں اُگتی ہیں۔ کہا جاتا ہے بنَی الامیرُ البلدَ بادشاہ نے یہ شہر تعمیر کیا تو کیا بادشاہ سر پہ اینٹیں اور گارا اٹھا اٹھا کر لاتا ہے؟ نہیں، وہ شہر کی تعمیر کا حکم دیتا ہے۔ یونہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتلِ خنزیر کا حکم فرمائیں گے۔

تو کیا مرزا غلام احمد قادیانی کے آنے پر دنیا سے خنزیر ختم ہو گئے تھے کیا اس نے آکر ساری دنیا سے خنزیر ختم کروا دیئے تھے؟ نہیں۔ تو پھر وہ کس منہ سے خود کو مسیح موعود قرار دیتا تھا اور آج مرزائی کس منہ سے مرزا قادیانی کو مسیح موعود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہتے ہیں۔

ساتویں علامت: حضرت عیسیٰ علیہ السلام بطور مسیح موعود جزیہ ختم کردیں گے

مذکورہ احادیث میں زبانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو کر جزیہ ختم کر دیں گے يَضَعُ الْجِزْيَةَ۔ جزیہ کسی اسلامی ریاست میں غیر مسلموں پر لگنے والا ٹیکس ہے جو وہ اسلامی ریاست کی طرف سے انہیں دی گئی سرکاری خدمات (GOVERMENTAL SERVICES) کے عوض میں ادا کرتے ہیں، یہ اس طرح ہے جیسے مسلمان اپنی ریاست کو زکوٰۃ دیتے ہیں غیر معلموں کے لئے زکوٰۃ کی جگہ جزیہ رکھا گیا ہے۔ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد دنیا سے اسلام

کے سوا سب ملتیں، مذاہب اور ادیان ختم ہو جائیں گے اور کوئی جزیہ دینے والا نہ رہے گا۔ ابو داؤد شریف میں ہے فَيُهْلِكُ اللهُ فِي زَمَانِهِ الْمِلَلَ كُلَّهَا إِلَّا الْإِسْلَامَ۔ اللہ اسلام کے سوا باقی تمام مذاہب کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہلاک کر دے گا۔ اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جزیہ کے ختم ہو جانے کا اعلان کر دیں گے اس کا یہ معنی نہیں کہ آپ شریعت محمدیہ میں کوئی تبدیلی کر دیں گے اور جو چیز اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جاری کی اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آ کر اپنی طرف سے منسوخ کر دیں گے۔ شریعت محمدیہ کے کسی حصہ کو کوئی شخص منسوخ نہیں کر سکتا اور جو ایسا کرے وہ مرتد ہے جیسے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاد بالسیف جاری کیا ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی نے اس کے منسوخ ہونے کا اعلان کر کے خود کو اسلام سے خارج کر لیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی شریعت محمدیہ کا کوئی حصہ منسوخ کرنے کے مجاز نہ ہوں گے۔ ان پر اس شریعت کی مکمل پیروی لازم ہو گی اس لئے حدیث میں ینسخ الجزیۃ نہیں ہے کہ آپ جزیہ منسوخ کریں گے بلکہ يَضَعُ الْجِزْيَةَ ہے کہ آپ اعلان فرمائیں گے اے لوگو! چونکہ اس وقت پوری دنیا میں کوئی کافر نہیں رہ گیا جو جزیہ ادا کرے لہٰذا اسے ختم کیا جاتا ہے۔

کیا مرزا غلام احمد قادیانی کے آنے پر سب کفار ختم اور جزیہ موقوف ہو گیا تھا؟

قارئین! آپ اب مرزا غلام احمد کے دعویٰ مسیح موعود پر نظر ڈالیں اور مرزائیوں سے پوچھیں کیا مرزا غلام احمد قادیانی کے آنے پر دنیا سے سب کفار ختم ہو گئے اور جزیہ کی وصولی رک گئی؟ مرزا قادیانی کو دنیا سے گئے ایک صدی گزرنے والی ہے۔

وہ 1909ء میں مرا۔اب 2023ء ہے مگر آج بھی انسانوں کی اکثریت غیر مسلم ہے، دنیا کے چھ ارب انسانوں میں سے قریباً دو ارب مسلمان ہیں چار ارب غیر مسلم، پھر مرزا کو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے کچھ خوف خدا چاہئے تھا۔ مگر اسے مسیح موعود ماننے والوں کو عقل سے کام لینا چاہئے۔

آٹھویں علامت: عیسیٰ علیہ السلام حاکم عادل بن کر بطور مسیح موعود آئینگے

مذکورہ احادیث میں یہ الفاظ بار بار ہیں۔ ان ینزل فِیکُم ابنُ مریمَ حَکَمًا مُقْسِطاً کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام تم میں حاکم عادل بن کر نازل ہوں گے اور یہ الفاظ آئندہ احادیث میں بار بار آرہے ہیں۔ مسلم شریف کتاب الایمان کی ایک حدیث میں اِمَاماً مُقْسِطاً ہے۔ اب دیکھتے ہیں کیا یہ نشانی مرزا غلام قادیانی میں پائی جاتی تھی یا اس کا حشر بھی گزشتہ نشانیوں کی طرح ہوا۔ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے گاؤں تک کا بھی حاکم نہ تھا وہ انگریزوں کا غلام اور بندۂ بے دام تھا، وہ اپنی ذات اور اپنی جماعت کے لئے مسلمانوں کے مقابلہ میں انگریزوں سے تحفظ مانگتا تھا اسے علم تھا اگر برطانیہ کی عیسائی گورنمنٹ جو اس وقت برصغیر پاک وہند پر حکمران تھی۔ اس کے سر سے حفاظت کا سایہ اٹھالے تو اہل اسلام اس کا وہی حشر کریں گے جو شروع سے تاریخ اسلام میں جھوٹے نبیوں کا ہوتا آیا ہے۔ اسی لئے وہ انگریز حکمرانوں کے ہر وقت قصیدے پڑھتا تھا۔ اس حقیقت سے باخبر ہونے کے لئے اس کی کتابیں ستارۂ قیصرہ، انگریزی گورنمنٹ اور جہاد، مجموعہ اشتہارات حصہ سوم وغیرہ پڑھی جائیں۔

اس کے برعکس حدیث کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک عادل مسلم حکمران کی

حیثیت سے مسیح موعود بن کر اتریں گے۔

نوویں علامت: مسیح موعود اتنا مال بہائیں گے کہ کوئی اسے لینے والا نہ ہوگا

بخاری کی مذکورہ احادیث میں نبی اکرم ﷺ بار بار فرمارہے ہیں **و یُفیضَ المالَ حتّٰی لا یَقْبِلَہٗ اَحَدٌ** کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو قربِ قیامت میں آنے والے مسیح موعود ہیں کثرت سے مال بہائیں گے اور ہر شخص کے پاس اتنا مال ہو جائے گا کہ کوئی مال لینے والا نہ رہے گا۔ یعنی لوگ زکوٰۃ وخیرات دینا چاہیں گے مگر ہر کوئی اس قدر تونگر وخوشحال ہوگا کہ زکوٰۃ لینے کی کسی کو حاجت نہ ہوگی۔ آگے مسلم شریف کی ایک حدیث آرہی ہے کہ کثرت سے بارشیں ہونگی زمین اپنے خزانے اگل دے گی ایک سیب اتنا بڑا ہوگا کہ پوری جماعت کھا کر سیر شکم ہو جائے گی اور وہ ختم نہ ہوگا۔

کیا مرزا قادیانی کے آنے پر کوئی زکوٰۃ لینے والا نہ رہا تھا؟

اب مرزائیوں سے پھر ہمارا سوال ہے کہ خدارا اپنی عاقبت کی فکر کریں انہوں نے کس شخص کو مسیح موعود سمجھ لیا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو؟ جو خود ساری زندگی اپنی جماعت کے چندے پر جیتا رہا جس نے کبھی کتاب چھاپنے کے لئے چندہ اکٹھا کیا، کبھی قادیان میں مشرقی منارہ بنانے کے لئے؟ ہم مرزائیوں کو نہایت ہمدردانہ دعوت فکر دے رہے ہیں۔ وہ ایک طرف بخاری شریف کی مذکورہ احادیث رکھیں، دوسری طرف مرزا قادیانی کی اپنی حالت پر غور کریں اور بخاری شریف خود مرزا قادیانی کے نزدیک قرآن کے بعد سب سے صحیح ترین کتاب ہے وہ لکھتا ہے۔

''قرآن شریف کے بعد بالاستقلال وثوق کے لائق ہماری دو ہی کتابیں ہیں ایک بخاری اور ایک مسلم''۔ (آریہ دھرم صفحہ 60 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 مطبوعہ لندن)

اس لئے ہم نے مسیح موعود کی پہچان کے لئے بخاری و مسلم ہی کی حدیثوں سے آغاز کیا ہے۔ یہ حدیثیں بتا رہی ہیں کہ مسیح موعود دوسروں پر مال اتنا بہائے گا کہ کوئی لینے والا نہ ہوگا اور مرزا غلام احمد قادیانی مال کے لئے دوسروں کا اس قدر محتاج کہ زندگی بھر چندہ جمع کیا مگر آنکھ نہ بھری۔ زندگی کے آخری دنوں میں وہ قادیان میں مشرقی منارہ بنانے کے لئے مال اکٹھا کر رہا تھا ابھی منارہ بنا نہ خاطر خواہ چندہ اکٹھا ہوا کہ فرشتۂ اجل نے آدبوچا۔ اس کے باوجود اس کا دعویٰ تھا کہ وہ مسیح موعود ہے۔

دسویں علامت: زمانۂ مسیحِ موعود میں ہر شخص کو سجدہ ہر چیز سے عزیز ہوگا

حدیث بخاری نمبر 9 میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا حتّٰی تکونَ السجدۃُ الواحدۃُ خیرٌ مِنَ الدُّنیا و مافیھا۔ کہ ایک سجدہ اس وقت دنیا و مافیہا کی سب نعمتوں سے بہتر ہوگا۔

یہ اس لئے فرمایا گیا کہ اس وقت مالی عبادات ختم ہو جائیں گی مالی عبادات سے مراد زکوٰۃ، فطرانہ، عشر اور دیگر نفلی صدقات وخیرات ہیں جب کوئی شخص مال لینے والا نہ ہوگا تو زکوٰۃ وصدقات کسے دیئے جائیں گے اسی طرح بدنی عبادتوں میں سے جہاد ختم ہو جائے گا کیونکہ کوئی کافر نہ رہے گا اسی لئے حدیث میں ہے کہ میری امت کا آخری گروہ دجال کے مقابلہ میں جہاد کرے گا مطلب یہ کہ اس کے بعد جہاد کی حاجت نہ رہے گی۔ اس طرح اس وقت لوگوں کے پاس سجدہ ہی ایک بڑی عبادت رہ جائے گی تو وہ اسے غنیمت جانیں گے اور سجدہ کرنا ان کے نزدیک دنیا کی ہر نعمت

سے زیادہ مرغوب ہوگا اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ ان کی فارغ البالی مرفا الحالی، کشائشِ رزق اور اللہ کی نعمتوں کی کثرت انہیں عبادت کی طرف اس قدر متوجہ کر دے گی کہ ایک سجدہ انہیں دنیا کی ہر نعمت سے عزیز تر ہوگا۔

کیا مرزا قادیانی کے دور میں ہر شخص کو سجدہ ہر نعمت سے عزیز تر ہو گیا تھا؟

اب مرزا قادیانی کی حالت زار بھی دیکھیں کیا اس کے آنے پر یہ حالت پیدا ہو گئی تھی جو زبان رسول ﷺ نے بیان کی ہے؟ کیا ہر شخص اس قدر عابد ہو گیا تھا کہ اس سے دنیا کی سب نعمتیں چھن جائیں تو اسے وہ دکھ نہ ہو جو سجدۂ نماز کے رہ جانے پر ہو۔ اگر ایسا نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو پھر مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود مانتے ہوئے مرزائی جماعت کے کسی فرد کے ضمیر کو ذرہ بھی خلعش محسوس نہیں ہوتی؟ یہ کیا ماجرٰی ہے الیس منکم رجلٌ رشید؟

بحث کے آغاز میں ہم نے بخاری و مسلم سے جو 11 احادیث مسیح موعود کی پہچان کے لئے پیش کیں ان سے یہ دس علامات صاف لفظوں سے ثابت ہوئیں ان میں سے ایک علامت کا بھی مرزا قادیانی سے کچھ تعلق نہیں اب بھی اگر مرزائی جماعت کے دلوں سے تالہ نہ کھلے تو ہدایت صرف اللہ ہی کے قبضہ میں ہے۔

حدیث 12 تا 14: حضرت مسیح موعود علیہ السلام امت محمدیہ کے امام کے پیچھے نماز پڑھیں گے

حدیث 12: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ وَاِمَا مُكُمْ مِنْكُمْ۔ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب ابن مریم علیہ السلام تم میں نازل ہوں گے اور تمہارا امام تمہی میں

سے ہوگا۔ (بخاری شریف کتاب احادیث الانبیاء حدیث 3449 صفحہ 282 مجموعہ صحاح ستہ)

حدیث 13: اس مفہوم کی ایک حدیث کتاب الایمان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مختلف سند کے ساتھ مروی ہے۔

(مسلم شریف کتاب الایمان باب نزول عیسیٰ صفحہ 704 مجموعہ صحاح ستہ)

حدیث 14: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ فِيْكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ فَاَمَّكُمْ مِنْكُمْ۔ تمہارا کیا حال ہوگا جب تم میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے اور تم میں سے کوئی شخص تمہاری امامت کرے گا۔

(مسلم شریف کتاب الایمان باب نزول عیسیٰ صفحہ 704 مجموعہ صحاح ستہ)

ان احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام جب آسمان سے اتریں گے تو آپ اس شخص کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے جو اس وقت تم مسلمانوں کا امیر ہوگا یعنی آپ اس وقت امام نہ ہوں گے۔ امام تمہی میں سے ہو گا۔ اس معنی پر متعدد دیگر احادیث دلالت کرتی ہیں۔ ابھی پیچھے مسلم شریف کے حوالہ سے حدیث نمبر 11 گزری ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد مسلمانوں کی جماعت کے امیر آپ سے کہیں گے آیئے آپ ہمیں نماز پڑھائیں آپ فرمائیں گے نہیں تم ہی ایک دوسرے کے امام ہو لہٰذا تم ہی پڑھاؤ۔ گویا مسلمانوں کا امیر ہی امام بنے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے مقتدی ہوں گے۔ اسی طرح ابن ماجہ شریف میں حدیث ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اس وقت مسلمانوں کا امام جوان میں سے مرد صالح ہوگا انہیں نماز فجر پڑھانے کے لئے آگے بڑھا ہوگا کہ عین اسی وقت حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اتریں گے۔ یہ دیکھ کر امام پیچھے کو ہٹے گا تا کہ حضرت عیسیٰ

علیہ السلام آگے بڑھ کر نماز پڑھائیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کی پشت پر ہاتھ رکھ کر فرمائیں گے آگے بڑھ کر تم ہی نماز پڑھاؤ کہ یہ جماعت تمہارے ہی لئے قائم کی گئی ہے۔ تب لوگوں کو انہی کا امام نماز پڑھائے گا (اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے)۔ (ابن ماجہ کتاب الفتن باب فتنۃ الدجال وخروج عیسیٰ ابن مریم)

علاوہ ازیں مسند احمد بن حنبل میں ایک حدیث یوں ہے کہ مسلمانوں کا امام کہے گا یَا رُوْحَ اللہِ تَقَدَّمْ اے روح اللہ! (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) آپ بڑھ کر نماز پڑھائیں آپ فرمائیں گے لِيَتَقَدَّمَ اِمَامُكُمْ فَلْيُصَلِّ بِكُمْ تمہارے ہی امام کو بڑھ کر تمہاری امامت کرنی چاہیئے۔

حافظ ابن حجر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

اس امت کے ایک مرد صالح کے پیچھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نماز پڑھنا جبکہ یہ آخری زمانہ اور قرب قیامت ہوگا۔ دلالت کرتا ہے کہ زمین اللہ کے خلیفہ سے کبھی خالی نہ ہوگی۔ (فتح الباری شرح بخاری جلد 6 صفحہ 358)

گیارہویں علامت: مسیح موعود کا کسی دوسرے کو اپنا امام بنانا

یہ علامت ان تمام احادیث سے بڑی وضاحت کے ساتھ ثابت ہو رہی ہے کہ مسلمانوں کا امیر اس وقت مسیح موعود کے سوا کوئی اور ہوگا اور آپ اس کی امامت کو نہ صرف تسلیم کریں گے بلکہ اس کی اقتداء میں نماز ادا کریں گے۔ احادیث کے مطابق وہ امام حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ آگے حدیث ابن ماجہ آ رہی ہے جو اس کی صراحت کرتی ہے۔ اب مرزا قادیانی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کون سا امام تھا جو نماز فجر پڑھانے لگا تھا کہ ایسے میں مرزا قادیانی مسیح موعود بن کر اتر آیا اور اس کی پشت

پر ہاتھ رکھ کر کہا تم ہی نماز پڑھاؤ۔ میں نہیں پڑھاؤں گا۔ یہ مرزا قادیانی کی زندگی میں کون سی نماز فجر تھی اور وہ کون سا مقام تھا۔ اور اس وقت مرزا قادیانی کہاں سے آیا اور اسے روح اللہ کہہ کر کب پکارا گیا۔ جب ان میں سے کوئی بات بھی درست نہیں نہ ہی مرزا نے زندگی بھر ایسی کسی نماز کا ذکر کیا نہ اس کے امام کا، تو پھر اس کا خود کو مسیح موعود کہنا عذاب الٰہی کو دعوت دینا نہیں تو اور کیا ہے اس لئے مان لینا چاہئے کہ مسیح موعود حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی ہیں جو آخر زمانہ میں آسمان سے اتریں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام امت محمدیہ کے ایک فرد کے پیچھے نماز کیوں پڑھیں گے؟

اگر ذہن میں یہ سوال آئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے نبی اور رسول ہیں تو اپنے نزول کے بعد دنیا میں آ کر انہی کو امام بننا چاہئے تھا وہ غیر نبی کے پیچھے کیوں نماز پڑھیں گے؟ تو صاف جواب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں دوبارہ اپنی نبوت کی تبلیغ کے لئے نہ آئیں گے بلکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک امتی بن کر آئیں گے اور امتیوں کی صف میں خود کو کھڑا کر کے اعلان کریں گے کہ اب مدینے والی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی کی نبوت نہیں چلے گی۔

اگر سوال کیا جائے کہ اس جگہ مسلم شریف ہی میں ایک حدیث کے یہ الفاظ بھی ہیں فَاَمَّکُمْ کہ ابن مریم تمہاری امامت کریں گے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ کسی کے پیچھے نماز نہیں پڑھیں گے خود پڑھائیں گے تو یہ تعارض کیوں ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اسی جگہ مسلم میں راوی نے وضاحت کر دی فَاَمَّکُم بکتاب ربکم و سنة نبیکم کہ ابن مریم علیہ السلام تمہارے رب کی کتاب اور تمہارے نبی کی سنت کے ساتھ تمہاری امامت کریں گے۔ گویا جہاں ان کی امامت کا ذکر ہے وہاں

امامت سے مراد ان کی حکمرانی ہے۔ دوسرا یہ جواب بھی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نماز پڑھانے سے انکار صرف پہلی نماز کے لئے ہوگا جب وہ اتریں گے تا کہ امت محمدیہ کے امام کے پیچھے نماز پڑھ کر عقیدۂ ختم نبوت کی صداقت پر مہر لگائیں اور اس امت کی عظمت واضح کردیں اس کے بعد وہ خود بھی نمازیں پڑھائیں گے اور امام بنیں گے۔ لہٰذا تعارض ختم ہوگیا۔

حدیث 15 تا 21: مسیح موعود علیہ السلام حج و عمرہ ادا کرینگے اور روضۂ رسول کی حاضری دینگے

حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام جب آخر زمانہ میں نازل ہوں گے تو شریعت محمدیہ کے مطابق حج وعمرہ ادا کریں گے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ مقام بھی بتادیا جہاں سے وہ احرام باندھیں گے۔ چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

حدیث 15: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
وَالَّذِیْ نَفْسِی بِیَدِہٖ لَیُھِلَّنَّ ابنُ مَرْیَمَ بِفَجِّ الرَّوْحَاءِ حَاجًّا اَوْ مُعْتَمِراً اَوْ لَیَثْنِیَنَّھُمَا۔ اس خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ضرور بضرور فج روحاء کے مقام سے حج یا عمرہ کے لئے احرام باندھیں گے یا دونوں کو جمع کرلیں گے۔
(صحیح مسلم کتاب الحج باب جواز التمتع فی الحج والقران صفحہ 408 جلد اول مطبوعہ کراچی)

حدیث 16 تا 17: امام مسلم نے اسی مضمون کی دو اور احادیث اسی مقام پر روایت کی ہیں جو وَالَّذِیْ نَفْسِی بِیَدِہٖ کے بجائے و الذی نفسُ محمدٍ بیدہٖ سے شروع ہوتی ہیں۔

حدیث 18 تا 20: امام احمد نے اسی مضمون کی تین احادیث اپنی مسند میں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مختلف اسانید سے روایت کی ہیں دیکھئے۔ مسند احمد جلد دوم صفحہ 240۔272،513۔ آخری حدیث جو صفحہ 513 پر ہے کے الفاظ یہ ہیں۔

لَيُهِلَّنَّ ابنُ مَرْيَمَ بِفَجِّ الرَّوْحاءِ بِالْحَجِّ اَوِ الْعُمْرَةِ اَوْ لَيَثْنِيَنَّهُمَا جميعاً۔ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام فج روحاء کے مقام پر حج یا عمرہ یا دونوں کا اکٹھا احرام باندھیں گے۔

امام نووی علیہ الرحمہ نے شرح مسلم میں فرمایا: ''فج روحاء مکہ و مدینہ کے درمیان ایک مقام ہے مدینہ شریف سے بدر کے راستہ میں پڑتا ہے''۔ یہاں سے عموماً وہی لوگ احرام باندھتے ہیں جو مدینہ طیبہ سے مکہ پاک جا رہے ہوں۔

حدیث 21: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

ینزل عیسٰی بن مریم فیقتل الخنزیر و یمحو الصلیب و تجمع له الصلوٰة و یعطی المال حتی لا یقبل و یضع الخراج و ینزلِ بالروحاء فیحج منها او یعتمر او یجمع بینهما۔ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے۔ خنزیر کو قتل کریں گے، صلیب کا نشان مٹا دیں گے، ان کے لئے نماز جمع کی جائے گی۔ وہ اس قدر مال عطا کریں گے کہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ خراج ختم کر دیں گے وہ روحاء میں اتریں گے (پڑاؤ کریں گے) پھر وہاں سے حج یا عمرہ کرنے جائیں گے یا دونوں کو جمع کر لیں گے۔

اس کے بعد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ﴿١٥٩﴾۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 290 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

حدیث 22: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

لَيَهْبِطَنَّ عِيسٰى بْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلاً وَ اِمَامًا مُقْسِطاً وَلَيَسْلُكَنَّ فَجًّا حَاجًّا اَوْ مُعْتَمِراً اَو بِنِيَّتِهِمَا وَلَيَأْتِيَنَّ قَبْرِى حَتّٰى يُسَلِّمَ عَلَىَّ وَلَاَرُدَّنَّ عَلَيْهِ۔ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ضرور اتریں گے وہ حاکم عادل اور امام منصف ہوں گے وہ مقام فج میں سکونت کریں گے حج یا عمرہ کے لئے یا دونوں کی نیت سے وہ میری قبر پر ضرور آئیں گے تا آنکہ مجھے سلام کہیں گے اور میں ان کے سلام کا جواب دوں گا۔ (مستدرک للحاکم جلد دوم صفحہ 651 کتاب تواریخ الانبیاء)

اس حدیث کے آخر میں حضرت ابوہریرہ راوی حدیث عطا تابعی سے فرماتے ہیں اے میرے بھتیجے! اگر تم حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو پاؤ تو انہیں کہنا ابوہریرہ آپ کو سلام کہتا ہے۔ امام حاکم فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور بخاری ومسلم نے اسے ان الفاظ سے روایت نہیں کیا۔

ان احادیث نمبر 15 یا 21 سے آنے والے مسیح موعود کی مزید یہ علامات معلوم ہوئیں۔

بارہویں علامت: حضرت عیسیٰ علیہ السلام بطور مسیح موعود حج وعمرہ کرینگے

حاکم والی حدیث بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دنیا میں دوسری بار آسمان سے آمد کو بیان کرتی ہے اور بتاتی ہے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے لفظ لَيَهْبِطَنَّ اترنے اور نیچے آنے ہی کے معنی میں آتا ہے۔ قرآن میں ہے اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا تم سب جنت سے زمین کی طرف اتر جاؤ (سورہ بقرہ، آیت 38) اسی طرح اِهْبِطُوْا مِصْرًا (بقرہ: 61) سے بھی مصر میں سواریوں سے نیچے اترنا مراد ہے۔

پھر زمین پر اپنے قیام کے دوران حضرت عیسیٰ علیہ السلام مقام فج روحاء سے حج یا عمرہ یا

دونوں کا احرام باندھیں گے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے خصوصیت سے آنے والے مسیح کا حج وعمرہ ادا کرنا کیوں بیان فرمایا ہے؟ حالانکہ حج وعمرہ تو ہر مسلمان ادا کرتا ہے یہ ایسا عمل نہیں جو کسی خاص فرد سے مختص اور اسی سے متوقع ہو۔ اس میں گہرا راز ہے۔

حج وعمرہ کرنا مسیح موعود کی نشانی کیوں بنائی گئی؟

میرے نزدیک اللہ کے رسول ﷺ خدا کے دیئے ہوئے علم سے جانتے تھے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے نام سے ہندوستان کا ایک شخص مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرے گا اور بہت سے لوگ اس کی گمراہ کن باتوں میں آجائیں گے۔ مگر اسے زندگی بھر حج وعمرہ نصیب نہ ہوگا۔ اس لئے آپ نے سچے مسیح موعود کی یہ نشانی بتائی اور اس کا نام بتایا کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے اور بیت اللہ کا حج یا عمرہ یا دونوں ادا کریں گے۔

مرزا قادیانی نے مسیح موعود کی علامات کا معنیٰ توڑ موڑ کر اپنے اوپر چسپاں کرنے کی پوری پوری کوشش کی اپنا نام حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام بنانے کی کوشش کی نزول کا معنیٰ بگاڑا وغیرہ۔ مگر نبی اکرم ﷺ بھی اس بارہ میں سب کچھ جانتے تھے آپ کو آنے والے فتنوں کا پورا پورا علم دیا گیا تھا جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے۔ اس لئے آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بطور مسیح موعود آمد کی ایسی علامات بتائیں کہ مرزا قادیانی تمام الحادی کوششوں کے باوجود خود پر وہ علامات چسپاں نہیں کرسکتا تھا۔ انہی میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حج وعمرہ کرنا بھی ہے۔ مرزا قادیانی کو ساری زندگی حج یا عمرہ پر جانا نصیب نہ ہوا اسے ڈر تھا اگر اس نے برٹش گورنمنٹ کے دائرہ سے باہر قدم رکھا تو مسلمانانِ عالم اس کا تکا بوٹی اڑا دیں گے اور مسیلمہ کذاب سے لے کر

جھوٹے نبیوں کا جو حشر ہوتا آیا ہے وہی اس کا بھی ہوگا، تو وہ حج پر کیسے جا سکتا تھا۔

مولانا قاضی محمد سلیمان صاحب منصور پوری مصنف کتاب رحمۃ للعالمین نے مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی میں اپنی کتاب تائید الاسلام حصہ دوم صفحہ 124 مطبوعہ لاہور میں فرمایا تھا۔

''میں نہایت جزم کے ساتھ باآواز بلند کہتا ہوں کہ حج بیت اللہ مرزا کے نصیب میں نہیں۔ میری اس پیش گوئی کو سب یاد رکھیں''۔

چنانچہ ان کی پیش گوئی برحق ثابت ہوئی مرزا قادیانی کو مکہ و مدینہ کی ہوا بھی نصیب نہ ہوئی۔ وہ لاہور ہی میں اپنے انجام کو پہنچ گیا۔

مرزا قادیانی کو خود معلوم تھا کہ حج اس کے نصیب میں نہیں لہٰذا وہ مسیح موعود ہونے کے اپنے دعویٰ کا جھوٹ چھپانے کے لئے شروع ہی سے الٹی سیدھی باتیں کرنے لگا تھا۔ ایک جگہ وہ لکھتا ہے:

''آپ اس سوال کا جواب دیں کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو کیا اس کا اول یہ فرض ہونا چاہئے کہ مسلمانوں کو دجال کے خطرناک فتنوں سے نجات دے یا ظاہر ہوتے ہی پہلے حج کو چلا جائے ہمارا تو حج اس وقت ہوگا جب دجال بھی کفر و دجل سے باز آ کر طواف بیت اللہ کرے گا''۔

(ایام الصلح صفحہ 190 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 416 مطبوعہ لندن)

مگر ان حیلوں بہانوں سے مرزا غلام احمد قادیانی کی جان نہیں چھوٹ سکتی جب نبی اکرم ﷺ نے صاف فرما دیا ہے کہ ابن مریم ضرور حج کریں گے اور وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ کہہ کر اللہ کی قسم اٹھائی کہ ضرور کریں گے۔ اور لَیُھِلَّنَّ جیسے الفاظ استعمال کئے جو لام تاکید اور نونِ تاکید ثقیلہ کے ساتھ مزین ہیں جو بتا رہے ہیں کہ ایسا

ضرور بضرور ہوگا تو مرزا غلام احمد کے لئے ضروری تھا کہ وہ حج پر جاتا تا کہ کم ازکم یہ نشانی اس میں دیکھی جاتی مگر وہ جاسکا نہ جاسکتا تھا لہٰذا اس کے باطل دعویٰ پر ایسی پکی مہر لگ گئی جو کسی صورت نہیں اتر سکتی۔

تیرہویں علامت: مسیح موعود علیہ السلام مقام فج روحاء سے احرام باندھیں گے

جیسا کہ ابھی پیچھے بیان ہوا فج روحاء مدینہ طیبہ سے بدر کو جاتے ہوئے راستہ میں ایک جگہ ہے۔ حدیث مسلم کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہاں سے احرام باندھیں گے یہاں سے مدینہ والوں کو احرام باندھنا ہوتا ہے یا ان لوگوں کو جو بیت المقدس اور شام و فلسطین کی طرف سے آتے ہیں وہ راستہ میں مدینہ طیبہ عموماً حاضری دے کر ادھر سے احرام باندھتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام چونکہ حدیث کے مطابق دمشق کے مشرقی منارہ کے پاس اتریں گے اور شہر بیت المقدس کے دروازہ لُد پر دجال کو قتل کریں گے اور آسمان پر جانے سے قبل بھی ان کا مسکن فلسطین ہی تھا۔ اسی شہر بیت المقدس میں وہ پیدا بھی ہوئے تھے۔ لہٰذا حدیث کے مطابق ان کا اہل مدینہ کے میقات سے احرام باندھنا واقعتاً سمجھ میں آتا ہے۔ یہ چیز مزید وضاحت کر دیتی ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام جو بنی اسرائیل کے نبی ہو گزرے ہیں وہی مسیح موعود بن کر آنے والے ہیں۔

اگر مسیح موعود کا آنا ہندوستان میں مقرر ہوتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل ہند کی میقات یلملم کا نام لیتے جو جدہ میں ہے۔

مرزا قادیانی کو فج روحا کی ہوا تک نہ لگی بلکہ شائد اس کا نام تک نہ سنا ہو ورنہ وہ اس کی تاویل سے بھی باز نہ آتا۔ اگر وہ اپنے دعویٰ مسیح موعود کو سیدھا کرنے کے

لئے قادیان کو دمشق قرار دے سکتا ہے تو فج روحا کا بھی کوئی بندوبست کر سکتا تھا مگر اس کی کتابوں میں اس کا ذکر ہی نہیں۔ گویا یہ نام اس کے مطالعہ میں آیا ہی نہیں۔ کس قدر حیرت ہے کہ نبی اکرم ﷺ تو حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو مسیح موعود بتا رہے ہیں اور فج روحا سے ان کا احرام باندھنا ذکر کر رہے ہیں مگر مرزا قادیانی زبردستی یہ ٹائٹل خود پر چسپاں کرتا ہے اور جس مقام سے مسیح موعود نے احرام باندھنا ہے اس کا وہ نام تک نہیں جانتا۔ استغفر الله غلط بیانی کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔

چودھویں علامت: مسیح موعود علیہ السلام دوران حج رسول اللہ ﷺ کی قبر انور پر آئینگے

مستدرک للحاکم کی حدیث میں صاف لفظوں میں رسول اللہ ﷺ نے فرمادیا کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر انور پہ حاضری دینا بھی آنے والے مسیح موعود کی نشانی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتر کر دجال کو قتل کریں گے اس سے فارغ ہو کر حج کرنے جائیں گے اور راستے میں روضہ رسول ﷺ پر حاضری دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ کو سلام کہیں گے آپ انہیں سلام کا جواب دیں گے مگر مرزا قادیانی کے نصیب میں نامرادی کے سوا کچھ نہ آیا اور اس کے مسیح موعود بننے کے سب خواب ادھورے رہ گئے یہی نہیں آگے احادیث کے حوالوں سے آ رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے روضہ میں دفن ہوں گے جبکہ مرزا قادیانی جس طرح غلاظت میں مرا اور قادیان میں دفن ہوا سب کو معلوم ہے۔

پندرہویں علامت: مسیح موعود علیہ السلام خراج ختم کردیں گے

مسند احمد کے حوالے سے جو حدیث 20 ابھی گزری اس میں یَضَعُ الخَرَاجَ ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام تشریف لا کر خراج ختم کر دیں گے خراج کفار کی زمینوں پہ اسلامی گورنمنٹ کی طرف سے لگنے والا ٹیکس ہے آپ کے زمانہ میں کفار ہی نہ رہیں گے جیسے ابوداوٗد شریف کی حدیث ہے یُهْلِكُ اللهُ فی زمانه الْمِلَلَ كلها الا الاسلام۔ اللہ ان کے زمانہ میں اسلام کے سوا سب ادیان مٹا دے گا۔ جب کوئی کافر ہی نہ ہوگا تو خراج کہاں سے آئے گا اس لئے آپ اس کے خاتمہ کا اعلان فرما دیں گے۔ اس سے قبل مذکور احادیث میں آپ کا جزیہ ختم کرنا بیان ہوا۔ جزیہ اور خراج میں یہ فرق ہے کہ جزیہ کفار کے اموال منقولہ پر لگتا ہے اور خراج اموال غیر منقولہ پر، یہ اسی طرح ہے جیسے مسلمانوں پر زکوٰۃ اور عشر ہے۔ دوسرے لفظوں میں جزیہ INCOME TAX ہے اور خراج PROPERTY TAX۔

اس سے مزید واضح ہو گیا کہ جزیہ اور خراج دونوں کا ختم ہو جانا سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول ہی کے وقت ہوگا ابھی تو دنیا میں کفار ہی زیادہ ہیں۔ لہٰذا مرزا غلام احمد قادیانی کا خود کو مسیح موعود کہنا ایسی غلط بات ہے کہ بچے بھی سن کر ہنس پڑیں۔

حدیث 23 تا 24: نزول مسیح موعود علیہ السلام سے قبل قتال روم، فتح قسطنطنیہ وخروج دجال

حدیث 23: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی تا آنکہ رومی لشکر مقام اعماق یا دابق میں اترے گا۔ ان کے مقابلہ میں مدینہ طیبہ سے لشکر نکلے گا وہ لوگ اس وقت روئے زمین پر سب سے افضل

ہوں گے جب دونوں لشکر بالمقابل صف آراء ہوں گے تو اہل روم کہیں گے: جن لوگوں نے ہمارے لوگ گرفتار کئے تھے انہیں ہمارے حوالے کیا جائے تا کہ ہم ان کا خاتمہ کریں۔ مسلمان کہیں گے: نہیں، اللہ کی قسم، ہم اپنے بھائیوں کو تمہارے حوالے نہیں کریں گے، تب ان کی لڑائی شروع ہو جائے گی، لشکرِ اسلام کا ایک تہائی حصہ راہ فرار اختیار کر جائے گا اللہ ان کی توبہ کبھی قبول نہیں کرے گا (توبہ کی توفیق نہیں دے گا) ایک تہائی حصہ شہید کر دیا جائے گا وہ اللہ کے ہاں سب سے افضل شہید ہوں گے اور ایک تہائی حصہ کو فتح نصیب ہوگی پھر وہ کبھی آزمائش میں نہ پڑیں گے۔ یہ لوگ قسطنطنیہ کو فتح کریں گے۔ ابھی یہ لوگ مال غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے اور تلواریں زیتون کے درختوں سے لٹکا رکھی ہوں گی کہ اچانک شیطان ان میں چیخ لگائے گا: اے لوگو! تمہارے پیچھے مسیح دجال ظاہر ہو گیا ہے تو وہ لوگ اس کے مقابلہ میں نکل کھڑے ہوں گے، مگر یہ بات جھوٹ ہوگی (ابھی دجال ظاہر نہیں ہوا ہو گا) جب یہ لوگ شام پہنچیں گے تو دجال واقعتاً ظاہر ہو چکا ہوگا۔

آگے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَبَيْنَا هُمْ يَعُدُّوْنَ لِلْقِتَالِ يُسَوُّوْنَ الصُّفُوفَ اِذْ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَيَنْزِلُ عِيْسٰى بنُ مَرْيَمَ صلّى الله عليه وسلم فَاَمَّهُمْ۔

جب یہ لوگ جنگ کے لئے تیاری میں ہوں گے صف بندی کر رہے ہوں گے کہ نماز کھڑی کی جائیگی۔ (اقامت کہی جائیگی) تب حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اللہ ان پر درود و سلام اتارے، نازل ہو جائیں گے اور ان کی قیادت و سیادت کریں گے۔

اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دشمن خدا (دجال) دیکھے گا تو یوں پگھلنے لگے گا جیسے پانی میں نمک پگھلتا ہے۔ اگر آپ اسے

چھوڑ دیں تو وہ از خود پگھلتے پگھلتے ہلاک ہو جائے گا مگر آپ اسے اپنے ہاتھ سے قتل کریں گے اور لوگوں کو اپنے نیزے پر اس کا خون دکھائیں گے۔
(مسلم شریف کتاب الفتن واشراط الساعۃ جلد دوم صفحہ 388 مطبوعہ کراچی)

حدیث 24: امام حاکم نے مستدرک میں اسی مضمون کی حدیث روایت کی ہے، جس کے بعض الفاظ مختلف ہیں جو مضمون کو مزید واضح کرتے ہیں۔ مثلاً اس میں ہے:

اِذْ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ صَلٰوةُ الصُّبْحِ فَيَنْزِلُ عِيسٰى بنُ مَرْيَمَ۔

جب نماز فجر کھڑی کی جائے گی تو حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہو جائیں گے۔
(مستدرک للحاکم جلد چہارم صفحہ 529 حدیث 8486 مطبوعہ دار الکتب)

تشریح حدیث:

مسلم شریف اور مستدرک کی ان دونوں حدیثوں میں حتّٰی تنزل الروم میں روم سے قسطنطنیہ کا علاقہ مراد ہے جو آج کل ترکیہ کا حصہ ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ مبارک میں یہ رومی سلطنت کا حصہ تھا قیصر روم کا مشرقی دار الخلافہ تھا۔ قیصر روم نے نہایت وسیع سلطنت کو سنبھالنے کے لئے دو جگہ دار الخلافہ بنا رکھا تھا مغرب میں یونان اور مشرق میں قسطنطنیہ، سال کا نصف حصہ وہ یونان چلا جاتا اور نصف حصہ قسطنطنیہ آجاتا۔ چونکہ زمانہ نبویہ میں قسطنطنیہ والوں کو اہل روم ہی کہا جاتا تھا۔ اس لئے حدیث میں تنزل الروم فرمایا گیا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

اور حتی تنزل الروم بالاعماق او بدابق میں آعماق اور دابق حدود شام میں دمشق اور حلب کے قریب دو بستیاں ہیں۔ ملا علی قاری نے المرآت میں اور امام نووی نے شرح مسلم میں اسی پر جزم کیا ہے اور اسی کو جمہور کا قول بتایا ہے۔ بعض نے اس سے مدینہ طیبہ کے قریب دو بستیاں مراد لی ہیں مگر ملا علی قاری

کے نزدیک یہ ضعیف ہے۔

حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانہ میں جب مسیح موعود بن کر آئیں گے تو اس سے قبل قسطنطنیہ مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکل کر کفار کے پاس جا چکا ہوگا۔ یہ کفار قسطنطنیہ سے بڑھ کر مسلمانوں کے اگلے علاقوں حدود شام پر حملہ کریں گے۔ تب ان کا راستہ روکنے کے لئے مدینہ طیبہ سے ایک عظیم الشان اسلامی لشکر روانہ ہوگا۔ دیگر احادیث کے مطابق وہ لشکر حضرت امام مہدی جو آخر زمانہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل مبارک سے پیدا ہوں گے، کی کمان میں ہوگا وہ اس کے امیر ہوں گے۔ مدینہ طیبہ میں ایک بڑا بلویٰ اور خون خرابہ ہوگا۔ امام مہدی اس وقت مدینہ طیبہ میں ہوں گے وہ بھاگ کر مکہ مکرمہ جائیں گے وہاں حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان ان کے ہاتھ پر بیعت ہوگی ایک فرشتہ پکار کر کہے گا یہ ہیں امام مہدی۔ ان کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا تو وہ اپنی جماعت کے ساتھ مدینہ طیبہ واپس آئیں گے یہاں یہ بڑا لشکر بن جائے گا اور لشکرِ کفار قسطنطنیہ سے لڑنے کو روانہ ہوگا۔ امام سیوطی علیہ الرحمہ کے الحاوی للفتاویٰ میں اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ ''العرف الوردی فی اخبار المھدی'' شامل ہے جس میں مذکور احادیث کا خلاصہ یہی ہے کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ یہ لشکر لے کر شام جائیں گے اور کفار سے گھسان کی جنگ ہوگی پہلے روز کی جنگ میں اسلامی لشکر کا تہائی حصہ فرار کر جائے گا جیسا کہ حدیث مسلم کے الفاظ ہیں۔ اگلے دن ایک تہائی مسلمان شہید ہو جائیں گے، پھر تیسرے دن کی لڑائی میں آخری تہائی حصہ کو ان کی ثابت قدمی و استقلال کی وجہ سے فتح عطا فرمائی جائے گی اس سے ان کو اتنا حوصلہ ہوگا کہ وہ بڑھ کر قسطنطنیہ پر حملہ کریں گے اور اسے کفار کے قبضہ سے آزاد کروالیں گے۔

امام ابونعیم نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہارے اور اہل روم کے درمیان چار بار لڑائی ہوگی اور تمہارا امیر اس وقت میری اولاد میں سے مہدی ہوگا جس کی عمر چالیس برس ہوگی چہرہ چمکتے ستارے کی مانند ہوگا۔ خطیب نے ''المتفق والمتفرق'' میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اہل روم میری عترت (اولاد) میں سے ایک والی (سالارِ لشکر) کے ساتھ جنگ کریں گے جس کا نام میرے نام والا ہوگا، ان کی لڑائی مقام عماق میں ہوگی (اسی کو حدیث مسلم میں اعماق کہا گیا ہے) یہ لڑائی جاری رہے گی مسلمان لڑائی جاری رکھیں گے تا آنکہ قسطنطنیہ فتح کرلیں گے۔ اس کے بعد وہ ابھی مال غنیمت کی تقسیم میں مصروف ہوں گے کہ پکارنے والا پکارے گا تمہاری اولادوں کے درمیان تمہارے پیچھے دجال ظاہر ہوگیا ہے۔

(الحاوی للفتاویٰ جلد دوم صفحہ 63 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ سن طباعت 1421ھ)

الغرض امام مہدی رضی اللہ عنہ یہاں سے دجال کی طرف توجہ کریں گے آخر دمشق میں دجال سے آمنا سامنا ہوگا۔ آپ فجر کی نماز کے لئے کھڑے ہوں گے اقامت کہی جا چکی ہوگی (ابھی نماز شروع نہ ہوئی ہوگی) کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسلامی لشکر میں آسمان سے نازل ہوں گے اور گزشتہ احادیث میں گزر چکا ہے کہ انہیں نماز کی امامت کے لئے کہا جائے گا مگر وہ انکار کریں گے اور ابن ابی شیبہ نے مصنف میں امام ابن سیرین سے روایت کیا کہ مہدی اس امت سے ہیں اور یہ وہی ہیں جو حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو نماز پڑھائیں گے۔ اور ابونعیم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مِنَّا الَّذِیْ یُصَلِّی عیسٰی بنُ مَرْیَمَ خَلْفَہٗ۔ ہم اہل بیت میں سے وہ

شخص بھی آئے گا جس کے پیچھے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نماز پڑھیں گے۔

ان تمام احادیث سے ایک بار پھر واضح ہو گیا کہ آنے والے مسیح موعود کا نام جو آخر زمانہ میں اسلام کو غالب کرے گا، حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نہیں ہے۔ مسلم شریف کی حدیث میں بھی فینزل عیسی بن مریم آیا۔ مستدرک کی حدیث میں بھی یہی الفاظ آئے باقی احادیث میں بھی یہی نام بار بار آ رہا ہے۔ بہر حال ان احادیث میں درج ذیل علامات مسیح موعود ثابت ہوئیں۔

سولہویں علامت: نزول عیسیٰ علیہ السلام سے قبل قسطنطنیہ کفار سے آزاد کرایا جائیگا

یہ احادیث بتا رہی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب مسیح موعود بن کر اتریں گے تو اس سے کچھ عرصہ قبل قسطنطنیہ کو جو کفار کے قبضہ میں جا چکا ہو گا امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں آزاد کرایا جائے گا۔ پھر انہی امام مہدی کے پیچھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز بھی پڑھیں گے اور دونوں مل کر دجال کو قتل کریں گے۔ ادھر ترمذی اور ابو داؤد دونوں میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عظیم جنگ اور فتح قسطنطنیہ اور خروج دجال تینوں واقعات آٹھ ماہ میں واقع ہوں گے۔ اس سے بھی ثابت ہو گیا کہ فتح قسطنطنیہ نزول حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام سے کچھ ہی قبل ہو گا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا اس نشانی سے دور کا بھی تعلق نہیں

اس کے دور میں قسطنطنیہ خلافت عثمانیہ کا پایہ تخت تھا۔ پھر 1940ء کی جنگ عظیم دوم میں خلافت کا خاتمہ ہوا اور کمال اتاترک نے جدید ترکی کی بنیاد رکھی۔ اس وقت جدید ترکی میں اسی قسطنطنیہ کو استنبول کہا جاتا ہے۔ اب بھی ترکی ایک مسلم

ریاست ہے کفار کا اس پر قبضہ نہیں ہوا۔ تاہم حالات کچھ ایسے بنتے جارہے ہیں کہ ترکی حکمران آہستہ آہستہ اسلام سے دور ہورہے ہیں اگر یہی رفتار جاری رہی تو ایسا وقت آسکتا ہے کہ ترکی غیروں کے مکمل کنٹرول میں چلا جائے اور حدیث کے مطابق قیامت سے قبل ایسا ضرور ہوگا۔ تب امام مہدی اسے فتح کریں گے پھر دجال ظاہر ہو گا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے تو کہاں مرزا قادیانی کہاں یہ نشانی۔ اس لئے ابھی مسیح موعود کا نامہ نہیں آیا۔

سترہویں علامت: نزول مسیح سے قبل خروجِ دجال ضروری ہے

ان احادیث سے یہ بھی معلوم ہورہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے قبل دجال ظاہر ہو چکا ہوگا۔ دجال کون ہے۔ کیسا ہے اس پر حدیث میں بہت تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے آئندہ احایث میں اس کے خدوخال خوب واضح ہو جائیں گے۔ اس کے ماتھے پر ''کافر'' لکھا ہوگا۔ اس کے حکم سے بارش برسنے لگے گی، کھیتیاں اُگ آئیں گی، اس کے ساتھ دو نہریں ہوں گی، ایک آگ کی دوسری پانی کی، وہ خود کو خدا کہلوائے گا اپنے ماننے والوں کو پانی کی نہر میں ڈالے گا اور نہ ماننے والوں کو آگ کی نہر میں۔ مگر اس کی آگ دراصل پانی ہوگا اور پانی اصل میں آگ، وغیرہ ذٰلك۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسے قتل کریں گے۔

یقیناً ابھی دنیا میں ایسی کوئی بلا ظاہر نہیں ہوئی اور یہ علامت ابھی ناپید ہے۔ اس لئے مرزا قادیانی کا خود کو مسیح موعود کہنا بڑا جھوٹ ہے۔ اگر وہ مسیح موعود تھا تو اس نے ایسی کون سی بلا کو قتل کیا تھا۔ تاہم مرزا قادیانی نے خود پر مسیح موعود کا لیبل لگانے کے لئے کبھی پادری آتھم کو دجال کہا، کبھی پادریوں کے گروہ کو دجال بنایا، کبھی مرزا

کی مخالفت کرنے والے علماء کو دجال قرار دیا۔ اور کہا کہ میں دلائل کی تلوار سے ان کا قتل کررہا ہوں لہٰذا میں مسیح موعود ہوں، مگر یہ سب دھوکے بازیاں تھیں جس طرح کے دجال کے ظہور کی نبی اکرم ﷺ نے پیش گوئی کی ہے وہ آئندہ احادیث میں واضح ہو جائے گا اور اسے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہی قتل کریں گے۔ علماء دین یا عیسائی پادریوں کو دجال کہنا اور دلائل کی تلوار سے انہیں قتل کرنے کا دعویٰ بس ایک چکر ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ حضرت عیسیٰ اسے اپنے ہاتھ سے قتل کریں گے اور اپنے نیزے پر اس کا خون دکھائیں گے جیسے کہ ابھی حدیث مسلم گزری۔ اس کے باوجود مرزا قادیانی کا اپنے مخالفین کو دجال قرار دے کر انہیں دلائل سے قتل کرنے کا دعویٰ کرنا ارشاد مصطفیٰ ﷺ کی صاف تحریف ہی ہوسکتی ہے۔

حدیث 25: پہلے دجال ظاہر ہوگا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے مشرق میں اتریں گے اور اسے قتل کرینگے، پھر یاجوج وماجوج نکلیں گے، پھر ان کی ہلاکت کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام حکومت کرینگے

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک صبح دجال کا ذکر کیا آپ نے اسے کبھی اونچا کبھی نیچے کیا۔ (کبھی ہمیں احساس ہوا کہ دجال بہت خطرناک چیز ہے کبھی محسوس ہوا کہ کچھ بھی نہیں) تا آنکہ ہم نے سمجھا دجال یہیں کھجور کے درختوں میں چھپا ہے۔ ہم اُدھر کو دوڑے تو نبی اکرم ﷺ ہمارا خوف جان گئے اور پوچھا کیا بات ہے تمہیں؟ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے دجال کا ذکر کیا۔ تا آنکہ ہم نے اسے کھجور کے درختوں میں موجود تصور کیا۔ آپ نے فرمایا: مجھے دجال کے سوا چیزیں تمہارے متعلق زیادہ خوفناک لگتی

ہیں۔ اگر دجال کے ظاہر ہونے پر میں تمہارے درمیان موجود ہوا تو میں تمہارے سامنے اس کا مقابلہ کروں گا اگر اس کے ظہور پر میں تمہارے درمیان نہ ہوا تو ہر شخص اپنا خود دفاع کرے۔ اور اللہ میری جگہ ہر مسلمان کا نگہبان ہے۔ بے شک دجال ایک نوجوان ہے، اس کے بال گھنگھریالے ہیں، اس کی ایک آنکھ بند ہے، میں اسے عبد عزیٰ بن قطن سے تشبیہ دیتا ہوں (اس کا ہم شکل قرار دیتا ہوں) جو تم میں سے اسے پائے اس پر سورۃ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے (تا کہ اس کے شر سے بچ جائے) وہ شام و عراق کے درمیان ایک راستہ سے نکلے گا، دائیں بائیں فساد بپا کرے گا۔ اے اللہ کے بندو! تم ثابت قدم رہنا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ زمین میں کتنی مدت ٹھہرے گا؟ فرمایا: چالیس دن۔ پہلا دن ایک سال کا ہوگا، دوسرا ایک مہینے کا، تیسرا ایک ہفتے کا اور باقی سارے دن عام دنوں کی طرح، ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! جو دن ایک برس کے برابر ہوگا۔ کیا اس میں ہمیں ایک دن کی (پانچ) نمازیں ہی کافی ہوں گی؟ فرمایا: نہیں، تم اس کے لئے اندازہ کر لینا۔ (ہر چوبیس گھنٹوں میں پانچ نمازیں ادا کر لینا) ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! وہ زمین میں کس تیزی سے چلے گا؟ فرمایا: بادل کی طرح جیسے ہوا گھماتی ہے۔ وہ ایک قوم پر پہنچے گا۔ انہیں (اپنی ربوبیت کی) دعوت دے گا وہ اس کی بات مان لیں گے وہ آسمان کو حکم دے گا تو وہ ان پر بارش برسائے گا زمین کو حکم کرے گا تو وہ سبزہ اُگا دے گی۔ ان کے جانور چرنے جائیں گے تو خوب توانا ہو کر دودھ سے بھر کر اور خوب سیر شکم ہو کر واپس لوٹیں گے (کیونکہ زمین پر خوب ہریالی ہوگی) پھر وہ دوسری قوم پر پہنچے گا، انہیں اپنی دعوت دے گا وہ اس کا انکار کریں گے تو اس کے واپس لوٹتے ہی وہ لوگ قحط زدہ ہو جائیں گے سب مال مویشی مر جائیں گے۔ وہ بنجر زمین پر سے

گزرے گا تو اسے حکم دے گا اے زمین اپنے خزانے اُگل دے تو اس کے خزانے اس کے پیچھے یوں دوڑے آئیں گے جیسے شہد کی مکھیاں کسی کا پیچھا کرتی ہیں۔

پھر وہ ایک بھر پور نوجوان کو بلوائے گا اور تلوار کے وار سے اس کے دو ٹکڑے کردے گا جو دور دور جا گریں گے پھر اسی نوجوان کو پکارے گا تو وہ ہنستا مسکراتا اٹھ کر آجائے گا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ بَعَثَ اللهُ الْمَسِيحَ بنَ مَرْيَمَ فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرَقِيِّ دَمِشْقٍ بَيْنَ مَهْرُوذَتَيْنِ وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلٰى اَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ۔ دجال اسی حالت میں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کو بھیج دے گا۔ وہ دمشق کے مشرق میں سفید منارہ کے پاس اتریں گے۔ انہوں نے دو زعفرانی چادریں پہنی ہوں گی اور دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوں گے۔

اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا طَأْطَأَ رَأْسَهٗ قَطَرَ وَاِذَا رَفَعَهٗ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤلُؤِ فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيحَ نَفْسِهٖ اِلَّا مَاتَ وَنَفْسُهٗ يَنْتَهِي حِيْنَ يَنْتَهِي طَرْفُهٗ فَيَطْلُبُهٗ حَتّٰى يُدْرِكَهٗ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلُهٗ۔ جب وہ سر جھکائیں گے تو اس سے قطرے گریں گے اور جب سر اٹھائیں گے تو اس سے موتیوں جیسے قطرے برسیں گے جو بھی کافر ان کے سانس کی ہوا پائے گا مر جائے گا اور آپ کا سانس وہاں تک جائے گا جہاں تک آپ کی نظر جائے گی۔ تب آپ دجال کا پیچھا کر کے اسے قتل کریں گے۔

اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک قوم آئے گی جنہیں اللہ نے مسیح دجال سے محفوظ رکھا ہوگا۔ آپ ان کے چہرے صاف

کریں گے اور انہیں جنت میں ان کے درجات بتائیں گے، اس کے بعد اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائے گا (اس وحی سے الہام مراد ہے کیونکہ وحی نبوت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ختم ہو چکی ہے) کہ میں نے اپنے کچھ بندے ظاہر کئے ہیں جن سے مقابلہ کی کسی میں تاب نہیں آپ میرے (مومن) بندوں کو لے کر کوہ طور پر چڑھ جائیں (تاکہ وہ ان کی چیرہ دستی سے بچ جائیں) تب اللہ یاجوج و ماجوج کو ظاہر کرے گا تو وہ ہر اونچائی پر سے لپکتے آئیں گے ان کا پہلا گروہ بحیرہ طبریہ پر گزرے گا اور سارا پانی پی جائے گا، پھر دوسرا گروہ گزرے گا تو کہے گا: یہاں کبھی پانی ہوتا ہوگا۔

ایسے میں اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی گھبرا جائیں گے تا آنکہ ایک بیل کا سر ان کے لئے اتنا قیمتی ہوگا جتنا آج سو دینار ہے۔ تب اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اللہ کے حضور گڑگڑا کر دعا کریں گے تو اللہ یاجوج و ماجوج کی گردنوں میں ایک پھوڑا پیدا کر دے گا جس سے وہ سارے یوں یکدم مر جائیں گے جیسے ایک آدمی اچانک مر جائے۔ پھر اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی (طور سے) زمین کی طرف اتریں گے تو زمین میں بالشت بھر بھی ایسی جگہ نہ پائیں گے جو یاجوج و ماجوج کی گلی سڑی لاشوں اور ان کی بدبو سے خالی ہو، تب اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اللہ سے رجوع کریں گے تو اللہ اونٹوں کی سی لمبی گردنوں والے پرندے بھیجے گا جو انہیں اللہ کے حکم کے مطابق کہیں پھینک آئیں گے پھر اللہ ایسی بارش بھیجے گا جو آباد و بے آباد ہر جگہ پر پڑے گی اور زمین کو دھو کر شیشے کی طرح صاف کر دے گی۔

پھر زمین سے کہا جائے گا کہ اپنا سبزہ اُگا اور اپنی برکتیں واپس لا۔ تب ایک انار ایک جماعت کے لئے کافی ہوگا اور وہ انار کے چھلکے کے سائے میں بیٹھ سکیں

گے (اتنا بڑا ایک انار ہو گا) اور اللہ تعالیٰ اس وقت دودھ میں برکت ڈالے گا تا آنکہ ایک دودھ والی اونٹنی ایک بڑے لشکر کو کافی ہوگی اور ایک شیر دار گائے ایک قبیلے کے لئے کافی ہوگی اور ایک شیر دار بکری ایک جماعت کو سیر کر دے گی۔

اسی عالم میں اللہ ایک خوشگوار ہوا بھیجے گا جو لوگوں کے بازوؤں کے نیچے سے گزرے گی اور ہر مومن اور مسلم کی روح قبض کر لے گی تب شریر ترین لوگ دنیا میں رہ جائیں گے جو گدھوں کی طرح سرعام ایک دوسرے سے مباشرت کرتے پھریں گے پھر انہیں پر قیامت قائم ہوگی۔

(مسلم شریف کتاب الفتن جلد دوم صفحہ 401 تا 402 مطبوعہ کراچی)

حدیث 26: امام ابن ماجہ نے اپنی سنن کی کتاب الفتن میں اسی مضمون کی ایک طویل حدیث روایت کی ہے جس کے بعض الفاظ اس سے مختلف ہیں۔ مثلاً عینہ طافئۃ اس کی ایک آنکھ بند ہے کی جگہ عینہ قائمۃ ہے یعنی دجال کی ایک آنکھ کھڑی ہے (بے نور اور دیکھنے سے معذور ہے)۔

(ابن ماجہ کتاب الفتن باب فتنۃ الدجال وخروج عیسیٰ صفحہ 2723)

حدیث 27: مسند احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 181 میں ایسی ہی ایک لمبی حدیث مذکور ہے جس کے الفاظ مختلف ہیں مثلاً مسلم میں فیأتی علی القوم تھا۔ اس میں فَيَمُرُّ بِالْحَيِّ ہے۔ اور محدثین کا طریقہ ہے کہ وہ ایک لفظ کے اختلاف یا سند کے ایک راوی کے اختلاف سے بھی نئی حدیث وارد کر دیتے ہیں اس لئے ہم بھی اسے علیحدہ حدیث شمار کر رہے ہیں۔

حدیث 28: حاکم نے مستدرک میں دو صفحات پر پھیلی ہوئی اسی مضمون پر مشتمل حدیث روایت کی ہے۔ آخر میں کہا ہے یہ شیخین کی شرط پر صحیح ہے مگر اسے

انہوں نے روایت نہیں کیا۔ اگرچہ مضمون وہی ہے مگر بعض الفاظ مختلف ہیں اس لئے امام حاکم نے اسے شیخین کی مروی حدیث نہیں قرار دیا۔ اس میں لحیتہٗ قائمۃ ہے شائد یہ کاتب کی سہو ہے اصل میں عینہٗ قائمۃ ہے جیسے ابن ماجہ میں ہے۔

حدیث29: ترمذی شریف کتاب الفتن میں بھی اسی مضمون کی لمبی حدیث ہے۔

یہ طویل تر حدیث سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دنیا میں دوبارہ آمد کے احوال پر بہت تفصیلی روشنی ڈالتی ہے اور اس حدیث نے مرزائی فتنہ کا مکمل صفایا کر دیا ہے۔ مرزا قادیانی نے مسیح موعود بننے کی کوشش کی اور وہ نشانیاں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائیں انہیں مرزا نے خود پر چسپاں کرنے کی ناکام کوشش کی مگر اس حدیث نے اس کی سب امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ اب ہم اس حدیث سے مسیح موعود کی جو علامات ثابت ہوتی ہیں مختصراً ذکر کرتے ہیں۔

اٹھارویں تا اکتیسویں علامت: کیسے دجال کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل کرینگے

دجال کو ان احادیث کے مطابق حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہو کر قتل کریں گے اس کی یہ علامات زبان رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائیں ہیں:

(18) وہ ایک نوجوان ہوگا۔

(19) اس کے بال گھنگریالے ہوں گے۔

(20) اس کی ایک آنکھ بند ہوگی۔

(21) اس کی شکل عبدالعزیٰ بن قطن جیسی ہوگی۔ (یہ دور جاہلیت کا ایک کانا یہودی تھا۔ امام نووی)۔

(22) وہ عراق اور شام کے درمیان کسی راستہ سے ظاہر ہوگا۔

(23) دائیں بائیں فساد پھیلاتا پھرے گا۔
(24) اس کے سامنے سورہ کہف کی پہلی آیات پڑھنے والا اس کے شر سے محفوظ ہوجائے گا۔
(25) وہ چالیس دن زمین پر رہے گا مگر پہلا دن ایک سال کے برابر ہوگا (سائنسی زبان میں سورج یا زمین کی رفتار اتنی آہستہ کردی جائے گی کہ چوبیس گھنٹوں میں گزرنے والا ایک دن ایک سال میں گزرے گا اور چوبیس گھنٹے آٹھ ہزار چھ سو چالیس (8640) گھنٹوں کے برابر ہوجائیں گے)
(26) اس کا دوسرا دن ایک مہینہ کے برابر ہوگا (اور چوبیس گھنٹے سات سو بیس (720) گھنٹوں میں گزریں گے)
(27) اس کا تیسرا دن ایک ہفتہ کے برابر ہوگا، گویا چوبیس گھنٹے ایک سو اٹھاسٹھ (168) گھنٹوں پر پھیل جائیں گے۔
(28) ان دنوں میں مسلمان حکم رسول ﷺ کے مطابق پانچ نمازیں اندازے سے پڑھیں گے یعنی ہر چوبیس گھنٹوں میں پانچ نمازیں اتنے اتنے وقفہ سے ادا کرلیں گے جتنا عموماً پانچ نمازوں کے درمیان ہوتا ہے۔ اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے ان علاقوں میں جہاں بعض نمازوں کا وقت پیدا ہی نہیں ہوتا اندازے سے نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے جیسے ناروے میں گرمیوں کے دنوں میں سورج ڈوبتا ہی نہیں۔ خود برطانیہ میں جہاں بیٹھ کر یہ کتاب لکھی جارہی ہے۔ ہر سال 13 مئی سے 31 جولائی تک رات کو شفق ابیض غروب ہی نہیں ہوتا اور اسی میں فجر طلوع ہوجاتی ہے یعنی نماز عشاء کا وقت مذہب امام اعظم رحمہ اللہ پر پیدا ہی نہیں ہوتا۔ چنانچہ اسی حدیث کے مطابق اندازے سے مغرب وعشاء اور عشاء وفجر میں حد

فاصل قائم کی جاتی ہے۔

(29) دجال کی رفتار تیز سواری ہوا کے دوش پر چلنے والے بادل کی مانند ہوگی۔

(30) جو لوگ اسے (رب) مان لیں گے وہ آسمان کو حکم کرے گا تو ان پر آسمان بارش برسائے گا اور زمین سبزہ اگائے گی، جو اس کی دعوت قبول نہیں کریں گے ان کی دنیا اسی وقت برباد ہو جائے گی سب مال و اسباب تباہ ہو جائیں گے۔

(31) وہ جسے چاہے مار دے گا اور مار کر پھر زندہ کر دے گا۔

جب ان تمام علامات والا دجال دنیا میں آئے گا تب حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام دنیا میں نازل ہوں گے اور اسے قتل کریں گے اور یہ کس جاہل کو معلوم نہیں کہ ابھی دنیا میں ایسی علامات والا دجال ظاہر نہیں ہوا۔ لہٰذا مرزا غلام احمد قادیانی کا خود کو مسیح موعود کہنا کیا نری جعل سازی نہیں ہے؟

مرزا قادیانی کا پادریوں کو دجال اور ریل گاڑی کو دجال کا گدھا بتانا

مرزا قادیانی پر خود کو مسیح موعود قرار دینے کی دھن سوار تھی تو اس نے اپنے زمانہ کے پادریوں کو دجال قرار دیا اور بتایا کہ اس نے دلائل کی تلوار سے ان کا خاتمہ کر دیا ہے۔ دیکھئے اس کی کتابیں حقیقۃ الوحی مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 44۔ 297۔254۔497۔ نور الحق مندرجہ روحانی خزائن 8 صفحہ 77۔ 83۔ 80۔ 82۔ سرّ الخلافہ مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 324۔368۔

مرزا قادیانی نے ریل گاڑی (TRAIN) کو دجال کا گدھا قرار دیا جو ایک سال کا سفر ایک ماہ میں اور ماہ کا سفر ایک دن میں طے کر جاتی ہے (سرّ الخلافہ صفحہ 368) مگر کوئی بتائے یہ ساری دنیا بشمول مرزائی جماعت جو آج تک ریل گاڑی پر

سفر کرتی پھرتی ہے دجال ہے؟ خود مرزا قادیانی اسی پر سفر کرتا تھا۔ اس کی میت بھی "دجال کے اسی گدھے" پر لاد کر لاہور سے قادیان لے جائی گئی۔

حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی جماعت کو دھوکہ دیا اور ان سے خود کو مسیح موعود منوالیا۔ جب حدیث مصطفیٰ ﷺ جو مسلم شریف سے مستدرک تک متعدد کتب میں مروی ہے دجال کی مذکورہ بالا نشانیاں بتارہی ہیں اس کے بعد پادریوں کو دجال بتانا کس قدر دھوکہ دہی ہے کیا سب پادری نوجوان ہوتے ہیں؟ کیا وہ سب گھنگریالے بالوں والے ہوتے ہیں؟ کیا سب ایک آنکھ والے ہوتے ہیں؟ کیا وہ سب عراق و شام کے درمیان کسی راستہ سے ظاہر ہوتے ہیں؟ کیا وہ سب رب ہونے کے دعویدار ہیں کیا ان کے حکم سے آسمان بارش برساتا اور زمین فصل اگا دیتی ہے؟ اور کیا سارے پادری یہ طاقت رکھتے ہیں کہ جسے چاہیں مار دیں اور پھر زندہ کر دیں؟ اور کیا مرزا قادیانی کی کوششوں سے سب پادری دنیا سے ختم ہو گئے۔ اب دنیا میں کوئی پادری نہیں رہا؟

میں کہتا ہوں خود مرزا قادیانی کے زمانہ میں پادریوں کو جیسی عبرت ناک شکست مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی علیہ الرحمہ نے دی تھی اس کی تاریخ اسلام میں مثال نہیں ملتی۔ اور مسلمانوں میں ان کی اس قدر پذیرائی ہوئی کہ انہیں خلافت اسلامیہ کے تاجدار سلطانِ ترکی نے ہندوستان سے استنبول بلوایا اور ان پر انعامات کی بارش کر دی۔ اس کے برعکس مرزا قادیانی نے پادریوں کو جلانے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مریم بتول رضی اللہ عنہا کو نعوذ باللہ گالیاں دیں اور اپنے سر پہ کفر کا پہاڑ اٹھالیا۔ اور دعویٰ یہ کیا کہ میں نے دلائل کے تلوار سے پادریوں کو شکست دے کر دجال کو قتل کر دیا ہے لہٰذا میں مسیح موعود ہوں۔ حیرت ہے کیا گالیاں دینے کا نام

دلائل ہے اور اگر کوئی اور شخص عیسائیت کے رد میں دلائل پر مشتمل مضبوط کتابیں لکھتا ہے تو کیا وہ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کرسکتا؟ پھر مرزا قادیانی کی کیا تخصیص رہی مگر جب تک یہ حدیثیں موجود ہیں امت محمدیہ گمراہ نہیں ہوسکتی اور کسی جھوٹے مکار شخص کو مسیح موعود نہیں جان سکتی۔

بتیسویں علامت: حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے مشرق میں سفید منارہ کے پاس اتریں گے

مسلم شریف، ابن ماجہ، ترمذی، مسند احمد بن حنبل، مستدرک اور دیگر کتب حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ الفاظ بار بار وارد ہو رہے ہیں **فینزل عند المنارة البیضاء شرقیّ دَمِشق** کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام دمشق کے مشرق میں سفید منارہ کے پاس اتریں گے۔ اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے بیت المقدس میں اتریں گے اور بیت المقدس دمشق سے مشرق ہی میں واقع ہے تو یہی معنی ہوا کہ آپ مسجد بیت المقدس کے منارہ کے پاس اتریں گے۔ دمشق کے مشرق میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا منارہ کے پاس اترنا صاف بتا رہا ہے کہ وہ آسمان سے اتریں گے۔ اگر دنیا میں پیدا ہونے والے کسی شخص کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بطور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام تعبیر کیا ہوتا تو دمشق کے مشرق میں کسی منارہ کے پاس ان کا نازل ہونا بیان نہ کیا جاتا اب مرزا غلام احمد قادیانی کی حالت پر غور کرنا چاہئے کہ اس کا دمشق کے مشرق میں کسی منارہ کے پاس نازل ہونے سے کیا تعلق ہے۔ کیا وہ دمشق میں پیدا ہوا تھا؟ کیا وہ زندگی میں کبھی دمشق گیا؟ کیا اس نے کبھی دمشق دیکھا؟ جب اس کا دمشق سے کوئی تعلق ہی نہیں تو اس کا خود کو حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اور مسیح موعود

قرار دینا کس قدر فضول بات ہے۔

مرزا قادیانی کا قادیان کو دمشق قرار دینا

مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے مگر خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے اور اس بات پر شاہد ہے کہ اس نے قادیان کو دمشق سے مشابہت دی ہے اور ان لوگوں کی نسبت یہ فرمایا ہے کہ یہ یزیدی الطبع ہیں اور یہ بھی مدت سے الہام ہو چکا ہے کہ انا انزلناہ قریباً من القادیان اس عاجز کی سکونتی جگہ قادیان کے مشرقی کنارہ پر ہے منارہ کے پاس۔ (ازالہ اوھام مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 138 مطبوعہ لندن)

مرزا قادیانی کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ قادیان کے باشندے یزیدی فطرت کے لوگ ہیں جیسے دمشقی لوگوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ سے بے وفائی کی تھی۔ قادیان کے لوگ مجھ سے بے وفائی کر رہے ہیں اور میرا گھر بھی قادیان کے مشرقی کنارہ پر ہے۔ اس لئے احادیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے آنے والا حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کہا ہے اور قادیان کو دمشق قرار دیا ہے۔ اور میں قادیانی دمشق کے مشرقی کنارہ پر رہتا ہوں اس لئے حدیث رسول کا مصداق ہوں۔ اندازہ کریں ایسی لچر اور بے ہودہ تاویلات سے ہر کوئی خود کو حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اور مسیح موعود قرار دے سکتا ہے صرف مرزا قادیانی کی کیا تخصیص ہے۔ مثلاً کوئی شخص لاہور سے اٹھ کر کہے گا کہ میں مسیح موعود ہوں اور لاہور کو دمشق سے تشبیہ دی گئی ہے، اس طرح ہر کوئی خود کو مسیح موعود کہہ سکتا ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام منارہ کے پاس اتریں گے۔ آخر مرزا کس کس بات کی تاویل کرے گا؟

تینتیسویں علامت: حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام پر نزول کے وقت دو زعفرانی چادریں ہونگی

گزشتہ احادیث میں بَیْنَ مَهْرُوْدَتَیْنِ آیا ہے۔ یعنی حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام جب آخر زمانہ میں دمشق کے مشرق میں نازل ہوں گے تو زعفرانی رنگ کی دو چادریں ان کے جسم پر ہوں گی۔ مَهْرُوْدٌ بمعنی زرد رنگ سے ہے عربی میں اسی لئے ہلدی کو هُرْدِی کہتے ہیں۔ ہلدی بھی زعفرانی رنگ کی ہوتی ہے اور سالن میں یہی رنگ پیدا کر دیتی ہے۔ الغرض سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم پر زرد رنگ والی دو چاردیں ہوں گی ایک جسم کے نچلے حصہ پر دوسرا اوپر، یہ دو چادریں آپ کے جسم پر کیوں ہوں گی، اس میں گہری حقیقت ہے اس کی وجہ علماء نے یہ بتائی ہے کہ جس وقت آپ کو یہودی پکڑنے آئے تا کہ آپ کو سولی دے دیں آپ اس وقت غسل کر کے نکلے تھے اور دو زعفرانی چادریں ہی آپ کے جسم پر تھیں۔ اللہ نے اسی وقت آپ کو اسی لباس میں آسمان پہ اٹھالیا اور قرب قیامت میں اسی لباس میں آپ کو اتارے گا۔ اس کی تائید ہمیں عیسائیوں کی عبادتگاہوں میں لگی ہوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصاویر سے ملتی ہے۔ یہاں انگلینڈ میں قدم قدم پر گرجا (CHURCH) ہے اور ہر گرجے کے باہر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بڑی تصویر یا بت آویزاں ہے جس پر دو زعفرانی چادریں دکھائی گئی ہیں گویا عیسائیوں نے بھی اپنی خود ساختہ سولی سے قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لباس یہی دو چادریں قرار دی ہیں۔

مرزا قادیانی نے اپنی دو بیماریوں کو دو زرد چادریں قرار دیا

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے دعویٰ مسیح موعود کے غبارے میں تاویلات کی

ھوا بھری اور بے ہودہ تشریحات کے سہارے حدیث میں مذکور آنے والے مسیح ابن مریم علیہ السلام کی صفات کو خود پر چسپاں کرنے کی ناکام کوشش کی چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو زعفرانی چادریں پہنے ہوئے اتریں گے، مرزا قادیانی نے اپنی دو بیماریوں کو دو زرد چادریں قرار دیا اور کہا کہ ایک بیماری میرے جسم کے نچلے حصہ میں ہے کہ مجھے پیشاب بہت آتا ہے دوسری بیماری میرے اوپر والے حصہ میں ہے کہ ہر وقت سر چکراتا ہے۔ میری ان دو بیماریوں کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ کی زبان میں فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام دو زرد چادریں پہنے ہوئے آئے گا۔ ازالہ اوھام ایسی بے سروپا فضول اور بے ہودہ تأویلات سے بھری ہوئی ہے۔

چونتیسویں علامت: حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے

مسلم شریف سے لے کر مستدرک تک مذکورہ تمام محدثین نے اپنی اپنی روایات سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا وَاضِعاً كَفَّيْهِ عَلٰى اَجْنِحَةِ الْمَلَائِكَةِ، کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے بوقت نزول فرشتوں کے پروں پر دونوں ہاتھ رکھے ہوں گے کیا اس سے ہر عقل والا شخص یہ سمجھ نہیں جاتا کہ اس سے آپ کا آسمان سے نازل ہونا ہی مراد ہے۔ کیونکہ فرشتے آسمان ہی سے نازل ہوتے ہیں ان کا مسکن ہی آسمان ہے تو جو ان کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوئے اترے گا یقیناً وہ بھی آسمان سے ہی نازل ہو گا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے ہر چیز کی تأویل کی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تمام نشانیوں کو خود پر چسپاں کیا مگر اس نشانی کی تأویل اس کی

کتابوں میں مجھے نہیں ملی حالانکہ یہ حدیثوں میں بکثرت وارد ہے۔ لگتا ہے اس نشانی کی تأویل وہ بھی نہ کر سکا، کیونکہ جھوٹ کی بھی ایک حد ہوتی ہے کسی نہ کسی مقام پر بڑے سے بڑا جھوٹا شخص بھی لاچار ہو جاتا ہے اور اس کی زبان گنگ ہو جاتی ہے یہاں پہنچ کر مرزا غلام احمد قادیانی بھی بے بس ہو گیا اور یہ نہ بتا سکا کہ وہ کون سے فرشتوں کے پروں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ کر نازل ہوا ہے۔

پینتیسویں علامت: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بالوں سے پانی کے قطرے گرتے ہونگے

زبان رسول صلی اللہ علیہ وسلم بتا رہی ہے۔ اِذَا طَأْطَأَ رَأْسَهٗ قَطَرَ جب آپ سر جھکائیں گے تو سر سے قطرے گریں گے وَاِذَا رَفَعَهٗ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ اور جب آپ سر اٹھائیں گے تو اس سے موتیوں جیسے قطرے برسیں گے۔

ایسا کیوں ہوگا اس کی وجہ علماء نے یہ بتائی ہے کہ جس وقت آپ آسمان پر گئے آپ کے بالوں سے قطرے برس رہے تھے جیسے میں نے پیچھے بتایا آپ غسل کر کے نکلے تھے اور دو چادریں ہی پہنی ہوئی تھیں کہ آپ کو آسمان کی طرف اٹھالیا گیا تو جس وقت آپ واپس زمین پر اتارے جائیں گے وہی قطرے برس رہے ہوں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان کی طرف اٹھائے جانے پر روایت

امام ابن کثیر کی نقل کے مطابق محدث ابن ابی حاتم نے آیت قرآن بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کے تحت اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کیا۔

لما اراد الله ان یرفع عیسٰی الی السماء خرج علی اصحابه و فی البیت اثنا عشر رجلاً من الحواریین فخرج علیهم من عین فی

البیت و رأسُہ یقطُرُ مَاءً۔ جب اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھانا چاہا تو آپ اپنے ساتھیوں کے پاس تشریف لائے۔ اس وقت کمرے میں آپ کے بارہ حواری موجود تھے۔ آپ اپنے گھر میں چشمہ سے نکلے اور آپ کا سر قطرے برسا رہا تھا۔

آپ نے حواریوں سے فرمایا: تم میں سے کون یہ پسند کرتا ہے کہ اس پر میری شباہت ڈال دی جائے اور اسے میری جگہ قتل کیا جائے پھر وہ جنت میں میرے ساتھ ہو۔ ایک نوجوان جو عمر میں سب سے کم تر تھا۔ کہنے لگا میں یہ چاہتا ہوں۔ آپ نے اسے بٹھا دیا پھر آپ نے یہی اعلان کیا پھر وہی نوجوان کھڑا ہوا آپ نے اسے پھر بٹھا دیا پھر تیسری بار اعلان پر وہی نوجوان کھڑا ہوا تو آپ نے فرمایا تو تم ہی یہ کرو گے تو اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت ڈال دی گئی۔ وَ رُفِعَ عِیسٰی مِنْ رَوْزَنَةٍ فِی الْبَیْتِ اِلَی السَّمَاءِ۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گھر کے ایک روشندان سے آسمان کی طرف اٹھالیا گیا۔ (تفسیر ابن کثیر جلد اول صفحہ 588 سورۃ النساء آیت 158)

معلوم ہوا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جب آسمان کی طرف اٹھایا گیا اس وقت آپ کے بالوں سے قطرے برس رہے تھے اور اس حالت میں آپ کو واپس زمین پر اتارا جائے گا۔

اور بخاری شریف میں کتاب التعبیر کتاب الانبیاء اور دیگر مقامات پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا ایک شخص کعبۃ اللہ کا طواف کر رہا ہے۔ گندم گوں رنگ ہے، بال لمبے ہیں اور بالوں سے قطرے گر رہے ہیں۔ میں نے کہا: یہ کون ہیں؟ تو مجھے کہا گیا: یہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہیں۔ (بخاری کتاب التعبیر صفحہ 586 باب الطواف بالبیت فی المنام)

گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کی یہ نشانی ہے کہ ان کے سر سے پانی کے قطرے آسمان کی طرف جاتے ہوئے بھی گر رہے تھے اور آتے ہوئے بھی گرتے ہوں گے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں بھی ان کی یہی کیفیت دیکھی۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اس نشانی کی بھی کوئی تأویل بیان نہیں کی تا کہ وہ اسے خود پر چسپاں کر سکے۔ یقیناً اس کی کوئی تأویل اس کی سمجھ میں نہ آسکی، ورنہ وہ اس پر بھی ضرور ہاتھ صاف کرتا۔

چھتیسویں علامت: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سانس سے ہر کافر مرے گا

مسلم شریف اور دیگر کتب کی مذکورہ حدیث میں یہ الفاظ بھی محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ادا فرمائے: لَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيحَ نَفْسِهِ إِلَّا مَاتَ۔ یعنی کسی کافر پر آپ کے سانس کی ہوا جوں ہی اترے گی وہ وہیں مر جائے گا اور ترمذی میں ہے وَلَا يَجِدُ رِيحَ نفسه أَحَدٌ الا مَاتَ یعنی آپ کی سانس کی ہوا جو بھی کافر پائے گا اس کی موت واقع ہو جائے گی۔ اور مسلم کے الفاظ میں وَ نفسُهٗ يَنْتَهِي حَيْثُ يَنْتَهِي طَرَفُهٗ آپ کی سانس وہاں تک جائے گی جہاں تک آپ کی نظر پہنچے گی۔

چونکہ اس وقت اللہ کو منظور ہوگا کہ دنیا سے کافروں اور کفر کا نام و نشان مٹا دیا جائے اس لئے آپ کی سانس آپ کی حدِ نگاہ تک جائے گی اور ہر کافر آپ کی سانس کو اپنی سانس میں پاتے ہی ڈھیر ہو جائے گا اور اس کی سانس بند ہو جائے گی۔ اسی لئے پیچھے حدیث میں گزر چکا ہے کہ دجال آپ کو دیکھتے ہی پگھلنے لگے گا اور اگر آپ اسے نہ ماریں تو خود مر جائے گا تاہم آپ بڑھ کر اسے ماریں گے اگر کہا جائے کہ یوں تو ساری دنیا لاشوں سے بھر جائے گی تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کے نزول کے وقت کوئی کافر ایسا کم ہی رہے گا جو ایمان نہ لائے اور جو ایمان نہ لائے گا وہ زندہ نہ رہ سکے گا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ آنے والا حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اور مسیح موعود حقانیت اسلام پر اپنے دلائل سے کفار کا خاتمہ کر دے گا اور میں نے ایسا کر دیا ہے لہٰذا میں مسیح موعود اور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہوں، ذرہ قادیانی امت ہوش سے جواب دے کہ کیا مرزا قادیانی کے دلائل مان کر سب کفار اسلام لے آئے ہیں اور دنیا سے کافروں کا مکمل خاتمہ ہو گیا ہے؟ اگر نہیں تو پھر ایسی لچر اور بیہودہ تاویل کا کیا معنی ہے؟ مرزا قادیانی نے اسلام کی حقانیت پر کیا خاک دلائل دیئے ہیں۔ اسلام کی حقانیت پر ائمہ دین نے اتنا علمی کام کیا ہے جس کا مرزا قادیانی تصور نہیں کر سکتا امام فخر الدین رازی، امام غزالی، علامہ عینی، امام سیوطی، امام نسفی وغیرہم نے دلائل کے پہاڑ اٹھا دیئے ہیں۔ مرزا قادیانی کے دلائل کس شمار و قطار میں ہیں جن کے بل بوتے پر وہ خود کو نام نہاد مسیح موعود قرار دے رہا ہے؟

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

مرزا قادیانی کے دلائل کا انداز یہ ہے کہ عیسائیوں نے اس شخص کو خدا مان لیا ہے (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو) جو کنجریوں سے میل جول رکھتا تھا جس کی تین نانیاں زنا کار تھیں۔ جس کی ماں نے (نعوذ باللہ) حمل چھپانے کے لئے یوسف نجار سے نکاح کر لیا، جس کو یہودی طمانچے مارتے تھے۔ جس کو شراب پینے اور بدزبانی کی عادت تھی۔ (استغفر اللہ) مرزا قادیانی نے ایسے ہی متعفن دلائل سے اپنی کتابیں بھر رکھی ہیں اور اس کا نام عیسائیوں کے خلاف دلائل رکھا ہے۔

سینتیسویں علامت: حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو باب لُد پر قتل کرینگے

مسلم شریف کی مذکورہ حدیث نے صاف بتا دیا حتیٰ یُدْرِکَهٗ بِبَابِ لُدٍ فیقتُلُهٗ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو دروازہ لُد پر جا پائیں گے اور اسے قتل کریں

گے۔ امام نووی علیہ الرحمہ نے شرح مسلم میں فرمایا: لُد بیت المقدس کے قریب ایک بستی ہے۔ اور ابن ماجہ کی حدیث میں بھی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیت المقدس میں نازل ہونگے۔ لہٰذا بستی لُد کے دروازہ پر آپ کا دجال کو قتل کرنا ہر لحاظ سے قابل فہم ہے۔ اب مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود ماننے والوں کو سوچنا چاہئے کہ مرزا قادیانی کا بستی لُد سے کیا تعلق ہے اور دجال کو وہاں اس کا مارنا کیسے متصور ہے۔ خدارا ایک جھوٹے اور افسانہ طراز آدمی کے سحر سے باہر نکلیں اور امت مسلمہ میں سلامتی ایمان کے ساتھ داخل ہوں۔

اٹھتیسویں علامت: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موجودگی میں یاجوج و ماجوج نکلیں گے۔

مسلم اور دیگر محدثین سے مروی ان احادیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد ان کی موجودگی میں یاجوج و ماجوج کا نکلنا بھی بیان ہوا ہے جو زمین میں فساد پھیلائیں گے پھر اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ان سب کو اچانک مار دے گا اور وہ یوں اکٹھے مر جائیں گے جیسے ایک آدمی مر جائے۔ ظاہر ہے ابھی یاجوج و ماجوج نام کی ایسی کوئی مخلوق ظاہر نہیں ہوئی لہٰذا ابھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دنیا میں نزول نہیں ہوا اور یہ قیامت کے قریب ہوگا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے نہایت قبیح دجل و فریب سے کام لیتے ہوئے انگریزوں اور روسیوں کو یاجوج و ماجوج قرار دیا (دیکھئے ازالہ اوھام مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 369) مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یاجوج و ماجوج کی جو نشانیاں بیان فرمائی ہیں ان سے انگریزوں اور روسیوں کا کوئی تعلق نہیں جیسا کہ ہم اگلی سطروں میں بیان کر

رہے ہیں قرآن کریم میں بھی یاجوج وماجوج کا ذکر ہے جو زمین میں فساد کرتے تھے تب شاہِ ذوالقرنین نے دو پہاڑوں کے درمیان لوہے اور پتھروں کی دیوار سے ان کے آگے دیوار کھینچ دی، قرین قیاس یہی ہے کہ روز قیامت وہی یاجوج وماجوج دوبارہ زمین میں فساد بپا کریں گے یا ان کی مثل کوئی مخلوق آئے گی پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعاءِ ہلاکت سے اللہ انہیں تباہ کردے گا تو بتائیے مرزا کا اس سے کیا تعلق ہے؟

علامت 39 تا 50: یاجوج وماجوج کے احوال وواقعات کیا ہونگے

مسلم شریف کی جس حدیث اور اس کی تائید کرنے والی دیگر جن احادیث مذکورۃ الصدر سے ہم علامات مسیح موعود اخذ کررہے ہیں۔ ان کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے یاجوج وماجوج کے جو احوال بیان کئے ہیں اور ان تمام احوال کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موجودگی میں ظہور پذیر ہونا ضروری ہے وہ درج ذیل ہیں:

(39) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لایدانِ لِاَحدٍ بقتالھم ان سے مقابلہ کی کسی میں طاقت نہ ہوگی۔

(40) اللہ تعالیٰ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ارشاد فرمائے گا حَرِّز عبادی الی الطُّورِ میرے مومن بندوں کو کوہِ طور پر لے جائیں۔ (تاکہ وہ یاجوج وماجوج کی چیرہ دستیوں سے بچ جائیں)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بحکم الٰہی کوہ طور پر جائیں گے

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد بھی مرزا قادیانی کی جان پر ایک عذاب نہیں جو خود کو مسیح موعود بنانا چاہتا ہے۔ کوہ طور مصر سے مشرق میں صحرائے سینا میں واقع ہے اور دمشق بھی اس سے دور نہیں جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نازل ہونا ہے۔ لہٰذا کوہ

طور پر آپ کا جانا ہر طرح سے قرین قیاس ہے۔

جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے خود کو حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اور مسیح موعود قرار دے کر وہ غلط بات کہی جس پر کوئی پاگل ہی یقین کر سکتا ہے۔ مرزا قادیانی نے ساری زندگی ہندوستان سے باہر قدم نہ رکھا یہیں پیدا ہوا یہیں جیا اور یہیں مرا۔ پھر بھی اسے خود کو مسیح موعود کہتے ہوئے کچھ خیال نہ آیا کہ وہ مسلمانوں کے عقائد پر کتنا بڑا ستم ڈھا رہا ہے۔

(41) يَمُرُّ اَوَائِلُهُمْ عَلَى الْبَحِيْرَةِ الطَّبَرِيَّةِ یاجوج و ماجوج جب نکلیں گے تو ان کا پہلا گروہ بحیرۂ طبریہ پر گزرے گا۔

(42) فَيَشْرَبُوْنَ مَا فِيْهَا۔ اور جتنا پانی اس میں ہوگا وہ سارا پی جائیں گے۔ یعنی طبرستان کا یہ چھوٹا سا سمندر خشک ہو جائے گا۔

(43) جب دوسرا گروہ وہاں سے گزرے گا تو کہے گا یہاں کبھی پانی ہوتا تھا۔ یعنی پہلا گروہ اس بحیرہ طبریہ کا سارا پانی یوں پی جائے گا کہ پچھلوں کے لئے قطرہ بھی نہ بچے گا۔

(44) اور مسلم شریف کتاب الفتن میں حدیث ہے کہ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے دجال دیکھا تھا اور اس نے پوچھا کیا بحیرہ طبریہ میں پانی ہے یا نہیں؟ انہوں نے اسے بتایا کہ ابھی تو اس میں بہت سا پانی ہے۔ دجال کہنے لگا وہ وقت قریب ہے جب اس کا پانی جاتا رہے گا۔ یہ حدیث بھی اسی امر پر دلالت کرتی ہے کہ یاجوج و ماجوج وہاں کا سارا پانی پی جائیں گے۔

(45) یاجوج و ماجوج کے زمین میں رہنے کی ساری مدت کے دوران حضرت عیسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر ہی ٹھہریں گے۔

(46) تا آنکہ آپ اور آپ کے ساتھیوں کو کوہ طور پر فاقہ اور بھوک اس درجہ پر پہنچا دے گی کہ بیل کا سر ان کے لئے سو دینار سے بھی سستا ہوگا اور وہ چاہیں گے کہ سو دینار سے بیل کا سر خرید کر کھائیں حالانکہ عموماً سر کا گوشت حلال جانور کے جسم کے باقی اعضا سے کم ہی کھایا جاتا ہے۔

(47) تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دعا کریں گے اور اللہ تعالیٰ یاجوج و ماجوج کی گردنوں میں ایک پھوڑا پیدا کرے گا جس سے وہ سارے کے سارے ایک آدمی کی طرح یکدم مر جائیں گے۔

(48) تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر اتریں گے اور زمین میں بالشت بھر جگہ بھی یاجوج و ماجوج کی غلاظت اور بدبو سے پاک نہ ملے گی۔

(49) تب اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی مل کر دعا کریں گے تو اللہ لمبی گردنوں والے پرندے بھیجے گا جو ان کی لاشوں کو اٹھا کر کہیں پھینک آئیں گے اور زمین صاف کریں گے۔

(50) تب اللہ بارش برسائے گا جو ساری زمین پر برسے گی اور یاجوج و ماجوج کی غلاظت کا زمین سے نام و نشان مٹائے گی۔

کیا ان تمام احوال وصفات والی کوئی قوم جس کا نام یاجوج و ماجوج ہو آج تک کہیں ظاہر ہوئی ہے؟ ہرگز نہیں ہوئی، تو پھر مرزا غلام احمد قادیانی کا خود کو مسیح موعود اور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کہنا بدترین قسم کا جھوٹ اور دجل و فریب ہے یا نہیں۔

مرزا قادیانی نے انگریزوں اور روسیوں کو یاجوج و ماجوج قرار دیا اور کہا:

"یاجوج و ماجوج کی نسبت تو فیصلہ ہو چکا ہے یہ دنیا کی دو اقبال مند قومیں ہیں

جن میں ایک انگریز ہیں دوسرے روس ہیں"۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم مندرجہ روحانی خزائن جلد سوم صفحہ 369)

قادیانیو غور کرو:

اگر انگریز اور روسی دو قومیں یاجوج وماجوج ہیں تو کیا مرزا قادیانی کی بددعا سے یہ دونوں ہلاک ہو گئی تھیں؟ کیا مرزا قادیانی اپنے ساتھیوں کو لے کر انگریزوں اور روسیوں سے بچنے کے لئے کوہِ طور پر چلا گیا تھا؟ کیا مرزا کی بددعا سے سب انگریزوں اور روسیوں کی گردنوں میں پھوڑا نکل آیا تھا جس سے وہ سارے مر گئے؟ اور کیا اللہ نے اس کے بعد لمبی گردنوں والے پرندے اتارے جنہوں نے سب انگریزوں کی مُردہ لاشیں اٹھا کر ٹھکانے لگادی تھیں؟ اگر ان سب سوالوں کا جواب نفی میں ہے تو پھر تمہیں مرزا کو ابن مریم اور مسیح موعود مانتے ہوئے کچھ تو خیال کرنا چاہئے۔

اس حدیث کو خود مرزا نے صحیح قرار دیا ہے:

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث مسلم جو اس وقت زیر بحث ہے اور اس سے ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نشانیاں اخذ کر رہے ہیں اس قدر صحیح اور معتبر حدیث ہے کہ محمد حسین بٹالوی نے مرزا قادیانی کے زمانہ میں اس حدیث کو جب اس لئے ضعیف کہا کہ یہ بخاری میں نہیں۔ مسلم ترمذی، ابن ماجہ وغیرہ میں ہے اور اسے بخاری نے کسی ضُعف کے سبب ہی چھوڑا ہوگا تو مرزا غلام احمد قادیانی نے اس کا رد لکھا اور کہا یہ حدیث صحت میں اعلیٰ درجہ پر ہے۔ (ازالہ اوہام صفحہ 198)

جب یہ حدیث صحت کے اس درجہ پر ہے تو مرزائیوں کو غور کرنا ہوگا اس حدیث میں مذکور علاماتِ مسیح جب مرزا قادیانی پر کسی صورت صادق نہیں آتیں تو وہ

اس شخص کے پیچھے اپنا ایمان اور آخرت کیوں برباد کر رہے ہیں۔

اکیانویں علامت: آنے والے مسیح علیہ السلام مشہور انبیاء میں سے ہیں

حدیث میں قارئین کرام نے یہ بھی پڑھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے ذکر میں انہیں بار بار نبی اللہ کہہ کر یاد فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمایا: یاجوج و ماجوج کے ظہور پر اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی گھبرا جائیں گے، تب اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے حضور دعا کریں گے، پھر اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کوہ طور سے زمین پر اتریں گے وغیر ذٰلک۔ القصہ چار پانچ مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اللہ کے نبی اور علیہ السلام کہہ کر یاد فرمایا ہے اور نام عیسیٰ ذکر کیا ہے۔ کیا یہ چیز عقلمند کے لئے نہیں کہ وہ سمجھ جائے اس سے وہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام مراد ہیں جو انبیاء سابقین میں بزرگ تر مقام رکھتے ہیں۔ پھر مرزا قادیانی خود کو آنے والا حضرت عیسیٰ اور مسیح قرار دینے کی باطل کوشش کرتا رہا اور آج تک اس کے ماننے والے اس کے اس غلط دعوے کی کیوں تصدیق کر رہے ہیں۔

حدیث 30: قتلِ دجال کے بعد حضرت عیسیٰ کی مدتِ قیام اور قیامِ امن

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دنیا میں دوبارہ آمد کے حوالے سے بخاری و مسلم کی احادیث میں سے یہ آخری حدیث ہم لکھ رہے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دجال میری امت میں ظاہر ہوگا۔ وہ چالیس کی تعداد میں دنیا میں رہے گا۔ راوی کو یہ یاد نہیں کہ چالیس برس رہے گا یا چالیس ماہ یا چالیس دن (جبکہ حدیث نواس سمعان رضی اللہ عنہ میں پیچھے گزر چکا گیا کہ دجال چالیس دن دنیا میں رہے گا جن میں پہلا دن سال

کے برابر، دوسرا مہینے کے برابر، تیسرا ہفتے کے برابر ہوگا اور باقی دن عام دنوں جیسے ہونگے)۔ آگے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: فَيَبْعَثُ اللّٰهُ عِيسٰى ابْنَ مَرْيَمَ كَأَنَّهُ عروةُ بنُ مَسْعُودٍ۔ تب اللہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو مبعوث کرے گا ان کی شکل مشہور صحابی عروہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) جیسی ہے۔ وہ دجال کا پیچھا کر کے اسے قتل کریں گے۔ آگے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

ثم يمكثُ النائس سبع سنين ليس بين اثنين عداوة۔ اس کے بعد لوگ سات برس تک اس طرح جئیں گے کہ دو آدمیوں کے درمیان بھی کچھ عداوت نہ ہوگی۔

پھر فرمایا: اس کے بعد اللہ تعالیٰ ملکِ شام کی طرف سے ایک ٹھنڈی ہوا بھیجے گا تو زمین پر کوئی ایسا شخص جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہوا ایسا نہ رہے گا جس کی روح اس ہوا کے لگنے سے قبض نہ ہو جائے۔ حتیٰ کہ اگر کوئی تم میں سے کسی پہاڑ کے دل میں داخل ہو جائے تو وہ ہوا وہاں بھی پہنچ کر اس کی روح قبض کر لے گی۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اس کے بعد میں نے رسول اللہ ﷺ سے خود سنا کہ فرمایا: اس کے بعد شریر ترین لوگ زمین پر رہ جائیں گے جن کی اڑان پرندوں جیسی اور جذبات درندوں جیسے ہوں گے وہ کسی نیکی کو اچھا اور کسی بُرائی کو بُرا نہ مانتے ہوں گے۔ ان کے سامنے شیطان انسانی شکل میں آئے گا اور کہے گا کیا تم میری بات نہیں مانتے؟ وہ کہیں گے تو ہمیں کیا حکم کرتا ہے؟ تو وہ انہیں بت پرستی پر لگا دے گا، پھر وہ اسی حالت میں ہوں گے ان کا رزق وسیع اور زندگی پر عیش ہو گی کہ صور پھونک دیا جائے گا۔ (اور قیامت قائم ہو جائے گی)

(مسلم شریف کتاب الفتن جلد دوم صفحہ 403 مطبوعہ کراچی)

باونویں علامت: نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد دو آدمیوں میں بھی اختلاف نہ رہیگا

یہ حدیث بتا رہی ہے کہ آپ کے تشریف لانے کے بعد ایسا ماحول ہو جائے گا کہ لَيْسَ بَيْنَ اِثْنَيْنِ عَدَاوَةٌ کسی دو آدمیوں میں بھی کوئی عداوت نہ رہے گی۔ علماء نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ عداوت کا سبب مالی پریشانیاں محرومیاں اور بے چارگیاں ہوتی ہیں چونکہ آپ کے زمانہ میں رزق اتنا وسیع ہو جائے گا کہ لوگ صدقہ لے کر نکلیں گے مگر اسے کوئی قبول کرنے والا نہ ہوگا تو پھر عداوت کیسے باقی رہ سکتی ہے۔

تو کیا مرزا غلام احمد قادیانی کے آنے کے بعد دنیا سے سب عداوتیں ختم ہو گئیں؟ عداوتیں تو آج تک چلی آ رہی ہیں۔ خود مرزا قادیانی ساری زندگی اپنے مخالفین سے لڑتا جھگڑتا رہا۔ انہیں گالیاں دیتا اور کھاتا رہا۔ تو پھر وہ کس منہ سے خود کو آنے والا مسیح موعود اور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام قرار دیتا ہے؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کا ابھی وقت نہیں آیا۔

مرزائیوں کو چاہیے کہ خدارا ان حقائق پر نظر ڈالیں اور اپنی عاقبت کا فکر کر کے سچے دل کے ساتھ اسلام میں داخل ہوں۔

حدیث 31: نزول حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام قیامت کی دس بڑی نشانیوں میں سے ہے

حضرت حُذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے

پاس تشریف لائے۔ہم اس وقت باہم گفتگو کر رہے تھے آپ نے فرمایا تم کیا گفتگو کر رہے ہو؟ ہم نے عرض کیا ہم قیامت کا ذکر کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

اِنّھا لَنْ تَقُوْمَ حَتّٰی تَرَوْا قَبْلَھَا عَشَرَ اٰیاتٍ فَذَکَرَ الدُّخَانَ وَالدَّجَّالَ وَ الدَّابَّۃَ وَ طَلُوْعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِھَا وَ نُزولَ عِیسٰی بنِ مَرْیَمَ الخ۔ قیامت ہرگز قائم نہ ہوگی تا آنکہ تم اس سے قبل دس بڑی نشانیاں دیکھو گے۔تو آپ نے دھؤاں نکلنے، دجال کے آنے، دابۃ الارض کے ظہور، سورج کے مغرب سے طلوع اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے نزول کا ذکر فرمایا: اس کے بعد آپ نے یاجوج و ماجوج اور دھنسائے جانے کے تین واقعات کا ذکر کیا۔ ان میں سے ایک واقعہ مشرق میں ہوگا ایک مغرب اور ایک جزیرۃ العرب میں، اور آخر میں ایک آگ یمن سے ظاہر ہوگی جو لوگوں کو میدانِ حشر میں جمع کر دے گی۔

(مسلم شریف کتاب الفتن باب الآیات قبل الساعۃ صفحہ 1181 مجموعہ صحاح ستہ)

قیامت کی دو طرح کی نشانیاں:

یاد رہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیامت کے لئے دو طرح کی نشانیاں بیان فرمائی ہیں۔ بعض کا عادات سے تعلق ہے اور بعض کا خرقِ عادت سے۔ پہلی قسم کی نشانیاں یہ ہیں کہ قرب قیامت میں بے حیائی عام ہو جائے گی، زنا پھیل جائے گا، قتل زیادہ ہو جائے گا، والدین کی حیثیت اولاد کے سامنے غلاموں والی ہو جائے گی، غریب لوگ دیکھتے ہی دیکھتے مالدار بن جائیں گے وغیر ذٰلك۔ ان نشانیوں کا روزمرہ کی انسانی عادات کے بننے بگڑنے سے ہے اور یہ یکدم ظاہر نہیں ہوتیں بلکہ آہستہ آہستہ رونما ہوتی ہیں۔

جبکہ دوسری قسم کی نشانیاں قربِ قیامت کے لئے وہ ہیں جو خارقِ عادت ہیں جن کا ظہور معجزانہ رنگ میں ہوگا جن میں انسانوں کی عادات کا کچھ تعلق نہ ہوگا بلکہ وہ حکم ربی سے اچانک ظاہر ہوں گی اور لوگ پھٹی آنکھوں سے دیکھتے رہ جائیں گے۔ ایسی دس نشانیاں زبانِ رسالت نے بیان کی ہیں۔

قیامت کی دس بڑی نشانیوں کی وضاحت اور تفصیل

اول: (دُخان۔دُھنواں)

قرآن میں بھی اس کا ذکر ہے۔ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۰﴾ جس دن آسمان ایک کُھلا دھنواں لائے گا۔ (سورہ دخان آیت 10)

ابن جریر نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث نقل کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیامت کی بڑی نشانیاں بیان فرمائیں ان میں دھنوئیں کا ذکر کیا اور یہی آیت پڑھی يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۰﴾۔ اور فرمایا: یہ دھنواں مشرق و مغرب میں پھیل جائے گا اور چالیس دن اور رات رہے گا، مومن کو تو اس سے صرف زکام ہوگا اور کافر اس سے مدہوش ہو جائیں گے اور دھنواں ان کے کانوں نتھنوں اور دُبر سے نکلے گا۔ (درمنثور جلد 7 صفحہ 408 سورہ دخان مطبوعہ دار الفکر بیروت)

دوم: (دجال)

اس کا ذکر پیچھے احادیث کی روشنی میں مفصل ہوگیا۔

سوم: دابۃ الارض (زمین کا جانور)

اس کا ذکر قرآن میں یوں ہے اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ

تُکَلِّمُھُمْ ۔ اور ہم ان کے لئے وہ جانور نکالیں گے جو ان سے کلام کرے گا۔ (سورہ نمل آیت 82) اور ابن ماجہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک دابہ (جانور نما) نکلے گا جس کے پاس حضرت سلیمان بن داوٗد علیہ السلام کی انگوٹھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہوگا وہ ہر کافر کے ناک پر نشان لگا دے گا۔ اور ہر مومن کا چہرہ اُجلا کر دے گا۔ (ابن ماجہ کتاب الفتن باب 31)

چہارم: (سورج کا مغرب سے طلوع ہونا)

اس حدیث کے علاوہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت نہ آئے گی جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہوگا اور اس کے مغرب سے طلوع کے بعد سب لوگ ایمان لے آئیں گے مگر اس وقت ایمان لانا فائدہ نہ دے گا۔ (مسلم شریف کتاب الایمان)

پنجم: (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا)

اس کی وضاحت میں یہ باب لکھا جا رہا ہے۔

ششم: (یاجوج وماجوج کا نکلنا)

ان کے احوال وصفات کا ذکر پیچھے گزر چکا ہے۔

ہفتم تا نہم: (دھنسائے جانے کے تین واقعات)

اللہ رب العزت نے اس امت کو خسف ومسخ جیسے عذابات سے محفوظ رکھا ہے جبکہ پہلی امتوں میں یہ عذابات عام تھے۔ تاہم قربِ قیامت میں خسف ومسخ ہوگا۔ یعنی بعض اقوام زمین میں دھنسا دی جائیں گی اور بعض کے چہرے مسخ کر دیئے

جائیں گے۔

دہم: (یمن سے آگ کا نکلنا)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضر موت سے آگ نکلے گی جو لوگوں کو میدان حشر کی طرف اکٹھا کرے گی۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تب ہمیں کیا کرنا چاہئے فرمایا تم شام کی طرف جانا (کیونکہ وہیں میدان حشر بپا ہوگا) (ترمذی شریف کتاب الفتن ،مسند احمد جلد 2 صفحہ 8)

یہ دس نشانیاں وہ ہیں جو حقیقت میں قربِ قیامت کی نہیں بلکہ قیامِ قیامت کی نشانیاں ہیں جب یہ ظاہر ہوں گی تو سمجھ لو قیامت بپا ہوگئی کیونکہ یہ آگے پیچھے ساتھ ساتھ واقع ہو جائیں گی۔ ان کے درمیان کوئی فاصلہ نہ ہوگا۔ دجال کے ظہور کے ساتھ ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتر آئیں گے اور ان کی موجودگی ہی میں یاجوج و ماجوج ظاہر ہو جائیں گے، پھر اس کے بعد جلدی ہی دابۃ الارض کا خروج ،مغرب سے طلوع شمس اور خروج نار ہو جائے گا اور قیامت قائم ہو جائے گی۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نزولِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سمیت یہ دس نشانیاں خرق عادت کے طور پر ظاہر ہوں گی۔ اس سے مرزا غلام احمد قادیانی یا کسی اور شخص کا خود کو حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اور مسیح موعود کہنا اور اپنے پیدا ہونے کو نزول قرار دینا محض دھوکہ وفریب ہے۔ جیسے سورج کا مغرب سے نکلنا خلاف عادت ہوگا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا نزول بھی خلاف عادت ہوگا اور جب یہ ہوگا تو سمجھو کہ قیامت قائم ہوگئی۔ اس لئے مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ بیسویں صدی کی عظیم ترین غلط بیانی ہے۔

فصل دوم

صحاح اربعہ کی احادیث مسیح موعود کے متعلق

پہلی فصل میں ہم نے نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بخاری ومسلم کی احادیث پیش کی اور ان کی تائید میں صحاح اربعہ یعنی ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ اور دیگر کتب حدیث سے ہم احادیث لائے۔ اب اس فصل میں وہ احادیث لائی جارہی ہیں جو بخاری ومسلم نے روایت نہیں کیں اور صحاح اربعہ میں موجود ہیں۔ بخاری ومسلم کی احادیث ہم اس لئے پہلے لائے کہ خود مرزا قادیانی کو تسلیم ہے کہ قرآن کے بعد بخاری ومسلم سب سے معتبر اور صحیح ترین کتب ہیں جیسے کہ پیچھے ہم بیان کر چکے ہیں۔

حدیث 32: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے پر تمام غیر اسلامی ملل کا ہلاک ہونا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لیس بینی و بینہ یعنی عیسٰی علیہ السلام نبی وانہ نازلٌ فاذا رأیتموہ فاعرفوہ۔ میرے اور ان کے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں گزرا۔ اور وہ نازل ہونے والے ہیں۔ جب تم انہیں دیکھو تو پہچان لو۔

آگے آپ نے فرمایا: ان کا رنگ سرخ اور سفید ہے، دو رنگین چادریں ان کے زیب تن ہوں گی، ان کے سر سے قطرے برستے ہوں گے، خواہ انہیں تری نہ بھی ہو، وہ اسلام پر لوگوں سے جنگ کریں گے اور جزیہ اٹھا دیں گے۔ (فَيُهْلِكُ اللهُ فِي زَمَانِهِ المِلَلَ كُلَّهَا اِلَّا الْاِسْلَامَ) اللہ ان کے زمانہ میں اسلام کے سوا سب ملتیں ہلاک کردے گا۔ وہ مسیح دجال کو قتل کریں گے اس کے بعد زمین میں چالیس

برس رہیں گے پھر وہ فوت ہوں گے اور اہل اسلام ان کا جنازہ پڑھیں گے۔
(ابوداؤد شریف کتاب الملاحم باب خروج دجال صفحہ 1538 مجموعہ صحاح ستہ)
اس حدیث سے مزید واضح ہو گیا کہ آنے والے مسیح موعود سے وہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام مراد ہیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل نبی بن کر تشریف لا چکے ہیں۔ اس کی یہ علامات ہیں۔

ترپنویں علامت: حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان کوئی نبی نہیں

یہ حدیث بتا رہی ہے کہ جس مسیح موعود نے قیامت سے قبل دنیا میں آنا ہے۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل نبی بن کر آئے ہیں اور ان کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک کوئی اور نبی نہیں آیا۔ لَيْسَ بَيْنِي وَ بَيْنَه نَبِيٌّ۔ یہ الفاظِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حقیقت کی پوری پوری وضاحت کر رہے ہیں۔ اس لئے مرزا غلام احمد قادیانی کا خود کو حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اور مسیح موعود کہنا کیا اعلیٰ درجہ کی دھوکہ دہی نہیں ہے؟ اس کا فیصلہ قارئین خود کریں۔

چونویں علامت: ان کے زمانہ میں اسلام کے سوا سب دین مٹ جائینگے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی خبر دیتے ہوئے فرما رہے ہیں: فَيُهْلِكُ الله فی زَمَانه المِلَلَ كُلَّهَا اِلَّا الْاِسْلَامَ۔ اللہ ان کے زمانہ میں اسلام کے سوا سب ملتیں اور مذاہب ہلاک کر دے گا۔

اب بتائیے کیا مرزا غلام احمد قادیانی کے آنے پر اسلام کے سوا سب مذاہب دنیا سے مٹ گئے ۔۔۔؟ اور کیا اب دنیا میں صرف اسلام ہی اسلام ہے؟ جب ایسا

نہیں ہے تو پھر مرزا قادیانی کو مسیح موعود سمجھنا حق کے مقابلے میں کس قدر بڑی جرأت ہے۔

مرزا قادیانی اس کے جواب میں کہتا ہے کہ میں نے اپنے دلائل سے اسلام کے سوا سب مذاہب کو ہلاک کر دیا ہے۔ مگر یہ کیسی مکاری ہے۔ اس طرح ہر شخص اسلام کی حقانیت پر چند کتابیں لکھ کر خود کو مسیح موعود قرار دے سکتا ہے۔ اسلام کی صداقت وعظمت پر ائمہ دین چودہ صدیوں سے دلائل کے انبار لگاتے آرہے ہیں۔ کیا وہ سب مسیح موعود تھے؟ مسیح موعود یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو کر دلائل سے نہیں جسمانی طور پر اور حقیقتاً دنیا سے اسلام کے سوا سب مذاہب ختم کر دیں گے۔ اسی لئے اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: يَضَعُ الْجِزْيَةَ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جزیہ ختم کر دیں گے۔ کیونکہ وہ کفار پر اسلامی حکومت کا ایک ٹیکس ہے جب کفار ہی نہ رہیں گے تو جزیہ کون دے گا اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا سے جزیہ کے ختم ہو جانے کا اعلان فرمائیں گے۔

پچپنویں علامت: قتل دجال کے بعد عیسیٰ علیہ السلام چالیس برس زندہ رہینگے

معلوم ہوا دجال سے کوئی مخصوص مخلوق مراد ہے جسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک خاص وقت پر قتل کریں گے اور اس کے بعد وہ چالیس برس تک رہیں گے اور جن احادیث میں سات برس کا ذکر آیا ہے اس سے صرف کثرت مراد ہے۔ امام ابن حجر نے فتح الباری میں یہی تحقیق فرمائی ہے۔ کیونکہ اکثر احادیث میں چالیس برس ہی کا ذکر آیا ہے۔ مرزا قادیانی نے کہا میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہوں اور پادری دجال ہیں اور میں نے دلائل کی تلوار سے انہیں قتل کر دیا ہے حالانکہ یہ سب

فریب ہے۔ مرزا قادیانی کے دلائل سے اگر پادری ہلاک ہوئے ہوتے تو چاہئے تھا اب دنیا میں عیسائیت مٹ گئی ہوتی مگر مرزا قادیانی کی زندگی میں اس کے دلائل سے متاثر ہو کر کسی ایک پادری یا عیسائی کا اسلام لانا بھی ثابت نہیں۔ الٹا یہ ہوا کہ مرزا قادیانی نے خود کو مسلمان کہہ کر جب سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ سیدہ مریم بتول رضی اللہ عنہا کو گالیاں دیں تو عیسائی قوم مسلمانوں سے مزید متنفر ہوئی۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ مرزا قادیانی کے ہاتھوں پادریوں کی ہلاکت کا کون سا واقعہ کس خاص وقت میں ہوا جس کے بعد وہ چالیس برس زندہ رہا۔ پادریوں کے ساتھ اس کی نوک جھوک آخر تک رہی اور اس کا مقصد مسلمانوں کو ورغلانا تھا۔

چھبیویں علامت: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور نماز جنازہ

اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد بھی بہت قابل غور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوں گے اور مسلمان ان کا جنازہ پڑھیں گے۔ سوال یہ ہے کہ ہر مسلمان فوت ہوتا ہے اور دوسرے مسلمان اس کا جنازہ پڑھاتے ہیں۔ یہ کون سی نئی بات ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے بیان کی گئی ہے اور اس کے بیان کی کیا ضرورت تھی؟ معلوم ہوا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بتانا چاہتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی فوت نہیں ہوئے وہ اوپر اٹھا لئے گئے ہیں۔ انہیں قیامت سے قبل نازل کیا جائے گا پھر وہ چالیس برس تک دنیا میں زندہ رہ کر فوت ہوں گے اور ان کا جنازہ پڑھا جائے گا۔ اے کاش! مرزائی لوگ حدیث رسول کو سمجھنے اور ماننے کی کوشش کریں۔

حدیث 33: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انبیاء کو شب معراج بتانا کہ میں اتر کر دجال کو قتل کروں گا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب وہ رات آئی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسراء (معراج) کروایا گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی باہم ملاقات ہوئی۔ انہوں نے قیامت کے متعلق باہم تذکرہ کیا۔ سب سے اول انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا مگر ان کے پاس قیامت کے متعلق کچھ علم نہ تھا۔ پھر انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا ان کے پاس بھی اس کے متلعق کچھ علم نہ تھا۔ تب بات پھر کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف آ گئی۔ انہوں نے فرمایا:

قَدْ عُهِدَ اِلَیَّ فِیمَا دُوْنَ وَجْبَتِهَا فَاَمَّا وَجْبَتُهَا فَلَا یَعْلَمُهَا اِلَّا اللهُ، فَذَکَرَ خُرُوْجَ الدَّجَّالِ، قَالَ: فَاَنْزِلُ فَاَقْتُلُهٗ۔ مجھے قیامت کے وقوع سے قبل ایک ذمہ داری سونپی گئی ہے، رہا اس کا وقوع تو اللہ کے سوا اسے کوئی نہیں جانتا۔ پھر آپ نے دجال کے خروج کا ذکر کیا، پھر فرمایا: تب میں نازل ہوں گا اور اسے قتل کروں گا۔

اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: تب لوگ اپنے شہروں کو لوٹیں گے تو یاجوج و ماجوج ان کا استقبال کریں گے اور وہ ہر راستہ سے نکلتے آئیں گے۔ وہ جس پانی پہ گزریں گے اسے پی ڈالیں گے۔ اور ہر چیز تباہ کر دیں گے اور وہ اللہ پر بھی جرأت کریں گے۔ (فَاَدْعُوْا اللهَ اَنْ یُمِیْتَهُمْ) تب میں اللہ سے دعا کروں گا کہ وہ انہیں مار دے۔ تب ان کی بدبو سے زمین بدبودار ہو جائے گی۔ تب وہ اللہ پر

جرأت کریں گے۔ (اللہ کو اپنے زعم میں مارنے کی کوشش کریں گے معاذ اللہ) تب میں اللہ سے دعا کروں گا تو وہ ان پر خوب بارش برسائے گا پھر اللہ انہیں اٹھا کر سمندر میں پھینکے گا پھر پہاڑ گرا دیئے جائیں گے اور زمین ایک چمڑے کی طرح سیدھی بچھا دی جائے گی اور قیامت لوگوں پر یوں اچانک قائم کر دی جائے گی جیسے حاملہ عورت کا معاملہ ہوتا ہے کہ گھر والے منتظر ہوتے ہیں کسی بھی وقت بچہ پیدا ہو جائے گا۔ (ابن ماجہ شریف کتاب الفتن باب فتنۃ الدجال صفحہ 2725 مجموعہ صحاح ستہ)

اس حدیث مبارک سے آنے والے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اور مسیح موعود کی حقیقت پر بہت زیادہ روشنی پڑتی ہے۔ چند چیزیں ملاحظہ ہوں۔

ستانویں علامت: انبیاء سابقین کی جماعت میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دوبارہ آنا ہے

اس حدیث کا مضمون بتا رہا ہے کہ شب معراج رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھنے کے لئے سب انبیاء سابقین مسجد اقصیٰ میں جمع ہوئے ان میں سے تین حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام کی باہم ملاقات اور گفتگو ہوئی۔ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بتایا کہ اللہ نے قیامت سے قبل ان کی ایک ڈیوٹی لگائی ہے وہ کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ دجال قربِ قیامت میں ظاہر ہوگا۔ فَأَنْزِلُ فَأَقْتُلُهُ۔ تب میں نازل ہوں گا اور اسے قتل کروں گا۔

کیا یہ حدیث پڑھنے کے بعد کسی کو اس میں شک رہ جاتا ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل نبی بن کر تشریف لا چکے ہیں وہی حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام قربِ قیامت میں دوبارہ نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔

اے مرزائیو! خدا کا کچھ تو خوف کرو۔ حدیث تو یہ کہہ رہی ہے کہ شب معراج انبیاء کی باہم ملاقات پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انبیاء کو بتایا کہ میں قیامت سے قبل اتروں گا اور دجال کو قتل کروں گا اور تم مرزا غلام احمد قادیانی کو حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام قرار دے رہے ہو، کیا مرزا قادیانی شب معراج سے قبل پیدا ہو چکا تھا اور کیا وہ اس رات مسجد اقصیٰ میں انبیاء کے درمیان موجود تھا؟ اور کیا وہ انہیں بتا رہا تھا کہ میں اتروں گا اور دجال کو قتل کروں گا جب اس کا جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے تو پھر تمہیں اسے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اور مسیح موعود قرار دیتے ہوئے خدا کا خوف کیوں نہیں آتا اور کچھ جھجھک کیوں محسوس نہیں ہوتی۔

حدیث 34: نزول عیسیٰ پر قتل دجال، ہلاکت یہود اور سانپوں کے زہر کا اختتام و دیگر علامات

حضرت ابو امامہ باھلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا جس میں اکثر کلام دجال کے متعلق تھا۔

اس حدیث میں دجال کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علامات اور اس کے احوال بتائے، اس میں یہ بھی تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اُس دن (دجال کے ظہور پر) عرب کہاں ہوں گے؟ فرمایا وہ اس دن قلیل ہوں گے، ان کی اکثریت بیت المقدس میں ہوگی اور ان کی امامت کرنے والا ایک صالح شخص ہوگا (جس سے حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ مراد ہیں)۔ آگے فرمایا:

فَبَيْنَمَا امامهم قد تقدم يصلي بهم الصبح اذ نزل عليهم عيسى ابنُ مريم الصبح۔ تو ابھی ان کا امام انہیں نماز فجر پڑھانے کو آگے

بڑھا ہی ہوگا کہ ان پر حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام فجر کے وقت نازل ہو جائیں گے۔
تب لوگوں کے امام (امام مہدی علیہ السلام) الٹے پاؤں پیچھے ہٹیں گے تا کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام بڑھ کر نماز پڑھائیں۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام امام کے کندھوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر فرمائیں گے تم ہی آگے بڑھو اور نماز پڑھاؤ کیونکہ یہ جماعت تمہارے ہی لئے کھڑی کی گئی ہے۔ تب ان کا امام ہی انہیں نماز پڑھائے گا۔
جب امام نماز ختم کرے گا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے دروازہ کھولو جب دروازہ کھولا جائے گا تو سامنے دجال ہوگا جس کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہوں گے۔ ان میں ہر کوئی تلوار سے مسلح ہوگا، جب دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو یوں پگھلنے لگے گا جیسے پانی میں نمک پگھلتا ہے اور واپس بھاگے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسے پکار کر فرمائیں گے: میں تجھ پر ایسا وار کرنے والا ہوں جس سے تم بچ نہیں سکتے۔ تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسے شہر لُد کے مشرقی دروازہ پر قتل کریں گے۔ تب اللہ یہود کو شکست دے گا اور اگر اللہ کی کسی پیدا کردہ چیز کے پیچھے کوئی یہودی چھپا ہوگا تو اللہ اس چیز کو قوت گویائی دے گا خواہ وہ پتھر ہو یا درخت یا دیوار یا جانور اور وہ چیز کہے گی اے اللہ کے مسلمان بندے! میرے پیچھے یہودی چھپا ہے آؤ اسے قتل کرو۔
پھر دجال کی چند مزید نشانیاں بیان کرنے کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام میری امت میں حاکم عادل اور امام منصف بن کر اتریں گے جو صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ اٹھا دیں گے، صدقہ ختم کر دیں گے۔ (کیونکہ کوئی صدقہ لینے والا نہ ہوگا) پھر کسی بکری یا اونٹ کی زکوٰۃ وصول نہ ہوگی۔ کینہ و بغض ختم ہو جائے گا۔ ہر زہریلے جانور کا زہر چھین لیا جائے گا حتیٰ کہ چھوٹے بچے سانپوں کے منہ میں ہاتھ ڈالیں گے تو انہیں نقصان نہ ہوگا، چھوٹی بچیاں

سانپوں کو ہاتھوں میں پکڑ لیں گی تو کچھ ضرر نہ ہو گا۔ بھیڑیئے بکریوں کی طرح ہو جائیں گے اور ساری زمین سلامتی سے بھر جائے گی جیسے برتن پانی سے بھر جاتا ہے اور ساری دنیا کا ایک ہی کلمہ ہو جائے گا اور اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے گی اور جنگ و جدال ختم ہو جائے گا اور قریش اپنا ملک واپس چھین لیں گے (کیونکہ امام مہدی قریشی ہوں گے) الخ۔ (ابن ماجہ شریف کتاب الفتن صفحہ 2728 مطبوعہ ریاض)

اس حدیث کو امام حاکم نے بھی مستدرک میں روایت کیا ہے اور صحیح مسلم کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے۔ سنن ابو داؤد میں بھی اس کا کچھ حصہ مروی ہے اور صحیح ابن خزیمہ میں بھی یہ مروی ہے۔

اس حدیث نے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر بڑی واضح روشنی ڈالی ہے اور ایسی نشانیاں بتائی ہیں جو مرزا قادیانی اور دوسرے جھوٹے مسیحان موعود کی حقیقت آشکار کر رہی ہیں۔ مثلاً

اٹھانویں علامت: حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیت المقدس میں نازل ہونگے

یہ حدیث بتا رہی ہے کہ اہل عرب کی اکثریت بیت المقدس میں ہوگی اور انہی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا، جبکہ مرزا قادیانی کو بیت المقدس کی ہوا تک نہ لگی۔ بلکہ اس نے ساری زندگی ہندوستان سے باہر قدم نہ رکھا وہ کہیں بھی باہر نہ گیا۔ اس کے لئے اس نے اپنے دعوؤں کی ساری عمارت جھوٹ پر استوار کی۔

اُنسٹھویں علامت: آپ کا نزول عین نماز فجر کے قیام کے وقت ہوگا

یہ حدیث بتاتی ہے کہ بیت المقدس میں آپ کا نزول عین نماز فجر کے وقت ہو گا۔ امام مہدی آپ کا نزول دیکھ کر رک جائیں گے اور الٹے پاؤں واپس لوٹیں گے

اور آپ کو نماز پڑھانے کی درخواست کریں گے آپ انکار کریں گے تب امام مہدی ہی نماز فجر پڑھائیں گے۔ بتائیے مرزا قادیانی کا ان باتوں سے کیا تعلق ہے وہ کون سی نماز فجر کے وقت بیت المقدس میں نازل ہوا اور کس امام نے اسے نماز فجر پڑھانے کی درخواست کی۔

ساٹھویں علامت: ہر چیز سے آواز آئے گی میرے پیچھے کوئی یہودی ہے اسے مارو

اس حدیث کے مطابق جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کر دیں گے تو اس کے ساتھی یہودی فوج اور دوسرے تمام یہود جو اس کا ساتھ دیتے تھے جان چھپاتے پھریں گے مگر جس چیز کے پیچھے چھپیں گے وہی آواز دے کر کہے گی میرے پیچھے یہودی چھپا ہے اسے مارو۔ تو اسے مارا جائیگا کیا مرزا قادیانی کے آنے پر ایسا ہوا کیا اس کے زمانہ میں سب یہود قتل کر دیئے گئے تھے۔ کیا ہر چیز سے یہی آواز آیا کرتی تھی جو حدیث میں مذکور ہوئی ہے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو مرزا قادیانی کو دعویٰ مسیح موعود کرتے ہوئے کوئی جھجھک کیوں محسوس نہ ہوئی۔

اکسٹھویں علامت: آپ کے دور میں کوئی صدقہ زکوٰۃ نہ رہے گی

اس حدیث کے بقول صدقہ ختم ہو جائے گا کیونکہ ہر کسی کے پاس اتنا مال ہوگا کہ وہ صدقہ لینے کا مستحق نہ ہوگا۔ کیا مرزا قادیانی کے آنے پر یہ حالت ہوگئی تھی کہ کوئی صدقہ لینے والا نہ رہا ہو۔ ابھی تک ایسے حالات پیدا نہیں ہوئے ثابت ہوا ابھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا وقت نہیں آیا اور مرزا قادیانی اور ایسے ہی لوگ ارشاد خداوندی لعنة الله علی الکاذبین سے ڈریں۔

باسٹھویں علامت: دنیا سے کینہ وبغض ختم ہوجائیگا

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وتُرفَعُ الشحناءُ والتباغضُ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر اللہ کی طرف سے کینہ وباہمی بغض اٹھالیا جائے گا۔ مرزائی جماعت میں اگر احساس ضمیر ہے تو وہ بتائے کیا مرزا قادیانی کے آنے پر دنیا سے بغض وکینہ اور حسد اُٹھ گیا تھا؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر انہیں مرزا غلام احمد قادیانی کو حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اور مسیح موعود قرار دیتے ہوئے خدا کا خوف کیوں نہیں آتا؟

تریسٹھویں علامت: سانپوں اور بچھوؤں کا زہر جاتا رہے گا

نبی اکرم ﷺ نے فرمایاو تُنزَعُ حُمَةُ كُلِّ ذاتِ حُمَةٍ ہر زہریلے اور موذی جانور کا زہر جاتا رہے گا۔ بلکہ فرمایا: بچے سانپوں کے منہ میں ہاتھ ڈالیں گے تو وہ انہیں کچھ نہ نقصان دے سکیں گے۔ مرزائیو! بتاؤ کیا واقعتاً اس وقت دنیا سے سانپوں اور بچھوؤں کا زہر ختم ہو گیا ہے؟ اگر ایسا ہے تو ذرہ مہربانی کر کے مرزائی جماعت کا موجودہ سربراہ مرزا غلام احمد قادیانی کا پوتا مرزا طاہر اپنے جسم پر زہریلے بچھو اور سانپ چڑھا کر دکھائے مگر وہ ایسا کبھی نہیں کرسکتا۔ کیونکہ ابھی سانپ اور بچھو کاٹتے ہیں تو مار ڈالتے ہیں تو پھر کس منہ سے مرزا قادیانی کو مرزائی جماعت وہ مسیح موعود قرار دیتی ہے جس کے آنے کا رسول اللہ ﷺ نے وعدہ فرمایا ہے۔ مرزائیو آج بھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے واپس آجاؤ۔

چونسٹھویں علامت: شیر کسی کو مارا نہیں کریں گے

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے تو چھوٹی بچیاں شیروں کے جبڑوں میں ہاتھ ڈالیں گی اور وہ انہیں نقصان نہ دیں گے حالانکہ شیر کا کام چیر

پھاڑ کر کھا جاتا ہے، مگر نزولِ حضرت عیسیٰ پر کیفیت بدل جائے گی۔ آج یہ کیفیت نہیں بدلی لہٰذا مرزا قادیانی کا مسیح موعود ہونے سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر مرزائی جماعت مرزا قادیانی کو مسیح موعود کہنے میں خود کو سچا سمجھتی ہے تو آیئے فیصلہ ہو جاتا ہے مرزائی خلیفہ کو کسی شیر کے پنجرے میں بھیجا جاتا ہے۔ پھر دیکھتے ہیں سچ کیا ہے جھوٹ کیا۔ شیر آج بھی چیر پھاڑ کر رہے ہیں، لہٰذا سچے مسیح موعود کا انتظار کرنا چاہئے کہ وہ کب نازل ہوتا ہے۔

پینسٹھویں علامت: نزولِ مسیح پر اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائیگی

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث میں فرمایا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے تو ساری انسانیت کا ایک ہی دین ہو جائے گا اور اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کی جائیگی۔ مرزائیو بتاؤ کیا واقعتاً ساری دنیا میں کوئی کافر نہیں رہا اور کیا اب کسی بُت، مورت یا غیر خدا کی عبادت نہیں کی جاتی؟ اگر کی جاتی ہے اور واقعتاً کی جاتی ہے تو پھر مرزا قادیانی کو مسیح موعود قرار دیتے ہوئے مرزائیوں کو کچھ جھجھک کیوں نہیں آتی۔

چھیاسٹھویں علامت: جنگ وجدال ختم ہو جائیگا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث میں فرمایا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے تو ساری دنیا میں ایک دین ہو جانے کی وجہ سے مختلف مذاہب و اقوام کی باہمی جنگیں ختم ہو جائیں گی پھر کوئی قوم دوسری قوم سے لڑائی نہیں کرے گی۔ آج ساری دنیا میں جنگ وجدال کا بازار گرم ہے۔ مسلمانوں پر ساری روئے زمین میں عرصۂ حیات تنگ کر دیا گیا ہے۔ اس کے باوجود مرزائی جماعت مرزا قادیانی کو مسیح موعود سمجھتی ہے تو یہ چمکتے سورج کی نفی کرنے کے برابر ہے۔

فصل سوم

نزولِ مسیح پر غیر صحاح ستہ کی احادیثِ صحیحہ

اب ہم چند وہ احادیث پیش کرتے ہیں جنہیں صحاح ستہ نے روایت نہیں کیا مگر وہ احادیث صحیحہ ہیں اور نزولِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بڑی واضح روشنی ڈالتی ہیں۔

حدیث 35: نزولِ مسیح پر اونٹوں، شیروں کا اکٹھا چرنا و دیگر نشانیاں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انبیاء کرام باہم سوتیلے بھائی ہیں، ان کا دین ایک ہے، مائیں جدا جدا ہیں، اور میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے ساتھ سب سے قریبی تعلق رکھتا ہوں، کیونکہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے، جب تم انہیں دیکھو گے تو پہچان لو گے وہ سرخ وسفید رنگت والے ہیں، سیدھے لمبے بال ہیں، ان کے بالوں سے قطرے برستے ہوں گے مگر تری نہ ہوگی، دو زعفرانی چادریں ان کے زیب تن ہوں گی وہ صلیب توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ اٹھا دیں گے اور سب دین معطل کر دیں گے تا آنکہ اللہ ان کے زمانہ میں اسلام کے سوا سب ملتیں ہلاک کر دے گا اور اللہ ان کے زمانہ میں مسیح کذاب و دجال کو ہلاک کر دے گا اور زمین میں امن ہی امن قائم ہو جائے گا تا آنکہ اونٹ شیروں کے ساتھ چرا کریں گے اور چیتے گائے کے ساتھ اور بھیڑیئے بکریوں کے ساتھ اور بچے سانپوں سے کھیلا کریں گے اور وہ انہیں کچھ نقصان نہ دیں گے۔ تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب تک اللہ چاہے گا زمین میں قیام رکھیں گے۔ پھر وہ فوت ہوں گے، اور مسلمان ان کا جنازہ پڑھ کر انہیں دفن کریں گے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد دوم صفحہ 437 مطبوعہ دار الفکر)

اس حدیث میں جو نئی نشانیاں معلوم ہوئیں ہیں یہ ہیں۔

ستاسٹھویں علامت: اونٹ شیروں کیساتھ چرا کرینگے اور بھیڑیئے بکریوں کیساتھ

نبی اکرم ﷺ اس حدیث میں فرمارہے ہیں کہ نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اونٹ اور شیر اکٹھے چرا کریں گے۔ چیتے اور گائیں اکٹھے پھریں گے اور بھیڑیوں اور بھیڑوں میں کچھ فرق نہیں رہے گا۔ مرزائیو اگر تمہیں کچھ بھی ضمیر کی خلعش محسوس ہوتی ہے تو بتاؤ تم کس منہ سے مرزا قادیانی کو مسیح موعود سمجھتے ہو، کیا اونٹ اور شیر اکٹھے پھرتے ہیں؟ کیا چیتے اور گائیں اکٹھے چرتے ہیں؟ اور کیا بھیڑیوں اور بھیڑوں میں صلح ہوگئی ہے؟ اگر نہیں ہوئی اور یقیناً نہیں ہوئی تو کچھ خوف خدا سے کام لو۔ ورنہ تمہیں چیلنج ہے دنیا کے جنگل میں ہمیں شیروں کو اونٹوں کے ساتھ اور بھیڑیوں کو بھیڑوں کے ساتھ اکٹھے گھومتا پھرتا دکھا دیں۔

حدیث 36: حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دجال کا خروج اور قیامت کی بہت سی نشانیاں ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

فَعِنْدَ ذٰلِكَ يَنْزِلُ اَخِي عِيْسٰى ابْنُ مَرْيَمَ مِنَ السَّمَاءِ عَلٰى جَبَلِ اَفِيْقٍ اَمَاماً هَادِياً وحكماً عادلاً۔ تب میرے بھائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے جبل افیق پر امام ہادی اور حاکم عادل بن کر نازل ہوں گے۔ ان کے سر پر ان کی ٹوپی ہوگی۔ میانہ قد ہوگا، کشادہ پیشانی ہوگی، لمبے بال ہوں گے، ان کے ہاتھ میں نیزہ ہوگا جس سے وہ دجال کو قتل کریں گے۔ اس کے قتل کے بعد جنگ کا خاتمہ ہو

جائے گا۔ پھر سلامتی ہی سلامتی ہوگی۔ شیر کسی کے سامنے آئے گا تو اسے کچھ خوف نہ ہوگا۔ سانپ کو پکڑے گا تو اسے کچھ نقصان نہ ہوگا۔ زمین اپنا سبزہ خوب اگائے گی و یؤمن به اهل الارض اور تمام اہل زمین حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئیں گے (ان کی اطاعت کرلیں گے) اور سب لوگوں کا ایک ہی دین ہو جائے گا۔

(کنز العمال بروایت اسحاق بن بشیر اور ابن عساکر جلد 8 صفحہ 268)

یاد رہے اس حدیث میں جبل افیق کا ذکر ہے۔ علامہ یاقوت نے معجم البلدان میں لکھا ہے کہ یہ اردن کا علاقہ ہے۔ اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اترنا دمشق کے مشرق میں منارہ کے پاس آپ کے اترنے والی حدیث سے متصادم نہیں کیونکہ اردن دمشق سے مشرق ہی میں ہے۔

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت صاف الفاظ میں فرمایا ہے ینزل اخی عیسٰی ابن مریم من السماء میرے بھائی حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔ یہ حدیث اگرچہ سنداً ضعیف قرار دی گئی ہے۔ تاہم اس کی تائید مذکورہ تمام احادیث سے ہوتی ہے جو اسے قوی بنا رہی ہیں۔ جس طرح قرآن کی ضعیف قراءات تفسیر قرآن کا درجہ رکھتی ہیں اسی طرح ضعیف احادیث قوی احادیث کے لئے تفسیر وتشریح بن جاتی ہیں لہٰذا بخاری ومسلم ودیگر صحاح نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بتایا اور اس حدیث نے اس نزول کی آسمان سے اُترنے کے ساتھ تشریح کردی۔

اٹھاسٹھویں علامت: حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر تمام اہل زمین ایمان لائیں گے

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: و یُؤمِنُ بِهٖ اَهْلُ

الْاَرْضِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر زمین سے سب باشندے ایمان لے آئیں گے۔ یعنی سب ان کی اطاعت کرتے ہوئے اسلام میں داخل ہو جائیں گے۔ اب ہم مرزا قادیانی کے ماننے والوں سے پوچھتے ہیں کیا مرزا قادیانی کی دعوت سے کسی نے اختلاف نہیں کیا۔ سچ تو یہ ہے کہ اس دعوت کو چند افراد کے سوا کسی نے قبول ہی نہیں کیا۔

حدیث 37: حضرت عیسیٰ علیہ السلام میرے ساتھ میری قبر میں دفن ہونگے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین کی طرف نازل ہوں گے وَیَتَزَوَّجُ و یُولد لہٗ اور شادی کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی اور وہ پینتالیس برس رہیں گے پھر فوت ہوں گے و یُدفَنُ معی فی قبری۔ اور میرے ساتھ میری قبر میں دفن ہوں گے۔ پھر میں اور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام دونوں اکٹھے ایک ہی قبر سے اٹھیں گے ہمارے ساتھ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہوں گے۔ (مواہب لدنیہ جلد دوم صفحہ 382)

اس حدیث کی تائید ترمذی شریف میں صحابی رسول حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہما کے اس قول سے ہوتی ہے کہ فرمایا: مَکتوبٌ فی التوراۃِ صفۃُ محمدٍ و عیسٰی ابن مریم یُدفَنُ مَعَہٗ۔ کہ تورات میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ صفت لکھی ہوئی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے ساتھ دفن ہوں گے۔ ترمذی نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔ (درمنثور جلد دوم صفحہ 245)

انہترویں علامت: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شادی ہوگی بچے ہوں گے

یہ بات قابل غور ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے لئے فرمایا گیا وہ زمین کی

طرف نازل ہونے کے بعد شادی کریں گے اور ان کے بچے ہوں گے یہ اس لئے ہے کہ آسمان کی طرف اٹھائے جانے سے قبل انہوں نے شادی نہیں کی تھی۔ اس حدیث نے بھی واضح کر دیا ہے کہ اس سے وہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام مراد ہیں جو پہلے نبی بن کر آئے تھے نہ کہ کوئی اور۔

سترویں علامت: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دفن ہونا

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ مبارکہ میں آج بھی ایک قبر کی جگہ باقی ہے اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا: حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے دونوں ساتھیوں (ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) کے ساتھ دفن ہوں گے اور ان کی قبر چوتھی ہوگی۔ اسے امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور طبرانی نے روایت کیا ہے۔

(درمنثور جلد 2 صفحہ 245، مجمع الزوائد جلد 8 صفحہ 206)

اب مرزائیوں کے لئے اس حدیث کے بعد کوئی جائے پناہ نہیں ہے۔ سیدھا سا سوال ہے کیا مرزا قادیانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ کے روضہ میں دفن ہوا تھا؟ مگر مرزا قادیانی جیسے انسان کا روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے مقدس ترین مقام سے کیا تعلق۔ روضۂ رسول میں اس کا دفن ہونا تو ایک طرف رہا اسے تو روضۂ رسول دیکھنے بلکہ سرزمین عرب میں قدم رکھنے کی توفیق نہ ہوئی بلکہ اس نے زندگی بھر ہندوستان سے باہر قدم نہ رکھا۔ اگر وہ کسی مسلم ملک میں قدم رکھتا تو مسلمان اس کے یقیناً پرخچے اڑا دیتے۔

پھر مرزا قادیانی جس عالم میں مرا وہ بہت عبرت ناک ہے۔ وہ اپنی ہی غلاظت میں لت پت ہو کر مرا۔ بیت الخلا میں اسے موت آئی۔ اور ابن ماجہ شریف

میں حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ کوئی نبی جہاں فوت ہوتا ہے وہیں اسے دفنایا جاتا ہے اگر مرزا قادیانی نبی تھا تو ضروری تھا کہ اس کی قبر بیت الخلا ہی میں بنائی جاتی۔ روضۂ رسول سے اس کا کیا تعلق۔

حدیث 38: نزولِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر پتھروں سے بھی زراعت ہوگی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کے بعد زندگی کتنی عمدہ ہوگی۔ آسمان کو مسلسل برسنے اور زمین کو کھیتی اگانے کا حکم ہوگا تا آنکہ سخت پتھر پر بیج ڈالو گے تو سبزہ اُگ آئے گا۔ لوگ شیروں کے پاس سے گزریں گے تو وہ انہیں نقصان نہ دیں گے۔ سانپوں کے اوپر پاؤں رکھ دیں گے تو وہ کچھ نہ کہیں گے۔ اس وقت کوئی کینہ، حسد اور بغض نہ ہوگا۔

(کنز العمال جلد 7 صفحہ 202۔203، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالہ)

حدیث 39: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نائب بنی تمیم سے ہوگا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے۔ دجال کو قتل کریں گے، زمین میں چالیس برس رہ کر اللہ کی کتاب اور میری سنت کا نفاذ کریں گے پھر فوت ہوں گے اور ان کی جگہ پر لوگ بنی تمیم کے ایک شخص کو خلیفہ بنائیں گے جسے مُقعد کہا جائے گا۔ مُقعد کے فوت ہونے پر تین برس نہ گزرنے پائیں گے کہ قرآن لوگوں کے سینوں اور کاغذوں سے نکل جائے گا۔

(الحاوی للفتاوی بروایت ابن حیان جلد 2 صفحہ 89 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

حدیث 40: نزول عیسیٰ پر جہاد ختم ہو جائیگا مسلمان اپنا اسلحہ فروخت کردینگے

حضرت سلمہ بن نفیل سکونی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جہاد منقطع نہ ہوگا تا آنکہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے اور مسلمان اپنا اسلحہ فروخت کردیں گے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 104 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

اکہترویں علامت: پتھروں سے سبزہ اُگنا

اصل میں اس سے زراعت، کھیتی اور سبزہ زاری کی کثرت مراد ہے کہ ساری روئے زمین میں کوئی جگہ خشک اور بنجر نہ رہے گی تو کیا مرزا قادیانی کے آنے پر ساری زمین ایسی ہی ہوگئی تھی، پھر کس منہ سے اسے مرزائی مسیح موعود کہتے ہیں؟ اللہ ہدایت نصیب فرمائے۔

بہترویں علامت: حضرت عیسیٰ کے وصال پر بنی تمیم کا شخص خلیفہ بنے گا

اگر مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود تھا تو اس کے خلیفہ نے ساری زندگی بنی تمیم سے اپنا تعلق کیوں نہ بتایا؟ کیونکہ اس نے یہ حدیث دیکھی ہی نہ تھی ورنہ ہاتھ پاؤں ضرور مارتا۔ مرزا قادیانی کا پہلا خلیفہ حکیم نور الدین تھا۔ پھر حدیث نے بتایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ کو مُقعد کہا جائے گا۔ کیا حکیم نور الدین کا نام مُقعد تھا؟ کیا اسے کبھی اس نام سے یاد کیا گیا۔ اگر ہمت ہے تو ثابت کرو۔ یارو کچھ تو انسان کو خوفِ خدا ہونا چاہئے۔

تہترویں علامت: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد قرآن سینوں اور کاغذوں سے نکل جائیگا

حدیث 39 نے بتایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد مُقعد نام کا شخص خلیفہ بنے گا پھر اس کے فوت ہونے کے بعد تین سال گزرنے نہ پائیں گے کہ قرآن لوگوں کے سینوں اور کاغذوں سے نکل جائے گا۔ گویا کسی کو قرآن کا کوئی لفظ یاد نہ رہے گا اور نہ دنیا میں قرآن کا کوئی لفظ کہیں لکھا ہوا رہ جائے گا سینے اور کاغذ قرآن سے خالی ہو جائیں گے کیونکہ قیامت آنے والی ہوگی۔ اور وہ صرف کافروں پر قائم ہوگی۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ نشانیاں بتا کر مرزا قادیانی سمیت مسیح موعود ہونے کے تمام باطل مدعیان کا راستہ بند کر دیا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ قرآن آج بھی موجود ہے۔ اس لئے قرآن کا ہر لفظ جھوٹوں پہ لعنت کر رہا ہے اور کرتا رہے گا۔

چوہترویں علامت: مسلمان اپنا اسلحہ فروخت کر دیں گے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے پر جب ایک بار ساری دنیا پہ اسلام ہی اسلام ہو جائے گا تو مسلمان اپنا اسلحہ فروخت کر دیں گے اور یوں بھی بغض وحسد اور کینہ ختم ہو جائے گا لہٰذا مسلمانوں کی کفار سے کوئی جنگ ہوگی نہ آپس میں کوئی لڑائی۔ اور اسلحہ کباڑی والوں کو بیچ دیا جائے گا تا کہ اس سے کوئی چیز بنائی جا سکے تو کیا مرزا قادیانی کے آنے پر یہ حالت پیدا ہو گئی خود مرزائی جماعت اسلحے کے ساتھ اپنے خلیفہ کا تحفظ کرتی پھرتی ہے مگر اپنے عقیدہ پر انہیں کچھ خیال نہیں آتا۔

اس موضوع پر ابھی احادیث کے انبار لگے ہوئے ہیں مگر میں انہی چالیس احادیث پر اکتفا کرتا ہوں جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دنیا میں واپسی پر ان کی

علامات ثابت ہوئیں۔ اگر کوئی بھی مرزائی انہیں بنظر انصاف پڑھے گا تو اپنے عقیدہ پر قائم نہ رہ سکے گا مگر انصاف کا مادہ اللہ ہی دے تو ملتا ہے۔ تاہم ہماری ذمہ داری اللہ اور اس کے رسول کا پیغام دینا ہے وہ ہم نے دیدیا۔ اللہ ہماری محنت قبول فرمائے۔

وصلی اللہ علیٰ حبیبہٖ محمد و اٰلہ و صحبہ اجمعین

آج مورخہ 21 جمادی الاخریٰ 1423ھ بمطابق 29 اگست 2002ء

- بروز جمعرات بعد نماز ظہر یہ مختصر رسالہ تکمیل کو پہنچا۔

محمد طیب غفرلہ

جامعہ رسولیہ اسلامک سنٹر مانچسٹر انگلینڈ

پہلا رسالہ

دلائل ختم نبوت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ رب العالمین و الصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم النبیین و اٰخر المرسلین و علی الہ و صحبہ اجمعین

اما بعد

تفسیر آیت ختم نبوت

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول

وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط

اور انبیاء میں سے سب سے آخری نبی ہیں (سورۃ الاحزاب، آیت: 40)

سورۃ الاحزاب کی مذکورہ آیت کریمہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر نص صریح ہے۔ لیکن اس کے معنی میں گمراہ لوگوں نے تحریف کی اور آپ کے بعد دروازہ نبوت کھولنے کی کوشش کی مگر انہیں اپنی کوششوں میں سخت ناکامی ہوئی۔ امت مسلمہ عقیدہ ختم نبوت پر غیر متزلزل ایمان رکھتی ہے۔ اس آیت کا ہر جملہ عقیدہ ختم نبوت پر روشنی ڈالتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں۔

یہ جملہ معنوی طور پر ماقبل والی آیات سے متصل ہے۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منہ بولے بیٹے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے نکاح کیا تو منافقین نے اعتراض کیا دیکھو انہوں نے اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کرلیا۔ اللہ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں۔ یعنی حضرت زید رضی اللہ عنہ سمیت کوئی مرد ان کا حقیقی بیٹا نہیں۔ رجل (مرد) کا لفظ اس لئے بولا گیا کہ اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں چار بیٹے پیدا ہوئے۔ تین بیٹے طیب، طاہر اور قاسم حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہوئے اور آخری بیٹا ابراہیم حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہوا۔ مگر یہ چاروں بیٹے شیر خوارگی ہی میں فوت ہو گئے۔ ان میں سے کوئی بھی مرد نہ کہلایا۔ اس لئے یہاں فرمایا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی مرد کے باپ نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چاروں بیٹے شیر خوارگی میں کیوں اٹھا لئے؟

اس کی حکمت یہ ہے کہ انبیاء سابقین میں سے متعدد کی اولاد بھی نبی تھی۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام نبی تھے۔ حضرت شیث علیہ السلام کے بیٹے حضرت ہاد علیہ السلام نبی تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے حضرت اسماعیل و اسحاق علیہما السلام نبی تھے۔ حضرت اسحاق علیہ السلام کے بیٹے یعقوب علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے یوسف علیہ السلام نسل در نسل نبی تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹے سلیمان علیہ السلام نبی تھے اور زکریا علیہ السلام کے بیٹے یحییٰ علیہ السلام نبی تھے۔ اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹوں میں سے کوئی بالغ ہوتا اور اس عمر کو پہنچتا جب کسی کو نبوت دی جاتی تھی تو ممکن تھا کوئی شخص اس کے متعلق نبی ہونے کا

گمان کر لیتا اور کہتا کہ اگر انبیاء سابقین کی اولاد نبی بن سکتی ہے تو کیا سبب ہے کہ آپ کا بیٹا نبی نہ بنے۔ آپ تو سید الانبیاء ہیں آپ کا بیٹا تو نبی بننے کا زیادہ حقدار ہے۔ اس گمراہی کے سدباب کے لئے اللہ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کے چاروں بیٹے شیر خوارگی میں اٹھا لئے۔ حالانکہ چار بچوں کا شیر خوارگی میں فوت ہونا عظیم ترین صدمہ ہے۔ اگر آپ کی جگہ کوئی اور شخص ہوتا تو یہ صدمہ برداشت نہ کر سکتا۔ مگر آپ نے یہ صدمہ بڑے صبر و تحمل سے برداشت کیا۔ کیونکہ آپ حکمت الٰہی سے واقف تھے۔ آپ نے صبر و استقامت کے ساتھ اپنے چاروں شیر خوارگوں کی موت کا صدمہ برداشت کر لیا۔ مگر یہ پسند نہ کیا کہ عقیدہ ختم نبوت پر کوئی آنچ آئے۔ یوں کہہ لیں کہ آپ نے تحفظ ختم نبوت کے لئے اپنے چار بیٹوں کی قربانی دے دی۔ جس روز آپ کا آخری بیٹا ابراہیم فوت ہوا تو آپ نے اس کی لاش جھولی میں رکھی۔ پھر آپ کی آنکھوں سے چھم چھم آنسو برس پڑے اور آپ نے فرمایا: اے ابراہیم! آج ہم تمہارے فراق پہ بہت دکھیا ہیں۔ (بخاری کتاب الجنائز)

اس کے باوجود مرزائی گروہ نے مرزا قادیانی کو نبی مان لیا۔ کیا انہیں محبوب خدا ﷺ کے آنسوؤں کا بھی کوئی لحاظ نہیں۔ کتنے سنگ دل و سفاک لوگ ہیں یہ۔

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ جب حضور ﷺ کے سگے بیٹوں کا نبی ہونا اللہ کو منظور نہیں تو چودھویں صدی کے ایک ناکام وکیل کا نبی بننا اللہ کو کیسے پسند ہے۔

آگے اللہ نے فرمایا:

وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ

کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔

یعنی اگرچہ وہ کسی مرد کے جسمانی باپ نہیں مگر وہ بحیثیت رسول تمام امت کے

روحانی باپ ضرور ہیں۔ جیسا کہ ہر نبی اپنی امت کا روحانی وایمانی باپ ہے۔ مگر پہلے انبیاء اور حضور ﷺ میں فرق یہ ہے کہ ان کا روحانی باپ ہونا کامل نہ تھا۔ آپ کا روحانی باپ ہونا کامل معنی میں ہے۔ کیونکہ ہر باپ اگرچہ اپنی اولاد پر رحیم ہوتا ہے۔ مگر جسے پتہ ہو کہ اس کے بعد اس کی کمزور اولاد کا کوئی سنبھالنے والا ہے تو وہ اپنی اولاد کی تربیت وتعلیم کے اعتبار سے کئی چیزیں اس پر چھوڑ دیتا ہے کہ چلو جو چیز رہ گئی ہے وہ بعد میں پوری ہو جائی گی۔ اس کے برخلاف جسے علم ہو کہ میرے بعد اس کی اولاد کا کوئی رکھوالا نہیں وہ اپنی اولاد پر رحمت وشفقت اور ان کی تعلیم وتربیت میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتا۔ اسی طرح پہلے انبیاء میں سے کسی کو یہ خیال رہتا تھا کہ اگر وہ انسانیت کی تعلیم کا کام تمام نہیں کر سکے تو بعد والے انبیاء اسے مکمل کر دیں گے مگر رسول اکرم ﷺ کو پتہ تھا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آنے والا۔ چنانچہ آپ کی رحمت وشفقت اپنی امت پہ سب انبیاء سے بڑھ گئی اور آپ نے فرمایا:

”انما بعثت لأتمم مکارم الأخلاق“

میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ اعلیٰ اخلاق کی تعلیم مکمل کر دوں۔

(مؤطا امام مالک. کتاب حسن خلق باب8)

اور آپ نے انسانیت کو اس طرح مکمل تعلیم دی کہ اللہ نے فرمایا:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا۔ (مائدہ:3)

وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

تاکہ معلوم ہو کہ نہ صرف رسول اللہ ہونے کی حیثیت سے آپ اپنی امت پر رحیم ہیں۔ بلکہ آخری رسول ہونے کے اعتبار سے آپ کی رحمت سب انبیاء سے

بڑھی ہوئی ہے اور آپ نے امت کی تعلیم میں کوئی کمی نہیں رہنے دی۔ جسے پورا کرنے کے لئے آپ کے بعد کسی اور نبی کو بھیجنے کی ضرورت ہو۔

آخر میں فرمایا گیا:

وَ كَانَ اللهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا

کہ اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے وہ خوب جانتا ہے اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں آخری نبی بنایا ہے؟ جو اس چیز پہ معترض ہیں وہ اللہ کے علم پر معترض ہیں۔ یہ تو اس آیت کی مختصر تفسیر ہے اب اس کے متعلق چند ضروری ابحاث ہیں۔ جنہیں مختصراً ذکر کیا جاتا ہے۔

لفظ خَاتَمَ النَّبِيِّنَ میں دو قراءات

یاد رہے کہ قرآن کریم کی سات قراءات متواترہ میں سے امام عاصم کوفی رحمۃ اللہ علیہ کی قرأت کے مطابق اس آیت میں لفظ خَاتَمَ النَّبِيِّنَ تاء کے فتح (زبر) کے ساتھ ہے اور آج انہی کی قرآت بروایت امام حفص سارے عالم میں مشہور ہے۔ جبکہ باقی چھ قراء بلکہ قراءات ثلاثہ مشہورہ والے تین قراء بھی خَاتِمَ النَّبِيِّنَ تاء کے کسرہ (زیر) کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ (مظہری، قرطبی، ابن کثیر، خازن وغیرہ)

امام ابوالخیر محمد بن محمد دمشقی المعروف بہ ابن جزری متوفی 833ھ علم قراءات سبعہ وثلاثہ پر اپنی سب سے متداول کتاب النشر میں فرماتے ہیں کہ

وَاخْتَلَفُوا فِي خَاتَمَ النَّبِيِّنَ فَقَرَأَ عاصِمٌ بفتح التَّاءِ و الباقونَ بِكَسْرِهَا

خَاتَمَ النَّبِيِّنَ میں قراء نے اختلاف کیا امام عاصم نے تاء کا فتح پڑھا اور

دوسروں نے تاء کا کسرہ۔(النشر فی القراءات العشر جلد 2 ص 348)

راقم الحروف نے علم قراءات کی سبعہ وثلاثہ کی تحصیل اور الشاطبیہ کی شرح لکھنے کے دوران یہ کتاب سبقاً سبقاً ورقاً ورقاً پڑھی۔ ان دونوں قراءات کے مطابق خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کا معنی آخری نبی ہی بنتا ہے۔اگر خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ تاء کی زیر سے پڑھا جائے۔ جب کہ یہ امام عاصم کے سوا تمام قراء کی قراءات ہے تو یہ اسم فاعل ہے جس کا معنی ہے انبیاء کا ختم کرنے والا یعنی وہ نبی جس نے بعثت انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا اب اس کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانہ میں دوبارہ آئیں گے مگر وہ بطور نبی مبعوث نہ ہوں گے ان کی بعثت بطور نبی پہلے ہو چکی) اور اگر خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ تاء کی زبر سے پڑھا جائے تو اس کا معنی انبیاء کی مہر ہے۔ آپ کو انبیاء کی مہر اس لئے کہا گیا کہ جب کوئی خط یا پارسل کہیں بھیجا جائے تو لفافے یا تھیلے میں چیزیں ڈال کر اس کے منہ کو بند کیا جاتا ہے اور اس پر ڈاکخانہ کی طرف سے مہر لگا دی جاتی ہے جس کا یہ معنی ہوتا ہے کہ اب اس لفافہ میں مزید کچھ نہیں ڈالا جا سکتا نہ نکالا جا سکتا ہے۔ اللہ نے بھی ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم و بیش انبیاء بھیجے اور آخر میں اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیج کر سلسلہ نبوت کے پارسل پر مہر لگا دی اب آپ کے بعد سلسلہ نبوت میں کوئی اضافہ نہیں کیا جا سکتا۔ نہ کسی کو صف انبیاء میں سے نکالا جا سکتا ہے۔

خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کا معنی آخری نبی ہونا حدیث کی روشنی میں

مرزائی فرقہ مسلمانوں میں گمراہی پھیلانے کے لئے خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کا یہ معنی کرتا ہے کہ آپ کا مرتبہ انبیاء میں اتنا عظیم ہے کہ تمام انبیاء کے مراتب وہاں ختم ہو

جاتے ہیں۔ گویا آپ مرتبے میں سب سے آخری نبی ہیں۔ اس کا یہ معنی نہیں کہ آپ زمانے کے اعتبار سے آخری نبی ہیں۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ فلاح محدث خاتم المحدثین ہے یعنی تمام محدثین کا علم وفضل اس پہ ختم ہو جاتا ہے اس کا یہ معنی نہیں کہ اس کے بعد کوئی محدث دنیا میں نہیں آئے گا۔ یہی معنی خَاتَمَ النَّبِيّنَ کا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ مرزائی لوگ کہتے ہیں ہم بھی نبی ﷺ کو خَاتَمَ النَّبِيّنَ مانتے ہیں مگر مرتبے کے اعتبار سے نہ کہ زمانے کے اعتبار سے۔

مگر مرزائیوں نے یہ معنی کر کے قرآن میں تحریف کی ہے۔ جب خود رسول اللہ ﷺ نے کثیر احادیث میں لفظ خَاتَمَ النَّبِيّنَ کی تفسیر فرما دی ہے کہ اس کا معنی آخری نبی ہے اور یہ کہ آپ کے بعد کوئی نہیں آئے گا۔ تو پھر صاحب قرآن ﷺ کی تفسیر سے منہ موڑ کر اپنی طرف سے قرآن کی من مانی تفسیر کرنا چہ معنی دارد؟ چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

1) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اور گزشتہ انبیاء کی مثال ایسے ہے جیسے کسی نے گھر بنایا اور اسے خوب آراستہ و مزین کیا مگر ایک کونے میں ایک پتھر نہ لگایا۔ لوگ آ کر اس مکان کی تعریف کرنے لگے کہ کتنا خوبصورت ہے۔ مگر وہ تعجب سے کہتے ہیں کہ یہ ایک پتھر کی جگہ کیوں خالی ہے؟ آگے آپ نے فرمایا:

فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتَمَ النَّبِيِّينَ

کہ میں ہی وہ پتھر ہوں اور میں خَاتَمَ النَّبِيّنَ ہوں۔

(بخاری شریف کتاب المناقب باب 18 حدیث 3534 مسلم کتاب الفضائل حدیث 22)

گویا رسول اللہ ﷺ نے وضاحت فرما دی کہ آپ جب تک مبعوث نہ ہوئے

تھے قصر نبوت میں صرف ایک پتھر کی کمی تھی آپ کے آنے سے وہ آخری پتھر لگ گیا اور قصر نبوت مکمل ہو گیا۔ اس لئے آپ نے فرمایا:

وانا اللبنة و انا خاتم النبیین

کہ میں خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ہوں۔ کیونکہ میں وہ آخری پتھر ہوں۔

اس حدیث نے کس قدر وضاحت فرمادی کہ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کا معنی آخری نبی ہے بس۔

2) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے (ایک طویل حدیث کے ضمن میں) فرمایا:

سَیَکُوْنُ فِی اُمَّتِیْ کَذَّابُوْنَ ثَلاثُونَ کُلُّھُمْ یَزْعَم اَنَّہٗ نَبِیٌّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

میری امت میں تیس کذاب (نہایت جھوٹے لوگ) پیدا ہوں گے ان میں سے ہر کوئی سمجھے گا کہ وہ نبی ہے جب کہ میں خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

(1) (ابوداؤد کتاب الفتن والملاحم باب اول حدیث 4252)

(2) (ترمذی کتاب الفتن باب 43 حدیث 2219)

اس حدیث میں کس قدر واضح واشگاف میں اللہ کے رسول فرمارہے ہیں کہ میں خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ اس معنی میں ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ مگر افسوس مرزائی گروہ نے اپنی آنکھوں پر تعصب کی پٹی باندھ لی ہے۔ مرزائی لوگ لا نبی بعدی کے معنی میں یہ ڈنڈی مارنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اس کا معنی ہے میرے بعد کوئی کامل نبی نہیں ہے۔ جیسے لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب۔ یعنی

سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز کامل نہیں ہے۔ یہ معنی نہیں کہ سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں۔ اسی طرح حدیث میں لا نکاح الا بولی۔ ولی کے بغیر نکاح نہیں ہے۔ احناف نے اس کا یہ معنی کیا ہے کہ ولی کے بغیر نکاح کامل نہیں۔ یہ معنی نہیں کہ اس کے بغیر لڑکی نکاح کر ہی نہیں سکتی۔ اسی طرح لا نبی بعدی کا یہ معنی ہے کہ آپ کے بعد کوئی کامل یعنی صاحب شریعت نبی نہیں ہے۔ ہم عرض کرتے ہیں کہ مرزائیوں کا یہ ترجمہ کرنا بھی عظیم گمراہی ہے۔ اگر کوئی مشرک کہے کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ کا یہ معنی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی کامل خدا نہیں۔ ویسے اللہ کے سوا چھوٹے خدا بھی ہیں تو مرزائی اسے کیا جواب دیں گے۔ خدا کے بندو! جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں کہ آپ کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں ہے تو پھر اس میں کامل یا غیر کامل کا فرق کرنا کھلی گمراہی کے سوا کیا ہے۔

3) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے چھ چیزوں کے ذریعے تمام انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے۔

1) مجھے جوامع الکلم عطا فرمائے گئے۔
2) میری رُعب سے مدد کی گئی۔
3) میرے لئے مال غنیمت حلال کیا گیا۔
4) میرے لئے تمام زمین کو پاک اور مسجد بنا دیا گیا۔
5) مجھے تمام مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا اور
6) مجھ پر انبیاء کی آمد کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔

(مسلم کتاب المساجد حدیث 5، ترمذی کتاب السیر باب 5، مسند احمد 2 ص 412)

ایک حدیث میں یوں فرمایا گیا: میں قصر نبوت کا آخری پتھر ہوں۔ فَخُتِمَتْ

الْاَنْبِیَاءَ تو میں نے انبیاء کی آمد کا سلسلہ ختم کر دیا۔
(مسلم کتاب الفضائل حدیث 23)

خُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ اور خَتَمْتُ الْاَنْبِیَاءَ کے الفاظ کس قدر صراحت سے بتا رہے ہیں کہ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ اس معنی میں ہے کہ آپ نے سلسلہ نبوت ختم کر دیا ہے۔ اس کے باوجود خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کا معنی بدل کر کچھ اور کرنا پرلے درجے کی تحریف قرآن اور الحاد و زندیقیت ہے۔ خود مرزا قادیانی نے لکھا! پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کوئی تفسیر ثابت ہو جائے تو مسلمان پر فرض ہے کہ بلا توقف و بلا عذر اسے قبول کرے نہیں تو اس میں الحاد و زندیقیت کی رگ ہوگی۔
(برکات الدعاء ص 18 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6)

ہم مرزائیوں سے پوچھتے ہیں جب خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کی تفسیر ثابت ہو چکی ہے کہ آپ آخری نبی ہیں تو پھر اسے بلا توقف و بلا عذر مان لینا ہر مسلمان پر فرض ہے یا نہیں اور خود مرزا اور اس کی جماعت اس تفسیر سے منہ موڑتی ہے تو کیا ان میں الحاد و زندیقیت کی رگ ہے یا نہیں۔ یہ فیصلہ وہ خود کریں۔

خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کا معنی آخری نبی ہونا مرزا قادیانی کی تحریرات سے

مرزا غلام احمد قادیانی کی وہ کتابیں جو 1900ء سے قبل چھپیں، ایسی عبارات سے بھری پڑی ہیں جو خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کا معنی آخری نبی بتاتی ہیں اور ختم نبوت کے منکر کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتی ہیں۔ اس کے بعد 1901ء میں مرزا قادیانی نے قلابازی کھائی اور کھلے عام دعویٰ نبوت کیا۔ پھر وہ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کے معنی میں تبدیلی و تحریف کرنے لگا۔ بہر حال یہاں اس کی چند پہلی تحریرات پیش کی جاتی ہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ:

1) اور کیونکہ ممکن تھا کہ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کے بعد کوئی اور نبی اس مفہوم تام اور کامل کے ساتھ جو نبوت کی شرائط میں سے ہے آسکتا لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے۔ کیا یہ مہر اس وقت ٹوٹ جائے گی؟

(ازالہ اوہام حصہ دوم ص 387، مندرجہ روحانی خزائن جلد 3، سن طباعت 1891ء)

2) اسی کتاب میں آگے صفحہ 412 پر مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ ''ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ صادق الوعد ہے اور جو آیت خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ میں وعدہ کیا گیا ہے اور جو حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرئیل کو بعد وفات رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمیشہ کے لئے وحی نبوت کے لانے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ تمام باتیں صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد ہرگز نہیں آسکتا''۔ (حوالہ مذکورہ)

3) اسی کتاب میں آگے چل کر صفحہ 414 پر مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ ''اور ظاہر ہے کہ یہ بات مستلزم محال ہے کہ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کے بعد پھر جبرئیل علیہ السلام کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمد ورفت شروع ہوجائے''۔ (حوالہ مذکورہ)

4) اسی کتاب میں آگے صفحہ 431 پر مرزا قادیانی مزید واشگاف الفاظ میں لکھتا ہے کہ ''اکیسویں آیت یہ ہے مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ'' یہ آیت بھی صاف دلالت کررہی ہے کہ بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔ (حوالہ مذکورہ)

5) مرزا قادیانی کی یہ عبارت بھی پڑھیے اور نیرنگی زمانہ پر تعجب کیجئے وہ لکھتا ہے کہ ''اے لوگو! اے مسلمانوں کی ذریت کہلانے والو! دشمن قرآن نہ بنو اور خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کے بعد وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو اور اس خدا سے

شرم کرو جس کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے۔

(آسمانی فیصلہ، صفحہ 25، مندرجہ روحانی خزائن جلد 4، سن طباعت 1892)

مرزا قادیانی کی ان تحریرات کے بعد کیا کوئی شک رہ جاتا ہے کہ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کا معنیٰ آخری نبی ہی ہے جس کی آمد پر وحی نبوت کا دروازہ بند کر دیا گیا اور سلسلہ نبوت پر مہر لگا دی گئی۔ اب جبرئیل علیہ السلام وحی نبوت لے کر نہیں آسکتے اور جو شخص اس آیت کے بعد بھی کوئی نیا نبی مانتا ہے وہ خدا سے شرم نہیں رکھتا۔ بلکہ مرزا قادیانی نے اس سے بھی واشگاف الفاظ میں خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کی تفسیر کرتے ہوئے اپنی عربی کتاب ''حمامۃ البشریٰ'' میں لکھا:

اَلَا تَعْلَم اَنَّ الربَّ المتفضل سمی نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین بغیر استثناءٍ و فسرہ نبینا فی قولہ لانبی بعدی بیان واضح للطالبین ولو جوزنا ظهور نبی بعد نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لجوزنا انفتاح باب وحی النبوۃِ بعد تغلیقها

کیا تم نہیں جانتے کہ فضل و کرم والے رب نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ رکھا ہے۔ جس میں کسی نبی کا استثناء نہیں اور اس کی تفسیر ہمارے نبی نے اس قول ''لا نبی بعدی'' سے کر دی ہے۔ جو طالبین کے لئے واضح بیان ہے اور اگر ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی اور نبی کا ظہور جائز مانیں تو ہمیں وحی نبوت کا دروازہ کھولنا پڑے گا جبکہ اسے اللہ نے بند کر دیا ہے۔

(حمامۃ البشریٰ 200 مندرجہ روحانی خزائن جلد 7)

مرزا قادیانی کا خود کو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) قرار دینا

مگر اسی مرزا قادیانی نے چند برس بعد دعویٰ کیا کہ میں عین محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوں

اور میری شکل میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہی دوبارہ دنیا میں آ گئے ہیں اور جب میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہی ہوں تو خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کی مہر نہیں ٹوٹی بلکہ محمد کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) چنانچہ وہ لکھتا ہے:

مگر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جو درحقیقت خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ تھے۔ مجھے رسول اور نبی کے لفظ سے پکارا جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں اور نہ اس سے مہر ختمیت ٹوٹتی ہے۔ کیونکہ میں بموجب آیت وَّ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ وہی نبی خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ہوں اور خدا نے مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود قرار دیا ہے۔ پس اس طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا چونکہ میں ظلّی طور پر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوں پس اس طرح خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی۔ کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی۔

(ایک غلطی کا ازالہ ص 8، مندرجہ روحانی خزائن، جلد 18 ص 212 تاریخ طباعت 5، 1901 نومبر)

اب جو شخص خود کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرار دیتا ہے اور کہتا ہے کہ میں دعویٰ نبوت نہیں کر رہا بلکہ میری شکل میں خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی دوبارہ دنیا میں آ کر دعویٰ نبوت کر رہے ہیں اس سے بڑا ملعون، شیطان اور دجال کون ہو سکتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو فرماتے ہیں کہ جس نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری مثل نہیں بن سکتا۔ (بخاری شریف کتاب العلم، باب 38، مسلم کتاب الرویا، حدیث 10) گویا شیطان کو تو جرأت نہیں کہ کسی کے خواب میں آ کر کہے میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں، پھر جو شخص جاگتے میں لوگوں سے کہے میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں۔ میں نبی خاتم الانبیاء ہوں اور میں دعویٰ نبوت نہیں کر رہا میری شکل میں خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی دعویٰ نبوت کر رہے ہیں۔ وہ شیطان کا بھی باپ نکلا۔ اس کے مکر و فریب اور شیطانیت نے تو شیطان کو بھی

پیچھے چھوڑ دیا۔ یقیناً شیطان بھی اس سے پناہ مانگتا ہے۔ تاریخ اسلام میں کئی جھوٹے مدعیان نبوت آئے۔ انہوں نے خود کو نبی کہا مگر خود کو معاذ اللہ محمد ﷺ قرار دینے کی جرأت کسی نے نہ کی یہ جرأت صرف مرزا غلام احمد قادیانی کو ہوئی ایں کار از تو آید ومرداں چنیں کنند

ہندوؤں کا عقیدہ یہ ہے کہ انسان مرنے کے بعد دوسرے جنم میں کسی دوسری مخلوق کے روپ میں پھر آجاتا ہے۔ اسے وہ تناسخ کہتے ہیں لیکن ہندو بھی یہ نہیں مانتے کہ کوئی شخص پہلے ہی نام اور اوصاف کے ساتھ دوبارہ دنیا میں آسکتا ہے۔ مگر مرزا قادیانی نے یہ کہہ کر کہ تیرہ سو برس کے بعد اس کی شکل میں حضور ﷺ ہی دوبارہ دنیا میں پہلے اوصاف کے ساتھ آگئے ہیں۔ ہندوؤں کو بھی پیچھے چھوڑ دیا۔ شاباش! یہ ہوتا ہے کمال۔

لفظ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ سے کوئی نبی مستثنیٰ نہیں

یاد رہے اس آیت میں اللہ نے حضور ﷺ کو خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ فرمایا۔ خاتم المرسلین یا خاتم الرسل نہ فرمایا۔ اس لئے کہ رسول اور نبی میں فرق ہے۔ رسول کا درجہ خاص ہے اور نبی کا عام۔ نبی تو ہر اس انسان کو کہتے ہیں جس پر اللہ نے وحی نازل فرمائی اور اسے خلق خدا کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔ جبکہ رسول یا مرسل کا لفظ انبیاء میں سے صرف انہی پر بولا جاتا ہے۔ جنہیں اللہ نے کوئی نئی کتاب، نئی شریعت یا نیا صحیفہ عطا فرمایا۔ اگر خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ کہا جاتا تو کوئی کہنے والا کہتا کہ آپ نے فرمایا صرف ایسے انبیاء کی آمد کا سلسلہ ختم کیا ہے جو نئی کتاب یا نئی شریعت لانے والے ہوں۔ مطلقاً ہر نبی کی آمد کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا۔ مگر اللہ نے

خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کہہ کر اس گمراہی کا دروازہ بھی بند کر دیا۔ امام ابن کثیر نے اس آیت کے تحت یہی تقریر اختصاراً فرمائی ہے۔

پھر لفظ النَّبِیّٖنَ جمع مذکر سالم کا صیغہ ہے قواعد نحو کے مطابق جب یہ معرف بالام (الف لام کے ساتھ مل کر) ہوتو یہ اپنے تمام افراد کو گھیر لیتا ہے کسی فرد کو باہر نہیں رہنے دیتا۔ قرآن میں اس کی کثیر مثالیں موجود ہیں جیسے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ (فاتحہ)

وَلَا الضَّآلِّیْنَ ہمیں گمراہوں میں سے گمراہ کا راستہ نہ دکھا۔ (فاتحہ)

ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ قرآن تمام متقین کے لئے ہدایت ہے۔ (بقرہ:2)

اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ جہنم تمام کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ (بقرہ:24)

اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ وہ سب خسارے میں ہیں۔ (بقرہ:27)

اِلَّا عَلَی الْخٰشِعِیْنَ نماز خشوع والوں میں سے کسی پر بھاری نہیں۔ (بقرہ:54)

وَاَنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ میں نے آپ کو تمام جہانوں پر فضیلت دی۔ (بقرہ:47)

وَمَوْعِظَۃً لِّلْمُتَّقِیْنَ ہم نے اسے تمام متقین کیلئے نصیحت بنایا۔ (بقرہ:66)

وَاِذْ اَخَذَ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ اور جب اللہ نے تمام انبیاء سے عہد لیا۔ (عمران:15)

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ اور ہم نے تو آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ (الانبیاء:107)

یہ دس مثالیں ہم نے ایک دومنٹ میں قرآن کریم سے نکال لی ہیں اور ایسی

مثالیں قرآن کریم میں قریباً ہر صفحہ پر نظر آتی ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ جمع مذکر سالم معرف باللام ہونے کی صورت میں اپنے تمام افراد کا احاطہ واستغراق کرتی ہے۔ لہٰذا خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ میں تمام انبیاء شامل ہیں۔ خواہ وہ تشریعی ہوں یا غیر تشریعی۔ صاحب کتاب ہوں یا غیر صاحب کتاب۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب کی آمد کا سلسلہ ختم کرنے والے ہیں۔ جمع مذکر سالم معرف باللام اگر کہیں سارے افراد کو محیط نہ ہوتو وہاں ضرور کوئی قرینہ خارجی اس سے مانع موجود ہوتا ہے۔ جیسے وَ يَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ یعنی یہود انبیاء کو قتل کرتے تھے۔ ظاہر ہے یہاں سارے انبیاء مراد نہیں ہیں۔ کیونکہ یہود سب انبیاء کو قتل نہیں کر سکے۔ یہ قرینہ حالیہ استغراق سے مانع ہے۔ جبکہ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ میں استغراق سے مانع کوئی قرینہ موجود نہیں۔ بلکہ استغراق پر دلالت کرنے والے سینکڑوں قرائن موجود ہیں۔ اور وَ يَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ میں سب انبیاء بھی مراد ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ایک نبی کا قتل سب انبیاء کے قتل کے مترادف ہے۔ جیسے کہ ایک نبی کی تکذیب سب انبیاء کی تکذیب ہے۔ اسی لئے فرمایا گیا كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ کہ قوم ثمود نے سب رسولوں کو جھٹلایا۔ (شعراء:141)

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۶۰﴾ قوم لوط نے سب انبیاء کو جھٹلایا۔ (شعراء:160)

ختم نبوت پر قرآن کریم سے چند آیات

1) وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ اور وہ جو اس وحی پر ایمان لاتے ہیں جو اے رسول! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ پر نازل کی گئی اور جو آپ سے پہلے نازل کی گئی۔ (بقرہ:4)

قرآن تاقیامت ہدایات بن کر اترا ہے اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بھی وحی اترنے کا

سلسلہ جاری ہوتا تو یہاں ساتھ یہ بھی کہا جاتا: وَمَا يُنْزَلُ مِنْ بَعْدِكَ۔ کہ مؤمنین اس وحی پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو آپ کے بعد نازل کی جائے گی۔ مگر بعد والی کسی وحی کا ذکر نہ کیا گیا۔ صرف آپ پر اور آپ سے پہلے اترنے والی وحی پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا۔ جو اس امر کی دلیل بین ہے کہ آپ کے بعد کوئی وحی نہیں اترنے والی۔

2) يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے حکم والوں کی اطاعت کرو۔ (نسآء:59)

اس آیت میں اللہ کی اطاعت اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کے بعد حکم والوں کی اطاعت کا ذکر کیا گیا۔ یعنی علماء اور مسلم حکام جو اللہ اور اس کے رسول کے بیان کردہ احکام کا اجراء کرتے ہیں۔ صاف نظر آرہا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حکام اور علماء تو آتے رہیں گے تا کہ اللہ و رسول کے فرامین کا نفاذ کریں۔ مگر کوئی اور رسول نہیں آسکتا۔ اسی لئے یہاں اُولِى الْاَمْرِ کے لئے علیحدہ لفظ اَطِيْعُوْا نہ لایا گیا۔ کیونکہ ان کی اطاعت کوئی مستقل چیز نہیں بلکہ ان کی اطاعت اصل میں حکم خدا اور رسول ہی کی اطاعت ہے۔ وہ اپنی طرف سے کوئی نیا حکم نافذ نہیں کر سکتے۔

3) قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ اے پیارے رسول! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ فرما دیں۔ اے لوگو! اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اطاعت کرو تب اللہ تم سے محبت فرمائے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ (آل عمران:31)

اس آیت میں تا قیامت آنے والے ہر مسلمان کو محبت الٰہی اور نجات اخروی کے حصول کے لئے ایک ہی طریقہ بتایا گیا ہے اور وہ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے یعنی

آپ کے بعد کوئی ایسی شخصیت نہیں آسکتی جس کی اطاعت پر نجات اخروی موقوف ہو اور اگر آپ کے بعد کوئی نبی آنا ممکن ہو تو اس کے آنے پر اس کی اطاعت پر نجات موقوف ہوگی صرف رسول اکرم ﷺ کی اطاعت نجات کے لئے کافی نہ ہوگی اور یہ مفہوم آیت کے خلاف ہے۔

4) وَ مَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ یُدۡخِلۡہُ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ وَمَنۡ یَّتَوَلَّ یُعَذِّبۡہُ عَذَابًا اَلِیۡمًا اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اللہ اسے ان باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتیں ہیں اور جو منہ پھیرے اسے اللہ دردناک عذاب دے گا۔ (فتح:17)

اس آیت میں بھی رسول اکرم ﷺ کی اطاعت پر جنت کا حصول موقوف ہونا بتایا گیا ہے گویا جس نے آپ کی اطاعت کرلی اسے کسی دوسری شخصیت کی اطاعت کی ضرورت نہیں۔ اب اگر آپ کے بعد کوئی شخص دعویٰ نبوت کرے اور کہے کہ میری اطاعت لازم نہیں نہ مجھ پر ایمان لانا ضروری ہے تو وہ شخص اعلیٰ درجے کا پاگل ہی ہوسکتا ہے اور اگر کہے کہ مجھ پر ایمان لائے بغیر کسی کی نجات نہیں ہوسکتی۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے کہا تو وہ شخص اس آیت کا مذاق اڑا رہا ہے کیونکہ اس آیت میں صرف آپ کی اطاعت ہی نجات کے لئے کافی قرار دی گئی ہے اور اس مفہوم کی آیات قرآن کریم میں سینکڑوں ہیں۔ یوں کہیں کہ سارا قرآن ختم نبوت کے بیان سے بھرا پڑا ہے۔

5) اَلنَّبِیُّ اَوۡلٰی بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ مِنۡ اَنۡفُسِہِمۡ وَاَزۡوَاجُہٗۤ اُمَّہٰتُہُمۡ نبی (ﷺ) مومنوں کی جانوں سے بڑھ کر ان پر حق رکھتے ہیں اور آپ کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔ (احزاب:6)

اس آیت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تا قیامت آنے والے ہر مومن کی جان پر اختیار دیا گیا ہے اور یہ شان ایک نبی ہی کے لئے ہو سکتی ہے اور آپ کے بعد یہ اختیار کسی کو نہیں دیا گیا پھر آپ کی ازواج مطہرات کو تمام مومنوں کی مائیں قرار دیا گیا ہے اور یہ عظمت بھی آپ کے سوا کسی دوسرے شخص کی ازواج کے لئے ماننا قرآن کا مقابلہ ہے اور آپ کی بیویاں اسی لئے تمام مومنوں کی مائیں ہیں کہ آپ بحیثیت نبی ساری امت کے باپ ہیں اور آپ کے بعد کسی دوسرے شخص کا یہ منصب نہیں کہ وہ ساری امت کا باپ ہو۔ لہٰذا اس کے لئے نبوت بھی نہیں مانی جا سکتی۔ بات بہت صاف ہے۔

6) لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ بالتحقیق تمہارے لئے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ذات میں نمونہ کامل ہے۔ (احزاب:21)

اس آیت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کو ہر مومن کے لئے تا قیامت نمونہ کامل قرار دیا گیا ہے۔ گویا ہر شخص پر لازم ہے کہ آپ کی سیرت مبارکہ کو اپنے لئے مشعل راہ بنائے اور آپ کی اطاعت میں زندگی گزارے۔ ثابت ہوا کہ آپ کے بعد کوئی ایسا شخص پیدا نہ ہوگا جس کی سیرت کو نمونہ کامل کہا جا سکے اور ہر نبی اپنی امت کے لئے نمونہ کامل ہی ہوتا ہے۔ اب یہ منصب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہو گیا۔ کسی اور کے لئے ماننا قرآن کی مخالفت اور کفر ہے۔

7) وَمَنْ يَّعْصِ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے وہ کھلی گمراہی میں جا پڑا۔ (احزاب:36)

یہ آیت بھی واضح دلیل ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی مؤمنوں کے لئے تا قیامت مطاع مطلق ہیں۔ آپ کے سوا یہ منصب کسی کا نہیں اور یہی نبی کی شان ہوتی ہے

جیسے اللہ فرماتا ہے:

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ اور ہم نے جو بھی رسول بھیجا وہ اسی لئے تھا تا کہ بحکم الٰہی اس کی اطاعت کی جائے۔ (نسآء:64)

جب مطاع مطلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں تو پھر نبوت بھی صرف آپ کے لئے ہی مختص ہے۔

8) وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ (نور:56)

اس آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لقب رسول سے یاد کیا گیا۔ جس کا صاف معنی یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی اور رسول نہیں ہے۔ اللہ چاہتا ہے کہ قیامت تک سارے مسلمان جان لیں کہ لفظ رسول کا مصداق صرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں۔ اگر کوئی اور رسول بھی آنے والا ہوتا تو پھر اَطِيْعُوا الرُّسُلَ کہا جانا چاہئے تھا۔ تا کہ لقب رسول آپ سے مختص نہ ہوتا اور ایسی آیات تو قرآن میں سینکڑوں ہیں جن میں مطلقاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لقب رسول یا لقب نبی سے یاد کیا گیا۔ ایسی تمام آیات ختم نبوت کی دلیل ہیں۔ جیسے

9) قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ (نور:54)

10) وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ (نور:47)

11) اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (نور:51)

12) وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (نور:52)

الغرض جس بھی سورۃ کو لے لیں ہر سورت ایسی آیات سے بھری پڑی ہے۔

ایسے ہی قرآن کریم میں ایسی آیات کی بھی کثرت ہے جن میں حضور سید عالم ﷺ کو لقب نبی سے یاد کیا گیا ہے۔ جیسے یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ قرآن کریم میں بکثرت ہے۔ کئی سورتوں کا آغاز ہی ان کلمات سے ہوا ہے۔ جیسے سورۃ احزاب، سورۃ طلاق، سورۃ تحریم اور فرمایا گیا:

13) اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرٰھِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْہُ وَھٰذَا النَّبِیُّ بے شک ابراہیم (علیہ السلام) سے قریب تر وہ لوگ ہیں جو ان کی اتباع کریں اور یہ نبی (ﷺ) ان سے قریب تر ہیں۔ (آل عمران:68)

معلوم ہوا قرآن کے ماننے والوں کے لئے ایک ہی نبی ہے۔ یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ اگر آپ کے علاوہ بھی کسی نبی کا آنا ممکن ہوتا تو آپ کا نام لے کر کہا جاتا کہ محمد ﷺ ابراہیم علیہ السلام سے قریب تر ہیں۔

14) وَلَوْ کَانُوْا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالنَّبِیِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْہِ مَا اتَّخَذُوْھُمْ اَوْلِیَآءَ اگر وہ اللہ اور نبی (ﷺ) پر اور جو کچھ آپ پر اتارا گیا اس پر ایمان رکھتے ہوتے تو مشرکین کو اپنا دوست نہ بناتے۔ (مائدہ:81)

یہ آیت بھی بتا رہی ہے کہ اللہ کو رب ماننے کے بعد جس انسان کو نبی ماننا ضروری ہے وہ حضور ﷺ ہی ہیں۔

15) مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ وَلَوْ کَانُوْٓا اُولِیْ قُرْبٰی نبی (ﷺ) اور ایمان والوں کے لئے جائز نہیں کہ مشرکوں کے لئے بخشش مانگیں خواہ وہ ان کے قریبی ہی کیوں نہ ہوں۔ (توبہ:113)

اس آیت سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ ایمان والوں کے لئے اب اگر کوئی نبی

ہے تو وہ صرف محمد مصطفیٰ ﷺ ہی ہیں۔ اس انداز سے مطالعہ کیا جائے تو قرآن کا اکثر وبیشتر حصہ ختم نبوت کی خوشبو لئے ہوئے ہے۔ تفصیل کے لئے میری کتاب "دلائل ختم نبوت مع ردقادیانیت" دیکھیں۔

مرزائیوں کا ایک آیت سے بقاء نبوت پر غلط استدلال

مرزائی گروہ ایک آیت سے اجراء نبوت پر استدلال کرتا ہے اللہ فرماتا ہے کہ اَللّٰهُ يَصْطَفِىْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ اللہ تعالیٰ فرشتوں میں سے رسول چنتا ہے اور انسانوں میں سے بھی۔ (حج:75)

مرزائی کہتے ہیں کہ اس آیت میں صیغہ مضارع يَصْطَفِىْ فرمایا گیا۔ جو حال و استقبال کے لئے ہے۔ گویا اللہ اب بھی فرشتوں اور انسانوں میں سے رسول چنتا ہے۔ ماننا پڑے گا کہ نبوت ورسالت کا سلسلہ اب بھی جاری ہے۔

مگر مرزائیوں کا یہ استدلال قطعی غلط ہے۔ اس آیت میں اللہ نے صرف اپنی شان بیان فرمائی ہے کہ وہی فرشتوں اور انسانوں میں سے اپنے رسول چنتا ہے۔ کسی فرشتے یا انسان کو یہ اختیار نہیں کہ وہ ازخود رسول بن جائے یا یہ کہ فرشتے اور انسان باہمی مشاورت سے اپنے میں سے کسی کو رسول منتخب کرلیں ایسا نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اللہ ہی جسے چاہے بطور رسول چن سکتا ہے اور اس آیت میں مشرکین مکہ کے اعتراض کا جواب ہے، وہ کہتے تھے اللہ نے اس شخص محمد ﷺ کو رسول کیوں چنا ہے۔ ہم میں سے کسی کو کیوں نہیں چنا۔ اللہ نے اس کا جواب دیا کہ رسول چننا اس کا کام ہے تمہارا نہیں۔ اس کا یہ معنی نہیں ہے کہ اللہ اب بھی رسول چن رہا اور بھیج رہا ہے۔ پھر یہاں لفظ رُسُلًا فرمایا گیا ہے۔ اور رسول اس نبی کو کہتے ہیں جو نئی کتاب یا نئی

شریعت لے کر آئے اور خود مرزائی بھی مانتے ہیں کہ اب ایسا نبی نہیں آسکتا۔ پھر وہ کس منہ سے اس آیت کو اپنی دلیل بناتے ہیں۔

ختم نبوت پر چند احادیث نبویہ

کچھ احادیث تو ابھی ہم نے لفظ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ کا معنی بتاتے ہوئے لکھی ہیں۔ چند احادیث مزید لکھی جاتی ہیں۔

1) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: بنی اسرائیل کی سیاست ان کے انبیاء ہی کرتے تھے۔ جب ایک نبی فوت ہوجاتا تو دوسرا نبی اس کی جگہ لے لیتا اور ان کا حاکم ہوتا (جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد یوشع بن نون علیہ السلام ان کے حاکم بنے) مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ البتہ میرے بعد خلفاء ہوں گے اور بکثرت ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کیا پھر آپ کا کیا حکم ہے کہ ہم ان خلفاء سے کیا معاملہ کریں۔ فرمایا جو پہلے خلیفہ بنے پہلے ان کی اطاعت کرو، پھر دوسرے کی۔ انہیں ان کا حق دو۔ اللہ ان سے ان کی رعیت کے بارہ میں پوچھے گا۔

(1) (بخاری کتاب احادیث الانبیاء، جلد اول، ص 491 مطبوعہ کراچی)
(2) (مسلم کتاب الامارۃ، مسند احمد بن حنبل جلد 2، ص 297)

اس حدیث نے خوب واضح کر دیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد کوئی غیر تشریعی اور ظلّی بروزی قسم کا نبی بھی نہیں ہوسکتا۔ اب امت کی قیادت خلفاء کریں گے جن کا کام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بیان کردہ احکام کا اجراء ہے۔ یہ حدیث صرف شریعت والے انبیاء کا ختم ہونا ہی بیان نہیں کر رہی بلکہ بالخصوص غیر صاحب شریعت انبیاء کا راستہ محدود کر رہی ہے۔ پہلی امتوں میں ایک نبی کتاب یا شریعت لاتا پھر اس کی

تبلیغ کے لئے اس کے بعد انبیاء بھیجے جاتے جو غیر تشریعی یا غیر صاحب شریعت انبیاء ہوتے۔ مگر امت محمدیہ میں ان کی جگہ خلفاء نے لے لی۔ لہٰذا مرزائیوں کا یہ نظریہ باطل ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف صاحبان شریعت انبیاء کے خاتم ہیں۔

2) حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں جس کے ذریعے اللہ کفر محو کر دے گا۔ میں حاشر ہوں جس کے بعد حشر بپا ہو گا۔ (میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا بلکہ قیامت آئے گی) اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔ (بخاری کتاب المناقب باب 17، مسلم کتاب الفضائل حدیث 124)

یہ حدیث خوب واضح کر رہی ہے کہ آپ کا آخری نبی ہونا فضیلت کے اعتبار سے نہیں زمانے کے اعتبار سے ہے۔

3) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم سے پہلی امتوں میں محدث ہوتے تھے وہ انبیاء نہ تھے اگر میری امت میں ایسا کوئی محدث ہے تو وہ عمر (رضی اللہ عنہ) ہے۔

(بخاری کتاب الفضائل باب المناقب عمر بن خطاب، حدیث 3689، مسلم کتاب فضائل الصحابہ، حدیث 23)

یہاں محدثین سے وہ لوگ مراد ہیں جن کے دلوں پر اللہ الہام کا نور ڈالتا ہے اور اپنی حکمت ان کی زبان سے جاری کر دیتا ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی کے لئے فرمایا گیا کہ اللہ ان کی زبان پر بولتا ہے۔ ایسے لوگوں پر وحی نہیں آتی۔ بلکہ وہ تائید الٰہی سے بات کرتے ہیں۔ اسی لئے محدث کہلاتے ہیں۔ پتہ چلا امت محمدیہ میں وحی اور نبوت کا دروازہ بند ہے۔ البتہ محدثین کا دروازہ کھلا ہے۔ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

جیسا شخص بھی محدث ہی ہو سکتا ہے۔ نبی نہیں ہو سکتا۔ تو چودھویں صدی میں انگریزوں کی روٹیوں پر پلنے والا غدار ملت شخص کس طرح دعویٰ نبوت کر سکتا ہے۔

4) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لئے ہارون علیہ السلام البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (بخاری کتاب المغازی، باب79)

غزوہ تبوک کے موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مدینہ طیبہ میں اپنا نائب بنایا تو وہ آبدیدہ ہو گئے۔ عرض کرنے لگے کیا آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ یعنی میرے جیسے بہادر کی تو میدان جنگ میں ضرورت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علی (رضی اللہ عنہ) کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تم مجھ سے وہ تعلق رکھتے ہو جو ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام سے تھا۔ مگر میرے بعد کوئی نبوت نہیں ہے۔

یعنی حضرت ہارون علیہ السلام بھی اپنے بھائی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نائب بنتے تھے۔ مگر وہ نبی تھے جبکہ اے علی تم میرے نائب ہو اور میرے بھائی ہو مگر تم نبی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ میرے بعد کوئی نبی ہے ہی نہیں بلکہ میرے بعد کوئی نبوت ہی نہیں۔ جب مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نبی نہیں بن سکتے حالانکہ وہ دار حکمت کا دروازہ ہیں اور سلاسل روحانیہ کے پیشوا ہیں۔ گویا علم ظاہری و باطنی اور شریعت وطریقت دونوں کا منبع و مخزن ہیں تو کسی دوسرے یک چشم گل کو دعویٰ نبوت کرتے ہوئے شرم آنا چاہئے۔ مگر کیا کیا جائے۔

خوف خدا شرم نبی یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

5) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت

قائم نہ ہوگی جب تک دو گروہوں میں لڑائی نہ ہو ان کے درمیان عظیم جنگ ہو گی (شائد یہ 1914ء کی عالمی جنگ کی طرف اشارہ ہے) اور قیامت نہ آئے گی جب تک تیس کے قریب دجال و کذاب نمودار نہ ہوں۔ ان میں سے ہر کوئی سمجھے گا وہ اللہ کا رسول ہے۔

(بخاری کتاب الفتن، باب 35، مسلم کتاب الفتن، حدیث 84)

6) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! نبوت میں سے صرف مبشرات (اچھی خوابیں) ہی رہ گئی ہیں۔

(بخاری کتاب التعبیر باب 5، مسلم کتاب الصلوۃ حدیث 207)

7) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مرض وصال میں اپنے گھر کا پردہ اٹھایا۔ اس وقت آپ کا سر بندھا ہوا تھا۔ (دردِ سر کی وجہ سے آپ نے سر پر پٹی باندھی ہوئی تھی) اور لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے صف بستہ کھڑے تھے۔ آپ نے فرمایا: اے لوگو! نبوت کی مبشرات میں سے صرف اچھی خوابیں رہ گئی ہیں۔ جنہیں ایک مسلم دیکھتا ہے یا اسے دکھائی جاتی ہیں۔ (مسلم کتاب الصلوۃ حدیث 208)

اس حدیث نے مرزائی فتنے کا قلع قمع کر کے رکھ دیا ہے اللہ تعالیٰ ایک نبی کو جن ذرائع سے معارف نبوت عطا فرماتا ہے ان میں سے ایک خواب بھی ہے اسی لئے حدیث میں ہے کہ اچھا خواب نبوت کے چالیس اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اب صرف اچھے خواب ہی باقی رہ گئے۔ معارف نبوت کے باقی تمام ذرائع مسدود ہو گئے ہیں۔ یعنی فرشتے کے ذریعے پیغام ملنا براہ راست کسی کے دل پر اللہ کا اپنا کلام ڈالنا اور ایسے ہی وحی کی دیگر تمام اقسام مکمل طور

پر بند ہو گئی۔ اب صرف ایک جزء رہ گئی ہے اچھے خواب۔ اگر کوئی سر پھرا کہے کہ چلو نبوت کا کچھ تو باقی ہے۔ لہٰذا نبوت مکمل بند تو نہیں ہوئی تو ہم اس کے جواب میں کہیں گے ایک جزء کے پائے جانے سے کل کے پائے جانے کا دعویٰ محض حماقت ہے۔ جس شخص کے پاس ایک پھول ہو کیا وہ کہہ سکتا ہے کہ میرے پاس ایک باغ ہے۔ جس نے کسی علم کا صرف ایک سبق پڑھا ہو کیا وہ اس علم کی امامت کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ جس کے پاس ایک اینٹ ہو کیا وہ محل کا مالک کہلا سکتا ہے؟ اگر نہیں تو پھر صرف اچھے خوابوں کی بنیاد پر دعویٰ نبوت کیسے کیا جا سکتا ہے؟

8) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انی اٰخر الأنبیاء و مسجدی آخر المساجد۔ میں انبیاء میں سے آخری نبی ہوں اور میری مسجد سب سے آخری مسجد ہے۔

(مسلم جلد 1، صفحہ 446، مطبوعہ کراچی)

اس حدیث کی تشریح ایک اور حدیث کرتی ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد مساجد انبیاء کی خاتم ہے۔ (کنز العمال برویت دیلمی ابن نجار و بزار)

9) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بعثت انا والساعة کھاتین۔ میں اور قیامت ہم دونوں ان دو انگلیوں کی طرح بھیجے گئے ہیں۔ (بخاری کتاب الدقاق باب 39، مسلم کتاب الجمعہ حدیث 39)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دو انگلیوں کے اشارے سے بتایا کہ جس طرح ان دو انگلیوں کے درمیان کوئی اور انگلی نہیں۔ یونہی میرے اور قیامت کے درمیان کوئی اور نبی نہیں۔

10) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہم آخری امت ہیں اور روز قیامت ہم سب سے پہلے ہوں گے۔ یہ الگ بات ہے کہ پہلے لوگوں کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی اور ہمیں ان کے بعد۔

(بخاری کتاب الوضو، باب 68، مسلم کتاب الجمعہ حدیث 19)

یہ دس احادیث میں نے بخاری ومسلم سے بطور برکت پیش کر دی ہیں۔ ورنہ ختم نبوت پر احادیث کے انبار لگے ہوئے ہیں۔ میں نے اپنی کتاب دلائل ختم نبوت مع رد قادیانیت میں اڑھائی سو (250) احادیث جمع کی ہیں۔ من شاء فلینظرھا۔

ختم نبوت پر صحابہ کرام کا اجماع

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال پر ملال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے اور انہیں سب سے پہلے جس مسئلہ سے نمٹنا پڑا، وہ منکرین ختم نبوت کی جماعت تھی۔ یمامہ میں مسیلمہ کذاب نے دعویٰ نبوت کر دیا اور دیگر علاقوں میں مختلف مدعیان نبوت اٹھ کھڑے ہوئے ان میں سب سے مضبوط تر مسیلمہ کذاب تھا۔ جس کے گرد قریباً ایک لاکھ افراد جمع ہو گئے تھے۔ مسیلمہ کذاب اللہ کی توحید رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اور قیام قیامت پر ایمان رکھتا تھا۔ پانچ وقت نماز باجماعت کا اہتمام کرواتا تھا۔ اس نے اذان کے لئے ایک شخص مقرر کیا تھا اور اسے کہہ رکھا تھا کہ اشھد اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہِ پر آواز زیادہ بلند کرے۔

(تاریخ طبری جلد 3، ص 244)

مگر اس کے باوجود تمام صحابہ کرام نے اسے واجب القتل قرار دیا۔ کیونکہ وہ خود کو رسول کہتا تھا۔ اس نے کئی اقوال گھڑ رکھے تھے جو اس کے بقول اس پر اللہ کی

طرف سے نازل ہوئے تھے۔ چنانچہ صحابہ کرام کا ایک عظیم لشکر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی کمان میں مدینہ طیبہ سے یمامہ پہنچا۔ گھمسان کی جنگ ہوئی۔ جس میں اللہ نے اسلام کو فتح دی اور مسیلمہ کذاب قتل ہو گیا۔ اس کے دس ہزار ساتھی مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوئے جبکہ مسلمانوں میں سے شہید ہونے والوں کی تعداد البدایہ میں چھ سو اور طبری میں بارہ سو مذکور ہے۔ ان شہداء میں جلیل القدر صحابہ کرام بھی تھے۔ الغرض صحابہ کرام نے اس بات پر اجماع کیا کہ ختم نبوت کا منکر کافر و مرتد اور واجب القتل ہے۔ اگر مرزا غلام احمد قادیانی دور خلافت راشدہ میں دعویٰ نبوت کرتا تو اس کا انجام بھی مسیلمہ کذاب والا ہی کیا جاتا۔

ختم نبوت پر صحابہ کرام کے بعض اقوال

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر سے فرمایا: چلو ام ایمن کے پاس چلتے ہیں۔ اسے دیکھ آئیں۔ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا حال پوچھنے جایا کرتے تھے۔ حضرت انس فرماتے ہیں جب ہم وہاں گئے تو ام ایمن رضی اللہ عنہا رونے لگیں۔ حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے پوچھا: آپ کیوں رو رہی ہیں؟ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے ہاں دنیا والی زندگی سے بہتر ہیں۔ وہ فرمانے لگیں مجھے معلوم ہے کہ وہ اللہ کے ہاں دنیا سے بہتر مقام میں ہیں۔ مگر میں اس لئے روتی ہوں کہ اب آسمان سے وحی کا نزول ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا دل بھر آیا اور وہ بھی ان کے ساتھ رونے لگے۔ (مسلم کتاب الفضائل باب فضائل ام ایمن، حدیث 102)

پتہ چلا حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما بھی یہی جانتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے بعد وحی نہیں آسکتی۔ جب وحی نہیں آسکتی تو نبوت کہاں سے آئے گی اور جب حضرت صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ عنہما پر وحی نہیں آسکتی تو چودہویں صدی میں انگریزوں کے ایک غلام پر کیسے آسکتی ہے؟

مولا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ ان الفاظ سے درود شریف پڑھتے تھے۔

اللهم داحي المدحوات و بارئ المسموكات اِجعل شرائف صلوٰتك و نوامي بركاتك على محمد عبدك و رسولك الفاتح لما اغلق و الخاتم لما سبق

اے اللہ! زمینوں کے بچھانے اور آسمانوں کے بنانے والے اپنی سب سے اعلیٰ رحمتیں اور سب سے لمبی برکتیں اپنے بندے اور رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرما جو بند دروازوں کے کھولنے والے ہیں اور نبوت کے چلے آنے والے سلسلہ کو بند کرنے والے ہیں۔

(الشفاء للقاضی عیاض جلد 2، صفحہ 56، مطبوعہ ملتان)

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیٹا ابراہیم بچپن میں فوت ہو گیا اور اگر اللہ کو آپ کے بعد کسی نبی کا آنا منظور ہوتا تو آپ کا بیٹا زندہ رہتا اور نبی بنتا مگر آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔

(بخاری شریف، جلد دوم کتاب الادب، ص 914 مطبوعہ کراچی)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ختم نبوت پر مزید اقوال میری کتاب "دلائل ختم نبوت مع رد قادیانیت" میں دیکھے جائیں۔

صحابہ کرام کے بعض اقوال سے مرزائیوں کا غلط استدلال

درمنثور میں حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول منقول ہے فرمایا:

قولوا خاتم النبیین ولا تقولو الا نبی بعدہ

لوگو! یہ تو کہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں مگر یہ نہ کہو کے آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ (درمنثور جلد 5، صفحہ 204)

جواب اول

مرزائی لوگوں کو چاہئے کہ وہ انصاف سے کام لیتے ہوئے اسی درمنثور کے اسی صفحہ پر مذکور دوسرے صحابی حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا قول بھی بیان کردیں تا کہ مسلمان دھوکے میں نہ پڑیں۔ چنانچہ شعبی روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے سامنے کہا:

صلی اللہ علی محمدٍ خاتم الانبیاء لانبی بعدہ

اللہ تعالیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے آپ خاتم الانبیاء ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: جب تم نے خاتم الانبیاء کہہ دیا تو یہی کافی ہے۔ کیونکہ ہم یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں آنے والے ہیں۔ جب وہ آئیں گے تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے بھی ہوئے اور آپ کے بعد بھی۔ (درمنثور جلد 5، ص 204)

اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما کا لانبی بعدہ کہنے سے روکنا اس لئے ہے تا کہ اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کی نفی نہ ہو اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دوبارہ ضرور آنا ہے اور وہ نبی ہوں گے۔ لہٰذا کوئی شخص لانبی بعدی کی آڑ میں ان کے آنے کی نفی نہ کرے۔ (جیسا کہ مرزائی کرتے ہیں) یہ قول مرزائیوں کے لئے مفید نہیں بلکہ مہلک ہے۔ حضرت مغیرہ بن

شعبہ رضی اللہ عنہ نے تو مرزائی شجر کی جڑ کاٹ دی ہے۔ مرزائی یہی سمجھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور وہ دوبارہ نہیں آئیں گے اور جس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دنیا میں آنا حدیث میں ہے وہ مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ مگر صحابی رسول حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے خوب وضاحت فرمادی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے بھی تھے اور بعد میں بھی ہوں گے۔

جواب دوم

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا فرمانا کہ لانبی بعدہ نہ کہو ان کا ذاتی اجتہاد تھا اور انہوں نے ایک مخصوص معنی میں صرف لانبی بعدہ کہنے سے منع کیا مگر ان کا عقیدہ یہی تھا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ خود ان سے مروی احادیث اس کی صراحت کر رہی ہیں کہ ان کا کیا عقیدہ تھا۔ چنانچہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لم یبق بعدی من النبوۃ شئی الا المبشرات

میرے بعد نبوت میں سے کوئی چیز باقی نہیں رہ گئی سوا مبشرات کے۔ پھر آپ نے فرمایا: ہمیشہ مبشرات وہ اچھی خوابیں ہیں جو ایک مسلمان دیکھتا ہے یا اسے دکھائی جاتی ہیں۔ (کنز العمال جلد 15، صفحہ 371 حدیث 1423 مسند احمد و خطیب)

کیا اس حدیث کے پڑھنے کے بعد کوئی ذی ہوش کہہ سکتا ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ختم نبوت پر ایمان نہ رکھتی تھیں؟ مرزائی فرقہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس قول سے بھی بقاء نبوت پر دلیل لاتا ہے کہ فرمایا: جب ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر نماز جنازہ پڑھی اور اس کے بعد فرمایا: جنت میں اس کے لئے ایک دائی مقرر کی گئی ہے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ :ولو عاش

لکان صدیقاً نبیاً۔ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو سچا نبی بنتا اور اگر وہ زندہ رہتا تو اس کے ننھیال قبط آزاد ہو جاتے اور کسی قبطی کو آئندہ غلام نہ بنایا جاتا۔۔

(ابن ماجہ کتاب الجنائز باب 27، حدیث 1511)

مرزائی ان الفاظ کو کہ اگر وہ زندہ رہتا تو سچا نبی ہوتا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ قرار دیتے ہیں مگر صحیح یہ ہے کہ یہ حضرت ابن عباس کے الفاظ ہیں۔ بہر حال ان کے الفاظ ولو عاش لکان صدیقاً نبیاً کا معنی یہ ہے کہ لو عاش لکان اھلاً لکونہ صدیقاً نبیاً۔ اگر ابراہیم زندہ رہتے تو اس بات کے اہل تھے کہ سچے نبی ہوتے۔ چنانچہ حضرت انس سے بھی یہ قول یوں مروی ہے کہ سدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت انس سے پوچھا بوقت وصال حضرت ابراہیم بن محمد کی عمر کیا تھی انہوں نے جواب دیا۔

ما ملأ مھدہ ولو بقی لکان نبیاً لکن لم یبق لان نبیکم آخر الانبیآء

انہوں نے گہوارہ بھی نہ بھرا اور اگر وہ زندہ رہتے تو نبی بن سکتے تھے مگر وہ باقی نہ رہے کیونکہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے آخری نبی ہیں۔

(تاریخ کبیر لابن عساکر جلد 1، ص 294)

اس عبارت سے لو عاش لکان صدیقاً نبیاً کے الفاظ کے بارہ میں معلوم ہوا کہ ان کا یہی معنی ہے کہ حضرت ابراہیم فی ذاتہٖ نبی ہونے کے اہل تھے۔ اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سلسلہ نبوت جاری ہوتا تو وہ نبی بنتے مگر چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں اس لئے اللہ نے انہیں اس عمر سے پہلے ہی اٹھالیا جس میں انبیاء کو نبوت دی گئی تا کہ کوئی گمراہ انسان ان کی نبوت کا قائل نہ ہو جائے۔

پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کثیر احادیث ختم نبوت کے متعلق مروی ہیں۔

جیسے آپ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے وصال سے کچھ دن قبل اپنے گھر کا پردہ اٹھا کر فرمایا: اے لوگو! نبوت کی مبشرات میں سے صرف اچھی خوابیں رہ گئی ہیں۔ پھر آپ ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لی النبوۃ ولکم الخلافۃ۔ میرے لئے نبوت ہے اور تمہارے لئے خلافت۔

(کنز العمال جلد 13، ص 511 حدیث 37312 بروایت ابن عساکر)

ابن عباس سے مروی یہ حدیث صاف بتا رہی ہے کہ نبوت صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہے اور امت کے لئے صرف خلافت ہے گویا امت کے کسی فرد کے لئے کوئی نبوت نہیں ہے۔ اس کے باوجود مرزائیوں کا یہ تاثر دینا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بقاء نبوت کے قائل ہیں کس قدر ظلم عظیم اور کذب اکبر ہے۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

ختم نبوت پر چند عقلی دلائل

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آفتاب نبوت ہیں اور دوسرے انبیاء نبوت کے ستارے ہیں۔ امام بوصیری علیہ الرحمۃ نے اسی لئے فرمایا:

فانه شمس فضلٍ هم كواكبها
يظهرن انوارها للناس فی الظلم

یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آفتاب فضیلت ہیں اور دوسرے انبیاء اس کے ستارے جو لوگوں کے لئے اپنے انوار اندھیروں میں ظاہر کرتے تھے۔ انبیاء کرام علیہم السلام آسمان فضل پر ستارے بن کر چمکے مگر اندھیرا چھٹ نہ سکا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے فاران کی چوٹیوں سے آفتاب محمدی جلوہ گر کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے دنیا پر توحید ورسالت کی روشنی پھیل گئی۔ کروڑوں سینے نور قرآن سے جگمگا اٹھے۔ اسی لئے قرآن نے آپ کو

سِرَاجًا مُّنِيرًا (چمکا دینے والا آفتاب) کہہ کر یاد فرمایا۔ (احزاب:46)

اور محمدی آفتاب کی روشنی بڑھتی ہی جا رہی ہے ایک وقت آنے والا ہے کہ ہر سینہ اس کے نور سے منور فرمایا جائے گا۔ اور اس میں شک نہیں کہ جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو سب ستارے چھپ جاتے ہیں۔ ستارے ختم نہیں ہوتے وہ اپنی جگہ چمکتے ہی رہتے ہیں مگر آفتاب کے نور کے سامنے ماند پڑ جاتے ہیں۔ اسی طرح انبیاء آج بھی زندہ اور محو عبادت ہیں۔ مگر محمدی آفتاب کے نور نے انہیں چھپا دیا ہے۔ دوستو جب پہلے انبیاء کا نور بھی مدنی آفتاب کے آگے ماند پڑ گیا ہے تو کسی نئی نبوت کا ستارہ کیوں کر چمکے گا اور اس کے چمکانے کی کیا ضرورت ہے؟

دوم

جب کاغذ پر پلکار سے دائرہ کھینچا جائے تو اس کی ایک ٹانگ کاغذ میں پیوست کر کے دوسری ٹانگ کو گول گھمایا جاتا ہے جس سے گول دائرہ کھنچ جاتا ہے اور دائرہ یوں کھنچتا ہے کہ پلکار جس نقطہ سے دائرہ شروع کرتی ہے اسی نقطہ پر واپس آجاتی ہے تو دائرہ مکمل ہو جاتا ہے۔ اللہ نے بھی صفحہ دہر پر دائرہ نبوت کھینچا تو قدرت کی پلکار نے ذات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقطہ سے دائرہ شروع کیا اور اسی نقطہ پر لا کر ختم کر دیا۔ اسی لئے حدیث مبارک ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ (احزاب:7) کے تحت فرمایا: میں تخلیق میں سب انبیاء سے پہلے ہوں اور بعثت میں سب انبیاء کے بعد۔

(ابن ابی حاتم جلد 9، ص 3116 حدیث 17594)

حضرت میسرة الفخر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

آپ کے لئے نبوت کب واجب ہوئی آپ نے فرمایا: اس وقت حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔ (درمنثور جلد 6، ص 569 بروایت احمد، طبرانی، حاکم)

تو نبوت سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کی گئی اور سب سے آخر میں آپ کو مبعوث کیا گیا، گویا دائرہ نبوت آپ سے شروع کیا گیا۔ تو ضروری تھا کہ وہ آپ ہی پر ختم ہو مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

فتح باب نبوت پہ بے حد درود
ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام

دوستو! جب دائرہ نبوت مکمل ہو چکا ہے تو کوئی نیا نبی کیسے آسکتا ہے۔ خواہ وہ مسیلمہ کذاب ہو یا مسیلمہ پنجاب۔

سوم

جب بہت سی رقمیں جمع کرنا ہوں تو انہیں ایک دوسری کے نیچے لکھتے جاتے ہیں پھر آخر میں لائن کھینچ کر اس کے نیچے ان تمام رقموں کا مجموعی عدد لکھا جاتا ہے۔ اس میں اوپر والی تمام رقمیں آجاتی ہیں۔ اسی طرح اللہ نے سب انبیاء کو گونا گوں صفات و کمالات عطا فرمائے اور معجزات بخشے، آخر میں اللہ نے چاہا کہ ان تمام صفات و کمالات اور معجزات کو جمع کیا جائے تو اللہ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب کمالات نبوت کا جامع بنا کر آخری نبی کی صورت میں مبعوث فرما دیا۔ جب مجموعی عدد آگیا تو مزید کوئی عدد نہیں آسکتا۔ یہاں تین عقلی دلائل پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔ میں نے اپنی کتاب ''دلائل ختم نبوت مع رد قادیانیت'' میں مزید عقلی دلائل سے عقیدہ ختم نبوت ثابت کیا ہے وہاں ضرور دیکھ لیں۔

دوسرا رسالہ

کفریات مرزا قادیانی

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حامداً و مصلیاً

اما بعد!

تاریخ اسلام میں کتنے ہی جھوٹے مدعیان نبوت پیدا ہوئے مگر وہ جلد اپنے کیفر کردار کو پہنچ گئے۔ لیکن بیسویں صدی عیسوی کے آغاز میں برطانوی سامراج کے سائے میں پیدا ہونے والے جھوٹے نبی مرزا غلام احمد قادیانی کا فتنہ ایک صدی گزرنے کے باوجود بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ ضرورت ہے کہ عقیدہ ختم نبوت کے دلائل کے ساتھ مسلمانوں کو مرزا قادیانی کے غلیظ نظریات و کفریات سے آگاہ کیا جائے تا کہ وہ مرزائی جماعت سے خود کو دور رکھیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے چند کفریات

ختم نبوت کے دلائل کا بیان تو اختصاراً ہو چکا۔ آخر میں یہاں مناسب جانا گیا کہ دور حاضر کے فتنہ عظمیٰ قادیانیت کی سر کوبی کے لئے وہ کفریات بھی اختصاراً نقل کر دیئے جائیں جو اس فتنہ کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کے قلم سے نکلے ہیں اور امت مسلمہ آج تک ان کی وجہ سے مبتلائے کرب ہے۔ مرزائی گروہ صرف اسی لئے کافر و مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج نہیں کہ وہ ختم نبوت کے منکر ہیں۔ وہ نہ صرف

منکر ختم نبوت ہیں بلکہ ان کے نظریات اللہ اور اس کے رسول ﷺ و دیگر انبیاء اور صحابہ و اہل بیت عظام کے بارہ میں اس قدر گھناؤنے اور غلیظ ہیں کہ کفر کے طومار کھڑے ہو گئے ہیں۔ چند مثالیں لکھی جاتی ہیں۔

مرزا قادیانی کی اللہ کی بارگاہ میں گستاخیاں

مرزا غلام احمد قادیانی اپنے خود ساختہ عربی الہامات میں اپنا الہام یوں لکھتا ہے کہ اللہ نے اسے فرمایا: انت من مائنا و هم من فشل۔ اے مرزا تم ہمارے پانی سے ہو اور دوسرے لوگ چھلکے سے ہیں۔

(اشتہار مباہلہ ص 45، مندرجہ روحانی خزائن، جلد 11)

مرزا قادیانی خود کو اللہ کے پانی سے قرار دے رہا ہے۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اسی لئے اس نے دوسرا الہام یہ بھی لکھا۔

انت منی بمنزلة ولدی۔ تم میرے لئے میرے بیٹے کی طرح ہو۔

(حقیقۃ الوحی باب 4، ص 89 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22)

گویا مرزا نے پہلے اللہ کے لئے بیٹا مانا پھر خود کو اس کی طرح قرار دیا۔ اس سے بڑھ کر اللہ کی گستاخی کیا ہو سکتی ہے؟ اللہ فرماتا ہے مشرکین نے اللہ کے لئے بیٹا جانا ہے۔ قریب ہے کہ اس کی دہشت و وحشت سے آسمان پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ گر جائیں۔ (مریم:88-90)

انت منی بمنزلة اولادی۔ اے مرزا! تو میرے لئے میری اولاد کی طرح ہے۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی باب 2، ص 581 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23)

اس خود ساختہ الہام میں مرزا نے اللہ کے لئے بہت سی اولاد مانی ہے اس کے بعد خود کو ان کے مشابہ قرار دیا ہے۔ جب اللہ کے لئے ایک بیٹا ماننا قرآن کی روشنی

میں اتنا عظیم کفر ہے تو بہت سی اولاد ماننا کس قدر کفر ہے۔ یہ سوچا جا سکتا ہے۔

پھر کہتا ہے کہ میں نے اپنے کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کر لیا کہ وہی ہوں۔ پھر میں نے دیکھا کہ اللہ کی روح مجھ پر محیط ہو گئی الوہیت میری رگوں اور پٹھوں میں سرایت کر گئی میں اس وقت یقین کرتا تھا کہ میرے اعضاء میرے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے اعضاء ہیں۔

(کتاب البریہ ص 104، مندرجہ روحانی خزائن جلد 13)

مرزا غلام احمد قادیانی کو اس بات سے بہت چڑ ہے کہ اللہ رب العزت کسی سے بصورت وحی کلام نہیں فرمائے گا کیونکہ بابِ نبوت بند ہو چکا ہے۔ وہ اس چڑ میں اللہ کی توہین کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ کیا کوئی عقلمند اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ اس زمانے میں خدا سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں پھر سوال ہوگا کہ بولتا کیوں نہیں کیا زبان پر کوئی مرض لاحق ہو گئی ہے؟

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، 312 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21)

مرزا غلام احمد قادیانی کا ایک مرید اس کی تعریف میں لکھتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا قادیانی) نے ایک موقعہ پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ میں رجولیت کی قوت (قوت مردمی) کا اظہار فرمایا تھا۔ سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے۔ (اسلامی قربانی ٹریکٹ 34 از قاضی یار محمد قادیانی)

یہ وضاحت کر دینا ضروری ہے کہ بسا اوقات شیطان اپنے زیر اثر لوگوں پہ الہام ڈالتا ہے اور اسے اللہ کی طرف منسوب کرتا ہے جیسے قرآن میں ہے:

وَاِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰٓی اَوْلِیٰٓـئِہِمْ لِیُجَادِلُوْکُمْ ۚ وَاِنْ

اَطَعۡتُمُوۡهُمۡ اِنَّكُمۡ لَمُشۡرِكُوۡنَ ﴿۱۲۱﴾

اور بے شک شیاطین اپنے دوستوں کی طرف الہام کرتے ہیں تا کہ وہ تم سے جھگڑیں اور اگر تم ان کی بات مانو تو تم مشرک ہو۔ (انعام:121)

تو ممکن ہے مرزا میں قوت مردمی کا اظہار کرنے والا ابلیس کی ذریت میں سے کوئی ہو جسے مرزا نے غلطی سے اللہ کی طرف منسوب کر دیا (معاذ اللہ) چلو ہم اس معاملہ میں مرزا کو معذور سمجھ لیتے ہیں۔

مرزا غلام قادیانی کی زبانی تمام انبیاء کرام کی توہین

میں آدم ہوں میں نوح ہوں۔ مجھے خدا تعالیٰ نے تمام انبیاء کا مظہر قرار دیا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے ہیں۔ میں آدم ہوں، میں شیث ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں اسماعیل ہوں، میں یعقوب ہوں، میں یوسف ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ہوں اور ظلّی طور پر میں محمد و احمد ہوں۔ (حقیقۃ الوحی، ص 76، باب 4 مندرجہ روحانی خزائن 22)

کس قدر بیباکی ہے اس شخص کی خود کو تمام انبیاء کے کمالات کا جامع بتا رہا ہے۔ پنجابی میں ایک کہاوت ہے "ذات دی کوڑھ کرلی تے چھتیر اں نوں جپھے" یہ کہاوت یہاں صادق آتی ہے۔ اسی کتاب میں وہ دوبارہ لکھتا ہے کہ:

دنیا میں کوئی نبی نہیں گزرا جس کا مجھے نام نہیں دیا گیا ہے تو میں آدم ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں یعقوب ہوں، میں اسماعیل ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہوں، میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوں یعنی بروزی طور پر۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی، ص 521 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22)

میرا تخت سب سے اونچا ہے

مرزا قادیانی کا خود ساختہ الہام ہے کہ" آسمان سے کئی تخت اترے مگر میرا تخت سب سے اونچا ہے"۔ (حقیقۃ الوحی باب 4،ص 92 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22)

آسمان سے کن کے تخت اترے اگر وہ انبیاء نہیں تو اور کون ہیں۔ یقیناً یہ الفاظ انبیاء ہی پہ صادق آتے ہیں اور مرزا سمجھتا ہے کہ اس کا تخت تمام انبیاء سے اونچا بچھایا گیا۔(معاذ اللہ)

میں نے اکیلے ہی سارے نبیوں کا جام پیا ہے

مرزا قادیانی اپنے فارسی اشعار میں کہتا ہے

آدم نیند احمد مختار	در برم جامہ ہمہ ابرار
آنچہ داداست ہر نبی را جام	داد آں جام را مرا بتام
انبیاء گرچہ بودہ اند بسے	من بعرفان نہ کمترم زکسے
زندہ شدے ہر نبی بآمدنم	ہر رسولے نہاں بپیرہنم

یعنی میں آدم ہوں اور میں احمد مختار (ﷺ) ہوں۔ میں نے تمام ابرار کا لباس پہن لیا ہے۔ انبیاء کو جو جام دیا گیا وہ مجھے اکیلے کو پورے کا پورا دیا گیا۔ انبیاء اگرچہ بہت ہوئے ہیں مگر میں عرفان میں کسی سے کم تر نہیں ہوں۔

میرے آنے سے ہر نبی زندہ ہو گیا، ہر رسول میرے لباس میں پوشیدہ ہے۔
(نزول المسیح ص 476 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18)

یہ کہنا کہ تمام انبیاء کو جو جام دیا گیا وہ مجھے اکیلے کو سارا دیا گیا انبیاء کے متعلق کس قدر غلیظ جملہ ہے جسے سن کر ایک مسلمان کا کلیجہ پھٹ جائے مگر مرزا قادیانی

نے یہ بات بڑی ڈھٹائی سے کہی ہے اور مرزائی ان اشعار کو بڑے مزے لے لے کر پڑھتے ہیں۔ لَّعْنَةُ اللهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ

میرے معجزات سب انبیاء سے بڑھ کر ہیں

اس جگہ میرے پاس اکثر گزشتہ انبیاء کی نسبت بہت زیادہ معجزات اور پیش گوئیاں موجود ہیں بلکہ بعض گزشتہ انبیاء کے معجزات اور پیش گوئیوں کو ان معجزات اور پیش گوئیوں سے کچھ نسبت ہی نہیں۔

(نزول المسیح صفحہ 460 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18)

چارسو انبیاء کی پیش گوئی جھوٹی نکلی

بائبل میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ چارسو انبیاء کو شیطانی الہام ہوا تھا اور انہوں نے الہام کے ذریعے جو ایک سفید جن کا کرتب تھا۔ ایک بادشاہ کی فتح کی پیش گوئی کی آخر وہ بادشاہ بڑی ذلت سے اسی لڑائی میں مارا گیا۔ ان چارسو انبیاء کی پیش گوئی جھوٹی ظاہر ہوئی۔ (ضرورۃ الامام ص 488، مندرجہ روحانی خزائن 13)

یاد رہے کہ بائبل کتاب سلاطین باب 1 آیت 16 میں یہ لکھا ہے کہ بعل نامی بت کے چارسو پجاریوں نے بادشاہ کو فتح کی بشارت دی جو جھوٹی نکلی مگر مرزا قادیانی نے بت کے مشرک و کافر پجاریوں کو انبیاء بنا دیا اور ان کی پیش گوئی کا جھوٹا ہونا لکھ دیا۔ یہ کس قدر ظلم ہے۔ ایک شخص علی الاعلان مشرکوں کو انبیاء قرار دے کر کہہ رہا ہے کہ انبیاء کی بشارتیں جھوٹی نکلتی ہیں۔

مرزا اپنی جھوٹی پیش گوئیوں کو چھپانے کیلئے انبیاء پر افتراء کرتا ہے

اصل میں مرزا قادیانی نے خود جھوٹا دعویٰ نبوت کیا اور اپنی نبوت منوانے کے

لئے اس نے کئی پیش گوئیاں کیں۔ مگر خدا کی شان کہ وہ سب جھوٹی نکلیں۔ مرزا قادیانی نے محمدی بیگم سے اپنے نکاح کی زوردار پیش گوئی کی مگر مرزا اس نکاح کی حسرت دل میں لئے چلا گیا۔ مرزا قادیانی نے یہاں تک لکھا تھا کہ اگر محمدی بیگم سے میرا نکاح نہ ہوا تو میرا انجام بہت برا ہوگا پھر اس نے دعا کی اے اللہ اگر یہ پیش گوئی میں نے اپنی طرف سے بنا کر تجھ سے منسوب کر دی ہے تو تو مجھے ذلت سے ہلاک کر اور مجھے ہمیشہ کی لعنتوں کا نشانہ بنا دے۔ (مجموعہ اشتہارات جلد 2 ص 116)

اب مرزا کی موت ذلت کی موت ہے یا نہیں اور وہ ہمیشہ کی لعنتوں کا مستحق ہے یا نہیں۔ اس کا فیصلہ مرزائی خود ہی کر لیں۔ مرزا قادیانی نے پیش گوئی کی کہ اگر مولوی ثناء اللہ امرتسری میری زندگی میں ذلت کی موت نہ مرے تو میں سب سے بڑا جھوٹا کذاب اور لعنتی ٹھہروں گا۔ (مجموعہ اشتہارات جلد 3 ص 579)

اللہ کی شان مولوی ثناء اللہ امرتسری زندہ رہا اور خود مرزا اس کی زندگی میں 1908ء کو مر گیا اور مولوی ثناء اللہ قیام پاکستان کے بعد ہجرت کر کے سرگودھا آیا اور یہاں اس کی موت واقع ہوئی۔ تو مرزا قادیانی اپنی جھوٹی پیش گوئیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے انبیاء کی پیش گوئیوں کا جھوٹا ہونا بتا رہا ہے۔ جو اپنا جھوٹ چھپانے کے لئے انبیاء کو جھوٹا کہے اس سے بڑا لعنتی کون ہوسکتا ہے؟ جبکہ مرزا قادیانی نے خود لکھا کہ کسی ایک نبی کی ادنیٰ تحقیر بھی کفر ہے۔ بلکہ اشارے سے بھی ان کی تحقیر کرنا سخت معصیت اور موجب غضب الٰہی ہے۔

(چشمہ معرفت ص 390 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23)

اب مرزائی لوگ خود فیصلہ کریں کہ مرزا قادیانی تمام انبیاء کی توہین کر کے کافر اور عذاب الٰہی کا مستحق ہے یا نہیں۔ یہ فیصلہ ہم انہی پر چھوڑتے ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی توہین

پس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز (مرزا قادیانی) اسرائیلی یوسف (حضرت یوسف علیہ السلام) سے بڑھ کر ہے کیونکہ یہ عاجز قید کی دعا کر کے بھی قید سے بچار ہا مگر یوسف قید میں ڈالا گیا۔ اس امت کے یوسف کی گواہی خود خدا نے دی مگر یوسف بن یعقوب اپنی بریت کے لئے انسانی گواہی کا محتاج ہوا۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، ص96، مندرجہ روحانی خزائن جلد 21)

دیکھئے حضرت یوسف علیہ السلام پر اپنی برتری جتانے کے لئے مرزا کیسی زبان استعمال کر رہا ہے اور یہ تمام حوالہ جات میں اس کی مذکورہ کتابوں سے خود دیکھ کر لکھ رہا ہوں۔ سنی سنائی باتیں نہیں ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شدید توہین

انبیاء میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کرنے پر مرزا قادیانی نے جس قدر غلاظت اُگلی ہے کسی دوسرے نبی کے لئے نہیں کی۔ اس کی اکثر کتابیں توہینِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھری ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کوئی پیش گوئی میری پیش گوئیوں کے ہم پلہ نہیں

یسوع (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کی تمام پیش گوئیوں میں سے جو عیسائیوں کا مردہ خدا ہے اگر ایک پیش گوئی بھی اس پیش گوئی کے ہم پلہ ہو جائے تو ہم ہر تاوان دینے کو تیار ہیں۔ (انجام آتھم، ص 288 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11)

مرزائی اکثر کہتے ہیں کہ مرزا نے عیسائیوں کو چپ کرانے کے لئے الزامی انداز میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں چند تلخ باتیں کہیں۔ مرزا صاحب کا مقصد ان کی

توہین نہ تھا۔ ہم کہتے ہیں اپنی پیش گوئیوں کو حضرت عیسیٰ سے برتر کہنا کون سا الزامی جواب ہے۔ یہ سراسر توہین ہے آپ کی۔

بقول مرزا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی امت کیلئے شراب نوشی اور کنجری بازی جائز قرار دی

مرزا قادیانی عیسائیوں کی طرف روئے سخن رکھ کر لکھتا ہے کہ انہوں نے اس شخص کو تمام عیبوں سے مبرا قرار دیا ہے جس نے خود کہا میں نیک نہیں ہوں۔ اور جس نے شراب خوری اور قمار بازی اور کھلے طور پر دوسروں کی عورتوں کو دیکھنا جائز رکھ کر بلکہ بدکار کنجری سے اپنے سر پر حرام کی کمی کا تیل ڈلوا کر اور اس کو یہ موقع دے کر وہ اس کے بدن سے اپنا بدن لگا دے اپنی امت کو اجازت دے دی کہ ان باتوں میں سے کوئی بات حرام نہیں۔ (انجام آتھم ص 38، مندرجہ روحانی خزائن، جلد 11)

بقول مرزا حضرت عیسیٰ نے یہود کی کتاب سے مضمون چرا کر انجیل میں ڈالا

اور نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرایا ہے۔

(انجام آتھم ص 290 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر یہود کی کتاب سے مضمون چرا کر انجیل میں لکھنے کا الزام کس قدر لرزہ خیز ہے۔ ہم مرزائیوں سے پوچھتے ہیں اس میں عیسائیوں کو کون سا الزام دینا مقصود ہے۔ یہ سراسر کفر ہے۔

حضرت عیسیٰ سے کوئی معجزہ ظاہر نہ ہوا

مرزا نے کہا: عیسائیوں نے آپ کے بہت سے معجزے لکھے ہیں مگر حق یہ ہے

کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا اور جس دن سے آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرامکار اور حرام کی اولاد کہا اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا اور نہ چاہا کہ معجزہ مانگ کر حرامکار اور حرام کی اولاد بنیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں سوا مکر و فریب کے کچھ نہ تھا

ممکن ہے کہ آپ نے معمولی تدبیر سے کسی شب کور کو اچھا کیا ہو یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو مگر آپ کی بدقسمتی سے اسی زمانے میں ایک تالاب بھی موجود تھا۔ جس سے بڑے بڑے نشانات ظاہر ہوتے تھے۔ خیال ہوسکتا ہے کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوں گے۔ اسی تالاب سے آپ کے تمام معجزات کی پوری حقیقت کھلتی ہے۔ اگر آپ سے کوئی معجزہ ظاہر ہوا بھی ہے تو وہ اسی تالاب کا معجزہ ہے۔ آپ کے ہاتھ میں سوا مکر و فریب کے کچھ نہیں تھا۔ پھر افسوس کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں۔

(انجام آتھم ص 291، مندرجہ روحانی خزائن جلد 11)

جب قرآن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات بیان کر رہا ہے تو پھر ان کا انکار کر کے اور ایک تالاب کی کہانی گھڑ کر مرزا قادیانی نے عیسائیوں کو کیا الزام دیا ہے۔ الزام تو کچھ نہیں دیا البتہ ایک نبی برحق کی گستاخی کر کے خود کو کافروں میں ضرور شامل کرلیا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین دادیاں نانیاں زنا کار تھیں

آپ کا خاندان بھی نہایت پاک و مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا مگر شائد یہ بھی

خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں کی طرف میلان اور صحبت بھی شائد اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان میں ہے۔ ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک نوجوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگاوے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے، سمجھنے والے سمجھ لیں کہ انسان کس چال چلن کا ہو سکتا ہے۔

(انجام آتھم ص 291، مندرجہ روحانی خزائن جلد 11)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ایک گلے سڑے مردے کا لقب

مرزا قادیانی عیسائیوں کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ ذرہ آؤ! ہاں لعنت ہے تم پر، اگر نہ آؤ اور اس گلے سڑے مردے کا میرے خدا کے ساتھ مقابلہ نہ کرو۔

(انجام آتھم ص 346، مندرجہ روحانی خزائن جلد 11)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مرزا قادیانی نے گلا سڑا مردہ کہہ کر آپ کی شدید توہین کی ہے اور خود مرزا نے لکھا ہے کسی نبی کی ادنیٰ توہین بھی کفر ہے۔ اب خود مرزائی فیصلہ کریں کہ مرزا مسلمان ہے یا کافر۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر شراب نوشی کا الزام

یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ شائد کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت سے۔ (کشتی نوح ص 71، مندرجہ روحانی خزائن جلد 19)

بلکہ یحییٰ نبی کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ فاحشہ عورت نے آ کر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر

عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا۔ یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ نام نہ رکھا کیوں کہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔ (دافع البلاء ص 220، مندرجہ روحانی خزائن جلد 18)

سیدہ مریم رضی اللہ عنہا کی گستاخیاں

سیدہ مریم رضی اللہ عنہا والدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شدید گستاخی کرتے ہوئے مرزا لکھتا ہے کہ مسیح تو مسیح میں تو ان کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں۔ کیونکہ پانچوں ایک ماں کے بیٹے ہیں اور مریم کی شان یہ ہے کہ اس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا۔ پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم تورات عین حمل میں نکاح کیوں کیا گیا۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آ گئیں۔ اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ کہ قابل اعتراض۔

(کشتی نوح ص 18، مندرجہ روحانی خزائن جلد 19)

اندازہ کریں اس شخص کی زبان کس قدر غلیظ ہے اور وہ محض عیسائیوں کو الزام دینے کے بہانے اس بتول عذریٰ کی گستاخی کر رہا ہے جس کی عفت قرآن کی زینت ہے۔

سید الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں مرزا کی گستاخیاں

وہ تمام آیات جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصی عظمتوں کے بیان میں نازل ہوئیں مرزا قادیانی نے انہیں اپنے حق میں ٹھہرایا اور بتایا کہ اللہ نے یہ مجھ پر بھی اتاریں

ہیں۔ چنانچہ اس نے اپنے الہامات میں انہیں درج کیا۔ جیسے

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ

اے مرزا کہہ دے لوگو! اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو پھر اللہ تم سے محبت کرے گا۔ (حقیقۃ الوحی، ص 82 روحانی خزائن جلد 22)

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ

اے مرزا! جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ کی بیعت کرتے ہیں۔
(حقیقۃ الوحی، صفحہ 83)

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ

اے مرزا! ہم نے تو تجھے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔
(حقیقۃ الوحی، ص 85)

اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ

اے مرزا! ہم نے تجھے کوثر عطا کر دیا۔ (حقیقۃ الوحی، ص 105)

اَرَادَ اللّٰہُ اَنْ یَبْعَثَکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

اللہ نے چاہا ہے کہ اے مرزا! کہ تجھے مقام محمود پر فائز کرے۔
(حقیقۃ الوحی، ص 105)

وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ

اے مرزا! جو تو نہ جانتا تھا تجھے اللہ نے بتا دیا۔ (حقیقۃ الوحی، ص 99)

یہ کس قدر ظلم عظیم ہے کہ مرزا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں نازل شدہ تمام آیات خود پر چسپاں کر لیں۔ وہ مزید لکھتا ہے کہ

اللہ نے مجھ پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض نازل کیا اور اسے کامل بنایا اور میری طرف

ان کا جود و کرم کھینچا۔ حتی صار وجودی وجوده۔ حتیٰ کہ میرا وجود ان کا وجود ہو گیا۔ فمن دخل فی جماعتی دخل فی صحابة سید المرسلین تو جو میری جماعت میں داخل ہو وہ گویا سید المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوگا۔ (معاذ اللہ)

(خطبہ الہامیہ، ص 208 مندرجہ روحانی خزائن جلد 16)

گویا مرزا اس طرح بعینہٖ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن گیا ہے کہ جو اس کا ساتھی بنا وہ صحابہ کرام میں شامل ہو گیا۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ یہی وجہ ہے کہ مرزا کے ساتھیوں کو مرزائی جماعت صحابہ کرام کہتی ہے اور اس کی بیویوں کو امہات المؤمنین قرار دیتی ہے۔ (معاذ اللہ)

میں رسول اور نبی ہوں باعتبار ظلمت کاملہ کے میں وہ آئینہ ہوں۔ جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔ اگر میں کوئی علیحدہ شخص نبوت کا دعویٰ کرنے والا ہوتا تو خدا تعالیٰ میرا نام محمد احمد اور مصطفیٰ و مجتبیٰ نہ رکھتا۔ بلکہ میں علیحدہ کسی نام سے آتا لیکن خدا تعالیٰ نے ہر بات میں مجھے وجود محمدی میں داخل کر دیا۔

(نزول المسیح، ص 381، مندرجہ روحانی خزائن جلد 18)

یعنی جب مرزا بعینہٖ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے تو اس کے دعویٰ نبوت سے ختم نبوت کی خلاف ورزی نہ ہوئی۔ کیونکہ مرزا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی الگ چیز ہے ہی نہیں۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ یہ کس قدر کفر عظیم اور ارتداد الیم ہے۔ مرزائی لوگ سوچیں انہوں نے کیسے شخص کا پلہ پکڑا ہے۔

صحابہ کرام کی شان میں گستاخی

مرزا قادیانی نے اپنی جماعت کو صحابہ کرام کا ہم پلہ قرار دیا ہے۔ ابھی پیچھے خطبہ الہامیہ صفحہ 258 کی عبارت گزر چکی کہ جو میری جماعت میں داخل ہوا وہ سید

المرسلین کے صحابہ میں داخل ہو گیا۔ یہی چیز وہ دوسری جگہ یوں بیان کرتا ہے کہ ''صحابہ کی جماعت کو اسی قدر نہ سمجھو بلکہ مسیح موعود (بزعم خود مرزا قادیانی) کی جماعت بھی صحابہ ہی ہوگی سب علماء نے اس گروہ کا نام صحابہ ہی رکھا ہے۔
(ملفوظات مرزا غلام احمد قادیانی جلد 2، ص 190)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی

ابوہریرہ میں نقل کرنے کا مادہ تھا اور درایت اور فہم سے بہت کم ہی حصہ رکھتا تھا جو امور فہم و درایت سے تعلق رکھتے ہیں اکثر ابوہریرہ ان کے سمجھنے میں ٹھوکر کھاتا اور غلطی کرتا ہے۔ (ضمیمہ براہین احمد جلد پنجم، ص 410، مندرجہ روحانی خزائن 21)

پہلے کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہے جیسا کہ ابوہریرہ نے سمجھا جو کہ غبی تھا اور درایت اچھی نہیں رکھتا تھا۔
(نزول المسیح، ص 127، مندرجہ روحانی خزائن جلد 19)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جیسے عظیم صحابی رسول کو غبی کہنا کس قدر دریدہ دہنی ہے۔ اللہ ان لوگوں سے مسلمانوں کو دور رکھے۔

توہین اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اس قسم کی آل (آل رسول نہیں) جو فدک جیسے ایک باغ اور چند درختوں کے لئے لڑتے پھریں اور مشتعل ہو کر کبھی ابوبکر کو برا کہیں کبھی عمر کو۔
(تریاق القلوب، ص 364، مندرجہ روحانی خزائن جلد 15)

یعنی حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے بخاری شریف کے مطابق باغ فدک کے بارہ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ایک بار مطالبہ کیا تھا کہ یہ ہمارا حق ہے مگر جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حدیث سنائی کہ انبیاء کی میراث نہیں ہوتی، تو وہ

مطمئن ہو گئے۔ مگر مرزا نے صرف اسی بناء پر انہیں اہل بیت رسول سے نکال دیا۔

لعنت الله علیکم دشمنان اهل بیت

حضرت مولا علی المرتضیٰ ؓ کی توہین

مرزا قادیانی اہل تشیع کو مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی (مرزا قادیانی بزعم خود) تم میں موجود ہے اسے چھوڑتے ہو اور تم مردہ علی کو تلاش کرتے ہو؟ (ملفوظات مرزا قادیانی ص 142، جلد 2)

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ ؓ کو مردہ علی اور خود کو زندہ علی کہہ کر خود کو ان سے برتر بتانا کسی منافق کا کام ہی ہو سکتا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن علی سے بغض نہیں رکھتا اور منافق ان سے پیار نہیں رکھتا۔

(ترمذی شریف کتاب المناقب مناقب حضرت علی)

سیدہ فاطمۃ الزہرہ خاتون جنت ؓ کی توہین

اس جگہ ایک نہایت روشن کشف یاد آیا۔ ایسا یاد پڑتا ہے کہ حضرت فاطمہ ؓ نے نہایت محبت و شفقت سے مادر مہربان کی طرح اس عاجز کا سر اپنی ران پر رکھ لیا۔

(ایک غلطی کا ازالہ ص 213، مندرجہ روحانی خزائن جلد 18)

امام حسین ؓ کی شان میں گستاخیاں

مرزا اپنے عربی اشعار میں ایک جگہ کہتا ہے کہ

وَ قَالُوْا علٰی الْحَسَنَیْنِ فَضَل نَفْسَهٗ
اَقُوْلُ نَعَمْ وَاللّٰهُ رَبِّی سَیُظْهِرُ

وہ کہتے ہیں کہ مرزا نے امام حسن و حسین پر خود کو فضیلت دی ہے۔ میں کہتا ہوں

ہاں میں نے ایسا کہا ہے اور میرا رب عنقریب اسے ظاہر کر دے گا۔

وَشَتَّانَ مَا بَيْنِي وَ بين حُسَيْنِكُمْ
فَاِنِّي اُؤَيَّدُ كُلَّ اٰنٍ وَاُنْصَرُ

میرے اور تمہارے حسین کے درمیان کتنا بڑا فرق ہے۔ مجھے تو ہر لمحہ تائید و نصرت مل رہی ہے۔ (نزول المسیح ،ص 164 ۔ 181 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19)

وَاِنِّي لقتيلُ الحُبِّ لكن حُسَيْنُكم
قتيلُ العدا فالفرق اَجْلٰى و اظهر

اور میں تو کشتہ محبت ہوں مگر تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے۔ پھر فرق کتنا کھلا اور ظاہر ہے۔ (نزول المسیح ،ص 193)

مرزا نے فارسی اشعار میں کہا ہے

کربلا است سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

یعنی میری ہر گھڑی کی سیر سیر کربلا ہے اور سو حسین میری جیب میں ہیں۔ (معاذ اللہ) (نزول المسیح ،ص 477)

مرزا قادیانی کی زبانی قرآن کریم کی توہین

مرزا قادیانی اپنی وحی کو قرآن کی مثل قرار دیتا ہے وہ کہتا ہے کہ:

اور جب کہ میں قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی ہوئی وحی پر ایمان رکھتا ہوں جو مجھ پر ہوئی اور میں بیت اللہ شریف میں کھڑے ہو کر قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو مجھ پر نازل ہوتی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ پر اپنا کلام نازل

کیا تھا۔ (ایک غلطی کا ازالہ،ص 210 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18)

اس عبارت میں مرزا قادیانی نے اپنی وحی کو ذرہ برابر فرق کے بغیر قرآن کے برابر قرار دیا ہے۔ یعنی اس کا منکر ذرہ برابر فرق کے بغیر اتنا بڑا کافر ہے جتنا بڑا منکر قرآن کافر ہے۔ یہ قرآن کی عظیم توہین ہے۔

اپنے فارسی کے اشعار میں مرزا یہی بات یوں کہتا ہے کہ

آنچہ من بشنوم ز وحی خدا
بخدا پاک دانمش ز خطا
ہمچو قرآن منزاش دانم
از خطایا ہمیں است ایمانم
بخدا ہست ایں کلام مجید
از دہان خدائے پاک و وحید

یعنی میں جو وحی خدا سنتا ہوں بخدا میں اسے ہر خطاء سے پاک جانتا ہوں۔ میں اسے تمام خطاؤں سے قرآن کی طرح منزہ جانتا ہوں یہی میرا ایمان ہے۔ بخدا میری وحی وہ کلام مجید ہے جو خدائے پاک و یکتا کے منہ سے ہے۔

(نزول المسیح،ص 477،مندرجہ روحانی خزائن جلد 18)

مرزا قادیانی اپنا ایک الہام لکھتا ہے کہ اللہ نے اسے کہا

انا انزلناہ قریباً من القادیان و بالحق انزلناہ و بالحق نزل

ہم نے قرآن کو قادیان کے قریب اتارا اور ہم نے اسے حق کے ساتھ نازل کیا اور وہ حق کے ساتھ اترا۔ (حقیقۃ الوحی،ص 91،مندرجہ روحانی خزائن جلد 22)

گویا مرزا نے اپنے خود ساختہ الہامات کو قرآن کی طرح قرار دیا اور ایک قرآنی

آیت میں تحریف کر کے اسے ان پر چسپاں کر دیا۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

مرزا قادیانی کی زبانی حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی

مرزا قادیانی نے قرآن پر تو یوں ہاتھ صاف کیا کہ اپنی وحی کو قرآن کے برابر کھڑا کر دیا اور حدیث کا مقام یوں گل کیا کہ خود کو حدیثوں سے برتر قرار دیا اور کہا کہ مجھے اختیار ہے کہ جس حدیث کو چاہوں لے لوں جسے چاہوں رد کر دوں وہ کہتا ہے کہ:

1) اور جو شخص (مرزا قادیانی) حکم بن کر آیا ہے اس کا اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کر لے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کر دے۔

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، ص 51 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17)

اس کا معنی یہ ہوا کہ مرزا قادیانی کا علم حدیث رسول پر فائق ہے۔ قرآن تو بار بار کہتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرو۔ مگر مرزا کہتا رہا ہے کہ اب اللہ کے بعد میری اطاعت کرو۔ اگر حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے حکم سے ٹکرائے تو حدیث کو رد کر دو بلاشبہ ایسا کہنا کفر وارتداد اور ضلالت والحاد کی بدترین قسم ہے۔

2) وہ حدیثوں کے ساتھ مجھے ناپنا چاہتے ہیں حالانکہ ان حدیثوں کو میرے ساتھ ناپنا چاہئے تھا۔ (تحفہ گولڑویہ، ص158)

3) مرزا قادیانی اپنے کلام کو وحی خدا قرار دے کر اس کے مقابلے میں حدیثوں کو یوں رد کرتا ہے۔

هٰذا النقل بعد ايحاء ربنا

فای حدیثٍ بعدہ نتخیر

یہ نقل احادیث ہمارے رب کی (ہماری طرف) وحی کے بعد والا درجہ رکھتی ہیں۔ تو ہم اپنی وحی کے بعد کس حدیث کو قبول کریں۔

(نزول المسیح، ص149 مندرجہ روحانی خزائن، جلد19)

الغرض مرزا غلام احمد قادیانی نے دین اسلام کے ہر حصے کا مذاق اڑایا اور اس کی توہین کی ہے اور اسی کا نام مرزائیت ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی تعریف میں مرزائیوں کی ملحدانہ مبالغہ آرائی

مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد لکھتا ہے

1) ہر ایک نبی کو اپنی استعداد اور اپنے کام کے مطابق کمالات عطا ہوتے تھے کسی کو بہت کسی کو کم، مگر مسیح موعود (مرزا) کو تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ کے تمام کمالات حاصل کر لئے اور اس قابل ہو گیا کہ ظلّی نبی کہلائے چنانچہ ظلّی نبی نبوت نے مسیح موعود کا قدم پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا۔ (کلمۃ الفصل، ص113)

2) پس مسیح موعود (مرزا قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے اور اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر محمد ﷺ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرور پیش آتی۔ (کلمۃ الفصل، ص158)

مرزا قادیانی پر درود وسلام

قاضی محمد یوسف قادیانی کا یہ منظوم کلام دیکھیں جس میں مرزا قادیانی پر درود و سلام پڑھا گیا ہے۔

اے امام الوریٰ سلام علیک
ماہ بدر الدجیٰ سلام علیک
مہدی عہد و عیسیٰ موعود
احمد مجتبیٰ سلام علیک
تیرے آنے سے سب نبی آئے
مظہر انبیاء سلام علیک
مانتے ہیں تیری رسالت کو
اے رسول خدا سلام علیک
تیرے ملنے سے مل گیا مولیٰ
احمد حق نما سلام علیک
تیرے یوسف کا تحفہ صبح و مساء
ہے درود و دعا سلام علیک

(روزنامہ الفضل قادیان جلد 7، شمارہ 100، مورخہ 30 جون 1920ء)

قاضی ظہور الدین قادیانی رسول قدنی (قادیانی رسول) کے عنوان سے ایک نظم یوں لکھتا ہے۔

اے میرے پیارے میری جان رسول قدنی
تیرے صدقے تیرے قربان رسول قدنی
انت منی و انا منك خدا فرمائے
میں بتاؤں تیری کیا شان رسول قدنی
عرش اعظم پہ تری حمد خدا کرتا ہے

ہم ہیں ناچیز سے انسان رسول قدنی
دستخط قادر مطلق تیری مسلوں پہ گرے
اللہ اللہ تیری شان رسول قدنی
پہلی بعثت میں محمد ہے اب احمد ہے
تجھ پہ پھر اترا ہے قرآن رسول قدنی
سرمۂ چشم تری خاک قدم بنواتے
غوث اعظم شہ جیلان رسول قدنی

(روزنامہ اخبار الفضل قادیان، جلد 10، شمارہ 30۔ 16 اکتوبر 1922ء)

قرآن اور سید الاولیاء غوث اعظم عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی شدید توہین کی گئی ہے۔ الغرض مرزائی گروہ مسلمانوں سے ایک الگ قوم کا نام ہے۔ جن کے نظریات وعقائد اسلام سے مکمل متصادم ہیں۔ مسلمانوں پہ لازم ہے کہ اس سے الگ تھلگ رہیں۔ ان کے ساتھ کوئی تجارت، لین دین اور رشتہ ناطہ مت رکھیں ورنہ ایمان کا خطرہ ہے۔ جو شخص کسی کے باپ یا ماں کو گالی دے تو غیرت منداور حلال بیٹا کبھی ایسے شخص سے ملنا اور رشتہ ناطہ رکھنا برداشت نہیں کرتا خواہ اس کے والدین کردار میں کمزور ہی کیوں نہ ہوں۔ مگر ہمارے لاکھوں والدین کی عزت نعلین رسول ﷺ سے لگنے والی خاک پہ قربان۔ ہماری لاکھوں جانیں ان کے صحابہ واہل بیت کی عزت وناموس پر قربان۔ ایک شخص انہیں گالیاں دیتا اور ان کی گستاخیاں کرتا ہے پھر یہ کتنی بڑی بے غیرتی ہے کہ ہم اس سے محبت و پیار کے ناطے جوڑیں۔

اللہ رب العزت ہر مسلمان کو دین پر استقامت عطا فرمائے۔

تیسرا رسالہ

ختم نبوت اور محی الدین ابن عربی کا عقیدہ

آج مرزائی گروہ مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے یہ اچھال رہا ہے کہ امام محی الدین ابن عربی یعنی شیخ اکبر رحمۃ اللہ کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سلسلۂ نبوت جاری ہے البتہ کوئی نبی ایسا نہ آئے گا کہ نئی شریعت لائے، اور یہی ہم قادیانی لوگوں کا عقیدہ ہے۔

تو میں نے چاہا کہ اس جگہ مرزائیوں کے اس مغالطہ کو دور کر دیا جائے اور بتایا جائے کہ امام محی الدین ابن عربی متوفی 638ھ کا وہی عقیدہ ہے جو تمام امت مسلمہ کا ہے۔ میں نے آپ کی کتاب "الفتوحات المکیہ" جو آٹھ جلدوں میں ہے اس مقصد کے لئے خریدی اور اسے تین چار دن گہری نظر سے دیکھا تو مجھ پر یہ بات عیاں ہوتی گئی کہ مرزائی گروہ نے دھوکہ دہی کی ہے وہ "الفتوحات المکیہ" سے اپنے مقصد کی بعض عبارات نقل کر دیتے ہیں اور سیاق و سباق چھوڑ دیتے ہیں۔ ہم "الفتوحات المکیہ" ہی سے پہلے امام محی الدین ابن عربی کے نظریات بابت ختم نبوت پیش کرتے ہیں۔ پھر قادیانیوں کی پیش کردہ بعض عبارات کی وضاحت کریں گے۔

عنوان اول

امام ابن عربی کے نزدیک

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد باب نبوت بند کر دیا گیا ہے

1۔ فان الله سبحانهٗ لما اَغْلَقَ دون الخلقِ بابَ النبوة

والرسالة اَبقٰی لهم بابَ الفهمِ عن اللهِ فیما اوحیٰ بهٖ الیٰ نبیهٖ ﷺ فی کتابهٖ العزیز و کانَ علیٌّ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ یقول اِنَّ الوحیَ قَدِ انْقَطع بَعْدَ الرسول ﷺ وَ ما بَقِیَ بِأَیْدینا اِلَّا ان یرزق الله عبداً فهماً فی القرآن

ترجمہ: بے شک اللہ سبحانہ نے جب مخلوق پر باب نبوت و رسالت بند کر دیا تو ان کے لئے یہ دروازہ کھلا رکھا کہ اللہ نے اپنے نبی اکرم ﷺ پر اپنی کتاب عزیز میں جو نازل کیا ہے اسے وہ سمجھیں اور مولیٰ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ کے بعد وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے اور اب ہمارے ہاتھوں کچھ نہیں رہا سوا اس کے کہ اللہ کسی بندے کو کچھ فہم قرآن عطا فرما دے۔

(الفتوحات المکیہ باب 25 جلد اول صفحہ 285 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

اس عبارت سے کس قدر واضح ہوا کہ ابن عربی رحمہ اللہ کے نزدیک نبی اکرم ﷺ کے بعد باب نبوت و رسالت بند ہے اور جو وحی انبیاء و مرسلین کو ہوتی ہے اس کا دروازہ بھی بند ہے۔ البتہ فہم قرآن کا دروازہ کھلا ہے اور یہی فیصلہ مولیٰ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ہے۔

2۔ ابن عربی رحمہ اللہ ایک اور جگہ یوں فرماتے ہیں،

ولما كانتِ النبوةُ قد مُنِعَتْ والرسالةُ كذلك بعدَ رَسُولِ الله ﷺ كانَ التعريفُ لهٰذا الشخصِ بما هو الشرعُ المحمديُّ عليه فی عالم الشهادة

یعنی جب رسول اللہ ﷺ کے بعد نبوت و رسالت کو روک دیا گیا تو اس شخص (ولی اللہ) کے لئے عالم شہادت (دنیا) میں اس طریقہ کی پہچان کرائی جاتی ہے جس

پر شرع محمدی ہے۔ (الفتوحات المکیہ جلد اول باب 31 صفحہ 308)

3۔ایک اور جگہ امام محی الدین رحمۃ اللہ نے فرمایا:

و بابُ النبوةِ قد سَدَّهٗ کما سَدَّه بابَ الرِّسالۃِ واعنی نبوۃ التشریع وما بقی فی آیدینا الا الوراثۃُ الی یوم القیامۃِ یقول رَسُوْلُ الله ﷺ اِنَّ الرسالۃَ والنبوۃَ قدِ انْقطَعَتْ فلا رَسُوْلُ بَعدی ولا نبی

یعنی اللہ نے باب نبوت بند کر دیا جیسا کہ باب رسالت کو بند کر دیا گیا ہے میری مراد نبوت تشریع ہے اور اب ہمارے ہاتھوں میں تا قیامت وراثت نبوت کے سوا کچھ نہیں ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک رسالت و نبوت کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے اب میرے بعد کوئی رسول ہے نہ نبی۔

(الفتوحات المکیہ باب 69 جلد 2 صفحہ 79)

نبوت تشریع کا معنی یہ ہے کہ ایسی نبوت جس پر ایمان لانا فرض اور اس سے انکار کفر ہے۔ایسی نبوت و رسالت کا دروازہ بند ہو گیا ہے اور مرزا قادیانی ایسی ہی نبوت کا مدعی ہے۔قادیانی گروہ اس کے لئے ایسی ہی نبوت مانتا ہے کیونکہ وہ اس سے انکار کے باعث ہر غیر قادیانی کو کافر سمجھتے ہیں۔

4۔ایک جگہ درود شریف اللّٰھم صلی علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم و علی آل ابراھیم کے مفہوم پر بحث کرتے ہوئے امام ابن عربی فرماتے ہیں:

وَقَدْ عَلِمْنَا اَنَّ اِبْرَاھِیمَ کان من اٰلہٖ انبیاءُ و رَسُوْلُ للہِ و مرتبۃُ النبوۃِ الرسالۃِ قَدِ ارتفعت فی الدنیا فلا یکونُ بَعد

رسولِ اللہ فی امتہٖ نبیٌّ یُشَرِّ عُ اللہُ لَہٗ خلافَ شرعِ محمدٍ ولا رَسولٌ

ہم جانتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل میں اللہ کے فرستادہ انبیاء و رسل تھے، جبکہ مرتبۂ نبوت و رسالت اب دنیا میں منقطع ہو گیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ کی امت میں کوئی نبی نہ آئے گا کہ خلاف شرع محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے لئے اللہ نبوت جاری کرے، نہ ایسا رسول آئے گا۔

(الفتوحات المکیہ باب 69 جلد 2 صفحہ 247)

آگے امام ابن عربی نے فرمایا کہ آل ابراہیم علیہ السلام میں انبیاء آتے تھے اب وہ نہیں آسکتے تو آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں علماء مجتہدین آتے رہیں گے جن پر وحی اجتہادی ہو گی یعنی ان کے دلوں پر وحی کا مفہوم اترے گا۔ یہی درود ابراہیمی کا معنی ہے۔

اس جگہ امام ابن عربی نے مزید فرمایا کہ آل محمد سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاص اہل بیت نہیں بلکہ آپ کے متبعین مراد ہیں جن میں سے علماء ومجتہدین پر مفہوم وحی کا القاء ہوتا ہے اور یہی صلی علیٰ محمد و علیٰ آل محمد کا معنی ہے۔ یہ معنی نہیں کہ آل ابراہیم کی طرح آل محمد میں انبیاء آئیں کیونکہ اب باب نبوت بند ہو گیا ہے۔

(الفتوحات المکیہ جلد 2 صفحہ 247 باب 69)

عنوان دوم

اب نبوت ورسالت کے لئے دعا مانگنا بھی جائز نہیں ہے

امام محی الدین ابن عربی باب 73 میں یہ بحث کرتے ہیں کہ حق کہاں سے ملتا ہے کون دیتا ہے اور کیسے دیتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ طلب گارانِ حق اس سے مانگتے ہیں جس کے قبضہ میں حق مطلوب ہے ورنہ یہ ایسے شخص سے شکایت کرنا ہے جو شکایت دور نہیں کر سکتا۔ آگے فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ ابو العباس بن عریف

صنھاجی یوں دعا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ سَوَدَتْ بابَ النُّبوةِ والرسالةِ ولم تَسُدَّ بابَ الولاية اللّٰھُم مَھْمَا عَيَّنْتَ اعلى درجةٍ فى الولاية لِاَعلى ولىٍّ عندكَ فَاجْعلنى ذٰلكَ الولىَّ

اے اللہ! تو نے نبوت ورسالت کا دروازہ بند کر دیا اور ولایت کا دروازہ بند نہیں کیا، اے اللہ! تو جب بھی کسی اعلیٰ ولی کے لئے ولایت کا اعلیٰ درجہ مقرر کرے تو وہ ولی مجھے بنادے۔ (الفتوحات المکیہ جلد 3 صفحہ 145 باب 73)

معلوم ہوا ابن عربی رحمۃ اللہ کے نزدیک اب صرف ولایت کا دروازہ کھلا ہے۔ نبوت کا دروازہ بند ہے۔ لہٰذا ولایت کا سوال اللہ سے کرنا جائز ہے نبوت کا سوال جائز نہیں۔

عنوان سوم

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اسم نبی بند کر دیا گیا ہے

امام محی الدین ابن عربی نے ایک چیز کا بار بار ذکر کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مقام نبوت موجود ہے یعنی اللہ سے الہام والقاء کی صورت میں خبر حاصل کرنا کیونکہ نبوت کا لغوی معنی غیب سے خبر دینا ہے (منجد) اور اولیاء بھی الہام کے ساتھ غیب سے خبر دیتے ہیں اور مجتہدین اپنے اجتہاد سے احکام ثابت کرتے ہیں جو کہ میراث نبوت ہے مگر امام محی الدین بار بار زور دے کر کہتے ہیں اب کسی کو اسم نبی واسم رسول سے یاد نہیں کیا جاسکتا۔ وہ فرماتے ہیں:

وَ لِھٰذا قَال صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ الرسالةَ والنبوةَ قد انْقَطَعَتْ وَما

انْقَطَعَتْ اِلَّا مِن وَجْهٍ خاصٍ انْقَطَعَ مِنْهَا مُسَمّٰى النبیّ والرسول وَ لِذٰلِكَ قال فلا رسول بعدی ولا نبی ثم ابقٰی لهم المُبَشَّرات وابقٰی منها حکمَ المُجْتَهِدِينَ وَاَزالَ عنهم الْاِسْمَ

ترجمہ: اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: بے شک نبوت و رسالت منقطع ہو گئی ہے اور وہ کسی خاص وجہ سے منقطع ہوئی ہے اس طرح کہ اسم نبی و رسول سے مسمّٰی کوئی شخص نہیں آسکتا۔ اس لئے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی رسول آئے گا نہ نبی۔ پھر اللہ نے نبوت میں سے مبشرات (اچھے خواب) باقی رکھے اور نبوت میں سے مجتہدین کا حکم باقی رکھا مگر ان سے (مبشرات اور اجتہاد والوں سے) اسم نبی زائل کر دیا۔ (الفتوحات المکیہ جلد 3 صفحہ 380 باب 55)

اسی مفہوم کو امام ابن عربی اگلے صفحہ پر یوں واضح کرتے ہیں:

وَاِنَّمَا انْقَطَعَ الوَحیُ الخاصُّ بالرسولِ والنبیِّ مِنْ نُزولِ الملکِ علٰی اُذُنِہٖ و قلبہٖ و تحجیر لفظِ اسم النبیِّ والرسولِ فَلا یُقَالُ فی المجتہدِ انہٗ نبیٌّ ولا رسولٌ کما تَحَجَّرَ الاَجتہاد عَلَی الانبیاءِ فیما شَرَعَہَ و المجتہدُ وَاِنْ کَانَ یُرْشِدُ النَّاسَ بما ارادہ الیہ دلیلہٗ واجتہادُہٗ فَلا یُطْلَقُ علیہ ھٰذا الْاِسمُ فھو خاصٌّ بالانبیاءِ والرسلِ ما ھو للہِ ولا لِلْاَوْلیاءِ

ترجمہ: پس وہ وحی منقطع ہو گئی ہے جو رسول اور نبی سے خاص ہے یعنی اس کے کان یا دل پر فرشتہ کا اترنا (یہ اب نہیں ہو سکتا) اور نبی اور رسول کا لفظ روک دیا گیا ہے۔ لہٰذا کسی مجتہد کو نبی نہیں کہا جا سکتا نہ رسول، جیسے کہ انبیاء کے لئے اس حکم میں اجتہاد ممنوع ہے جو اللہ نے ان کے لئے جاری کر دیا ہو، اور مجتہد اگرچہ لوگوں کو وہ حکم

بتا تا ہے جو اس پر اس کی دلیل اور اجتہاد سے واضح ہوا مگر اس کے لئے یہ اسم (نبی و رسول) نہیں بولا جا سکتا یہ انبیاء و رسل ہی سے خاص ہے نہ یہ اللہ کے لئے جائز ہے نہ اولیاء کے لئے۔ (الفتوحات المکیہ جلد 3 صفحہ 381 باب 55)

امام ابن عربی کس معنی میں نبوت جاری مانتے ہیں

کما حجر الاجتهاد علی الانبیاء فیما شرعه سے معلوم ہوا کہ امام ابن عربی رحمۃ اللہ کے نزدیک شرع کا معنی یہ ہے کہ وہ حکم جو اللہ کی طرف سے اس کے رسول کی زبان پر جاری کیا جائے۔ کیونکہ اس کا قبول کرنا فرض اور اس سے انکار کفر ہے اس کے خلاف خود وہ نبی بھی اجتہاد نہیں کر سکتا جس پر وہ حکم اترا، لہٰذا جہاں بھی امام ابن عربی یہ فرماتے ہیں کہ اب صرف وہ نبی نہیں آسکتا جو شرع لائے اور بغیر شرع نبوت موجود ہے تو اس کا یہی معنی ہوتا ہے کہ اب کوئی ایسا شخص نہیں آسکتا جس کا منصب اللہ کی طرف سے جاری کردہ ہو اور اس پہ ایمان لانا فرض اور اس سے انکار کفر ہو یہ منصب انبیاء و رسل سے خاص ہے۔ ہاں الہام و مبشرات کے حاملین اولیاء اور اجتہاد سے احکام ثابت کرنے والے مجتہدین آسکتے ہیں کیونکہ ان کے الہام و اجتہاد پر ایمان لانا فرض نہیں نہ اس سے انکار کفر ہے۔

امام ابن عربی یہ بھی فرما رہے ہیں کہ اولیاء و مجتہدین اگرچہ لغوی نبوت رکھتے ہیں یعنی مبشرات کے ساتھ غیب سے خبر دینا اور اجتہاد کے ساتھ کسی حکم سے خبر دینا، مگر ان کے لئے لفظ رسول اور نبی نہیں بولا جا سکتا یعنی ان کو لغوی معنی میں بھی نبی و رسول نہیں کہا جا سکتا تا کہ گمراہی کا راستہ نہ کھلے چہ جائیکہ ان میں سے کسی کو شرعی معنی میں نبی مانا جائے اور اسے نبی نہ ماننے والے کو کافر کہا جائے جیسا کہ آج قادیانی

گروہ مرزا غلام احمد کو شرعی و حقیقی معنی میں نبی و رسول کہتا اور اس کی نبوت و رسالت کے نہ ماننے والے کو کافر بتاتا ہے۔ تو کہاں گروہ قادیانی اور کہاں امام ابن عربی کا فکر ربانی چہ نسبت خاک را عالم پاک

اب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی کو نبی و رسول کیوں نہیں کہا جا سکتا،

ابن عربی کی بحث

و اما القائلون باكتساب النبوة فانهم يريدون بذلك حصول النبوة عند الله المختصة من غير تشريع لا فى حق انفسهم ولا فى حق غيرهم فسددنا باب اطلاق لفظ النبوة على هذا المقام مع تحققه لئلا يتخيل متخيل ان المطلق لهذا الاسم يريد نبوة التشريع فيغلط

ترجمہ: جو لوگ اکتساب نبوت کے قائل ہیں وہ اس سے اللہ کے ہاں ایسی خاص نبوت کا حصول مراد لیتے ہیں جو بغیر تشریع ہے (کہ جس پر ایمان لازم ہو) نہ ان کے حق میں (اس پر ایمان واجب ہے) نہ کسی غیر کے حق میں تو ہم نے اس مقام پر لفظ نبوت کے اطلاق کا دروازہ بند کر دیا ہے باوجودیکہ یہ مقام متحقق ہے تاکہ کسی خیال کرنے والے کو یہ خیال نہ آئے کہ اس سے نبوت تشریع مراد ہے یوں وہ مغالطہ میں پڑے۔ (الفتوحات المکیہ جلد 3 صفحہ 7 باب 73)

یعنی جن لوگوں نے کہا کہ اب بھی نبوت مل سکتی ہے تو اس سے مراد وہ مقام ہے جس میں تشریع نہیں یعنی اللہ کا جاری کردہ حکم، کہ نہ خود ان پر ضروری ہے کہ اس پر ایمان رکھیں نہ کسی اور پر ضروری ہے کہ اس پر ایمان لائے تو یہ ایک لغوی نبوت

ہے یعنی اللہ سے جزا پانا۔ مگر چونکہ اس پر ایمان لازم نہیں اس لئے اس پر لفظ نبوت کا اطلاق جائز نہیں تا کہ کسی کو یہ وہم نہ ہو کہ شائد یہ وہ نبوت ہے جو تشریع والی ہے یعنی جس پر ایمان لازم ہے اور اس سے انکار کفر ہے۔

نبوت ایک بند دروازہ ہے، امام ابن عربی

آپ نبوت اور صدیقیت میں فرق مراتب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَ قَدْ اَنْکَرَ ابو حَامِدٍ الغزالیُّ هٰذَا المقام وَقال لَيْسَ بينَ الصديْقِيّةِ ۔والنبوةِ مقامٌ و مَنْ تخطّٰى رقابَ الصديقين وَقَعَ فی النبوةِ بابٍ مُغْلَقٍ

ترجمہ: امام ابو حامد غزالی رحمۃ اللہ نے اس مقام سے انکار کیا (یعنی رسالت و صدیقیت کے درمیان مقام قربت) اور فرمایا کہ صدیقیت اور نبوت کے مابین کوئی مقام نہیں۔ تو جس نے صدیقین کی گردنیں پھلانگنا چاہا وہ نبوت میں جا پڑا (مدعی نبوت ہو گیا) جبکہ نبوت ایک بند دروازہ ہے۔

(الفتوحات المکیہ جلد 3 صفحہ 394 باب 161)

اب ہمارے لئے اسم ولی باقی ہے اسم رسول منقطع ہو گیا ہے

امام محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں:

فَاَبقیٰ علينا اسمَ الوَلِّی وَهُوَ مِنْ اَسْماءِهٖ سبحانَهٗ و كانَ هٰذا الاسمُ قدنزعهٗ من رَسُولهٖ وَ خَلَعَ عليه و سَمّاهُ بِالْعَبْدِ وَالرَّسولِ وَلَا يَلِيْقُ باللهِ ان يُسَمّٰی بالرسولِ فَهٰذا الْاِسْمُ مِنْ خَصَائِصِ الْعُبُودِيَّةِ الّتی لا تَصْلُحُ اَنْ تَكُوْنَ لِلرَّبِ وَسَبَبُ اِطلاقِ هٰذَا الْاَسِمِ وجودُ الرسالةِ و

الرسالۃُ قَدِ انْقَطَعَتْ فَارْتَفع حکُم ھٰذا الْاِسْمِ بارتفاعِھا من حیثُ نِسْبَتِھَا بِھَا الیٰ اللہ

ترجمہ: اللہ نے ہمارے لئے (امت محمدیہ کے لئے) اسم ولی باقی رکھا ہے اور وہ اللہ سبحانہ کے اسماء میں سے ہے اور اللہ نے یہ اسم اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے لیا ہے (آپ کو ولی سے یاد نہیں کیا جاتا) اللہ نے آپ کو عبد اور رسول کا نام دیا ہے (آپ کو عَبْدَہٗ وَرَسُوْلَہٗ کہا جاتا ہے) اور اللہ کے لائق نہیں کہ اسے رسول کہا جائے۔ کیونکہ یہ اسم عبدیت کے لائق ہے جو رب کے لئے نہیں ہو سکتی اور اس اسم (اسم رسول) کا اطلاق تب ہو سکتا ہے جب رسالت موجود ہو اور رسالت منقطع ہو گئی ہے۔ لہٰذا اس اسم کا حکم بھی اٹھ گیا بایں طور کہ اسے اللہ کی طرف منسوب کیا جائے (کہ فلاں شخص اللہ کا رسول ہے)

(الفتوحات المکیہ جلد اول صفحہ 347 باب 38)

اس عبارت سے صاف معلوم ہو گیا کہ امام محی الدین ابن عربی کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی کو لفظ رسول سے یاد نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ اب رسالت ہی اٹھا لی گئی ہے۔ لہٰذا کسی کو اللہ کی طرف منسوب کر کے نہیں کہا جا سکتا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ یعنی لغوی معنی میں رسول القوم یا رسول الملک وغیرہ کہا جا سکتا ہے۔

نبوت ورسالت منقطع ہے مگر اس کی میراث باقی ہے

وَالنَّبِوۃُ والرَّسالۃُ وَاِنْ اِنْقَطَعَتْ فی ھٰذہِ الامۃ بحکم التشریعِ فَما انْقَطَعَ المیراثُ مِنْھُمَا فَمِنْھُمْ مَنْ یَرِثُ نُبوۃً وَ منھم من یرث رسالۃً و نبوۃً معاً

یعنی نبوت و رسالت اس امت میں اگرچہ حکم تشریع کے ساتھ بند ہوگئی ہے مگر نبوت و رسالت کی میراث منقطع نہیں ہوئی، تو کچھ صرف نبوت کی میراث پاتے ہیں اور کچھ نبوت و رسالت دونوں کی میراث۔ (الفتوحات المکیہ جلد 4 صفحہ 302 باب 270)

یعنی جس نبوت کے ساتھ تشریع ہو مطلب یہ کہ اس پر ایمان لانا سب پر لازم ہو وہ منقطع ہوگئی ہے۔ البتہ اس کی میراث باقی ہے اور میراث سے مراد اولیاء کیلئے مبشرات ہیں اور مجتہدین کے لئے احکام جو وہ اجتہاد سے ثابت کرتے ہیں۔ کما مر سابقاً

نبوت میں سے مبشرات باقی ہیں مگر ان پر اسم نبوت نہیں بولا جا سکتا

ثَبَتَ عَنْ رَسولِ اللهِ صلّٰی الله علیه وسلم اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ الرسالةَ وَالنُّبُوةَ قدِ انْقَطَعَتْ فلا رسولَ بعدی ولا نبی. فَشَقَّ ذٰلك علیٰ النَّاسِ فَقَالَ المبشراتُ فَقَالُوْا یا رسول الله وما المبشراتُ؟ فقال: رؤیا المسلم وَھی جزءٌ مِنْ اُجزاءِ النُّبُوْةِ وَ مَعُ ھٰذا لایُطْلَقُ اسمُ النُبُوَّةِ ولا النبی الاعلیٰ المشرّع خاصةً فَسُدَّ ھٰذا الأُسِمُ لِخُصُوصِ وَصْفٍ مَعَیّنٍ فی النُّبوةِ

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے کہ فرمایا بے شک نبوت و رسالت منقطع ہوگئی ہیں۔ تو اب میرے بعد کوئی رسول ہے نہ نبی۔ یہ بات لوگوں پہ (صحابہ پر) بھاری گزری۔ تب آپ نے فرمایا: مگر مبشرات باقی ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبشرات کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ مسلمان کا اچھا خواب ہے اور وہ اجزاء نبوت میں سے ایک جزء ہے اس کے باوجود اسم نبوت یا اسم نبی صرف اسی پہ

بولا جاسکتا ہے جو مشرع ہو (جس کی نبوت پہ ایمان لانے کا حکم فرمایا گیا ہو) اور یہ
اسم اب روک دیا گیا ہے نبوت کے ایک وصف کی وجہ سے ہے۔
(الفتوحات المکیہ جلد 4 صفحہ 9 باب 188)

روح الامین کے ذریعے دی جانے والی نبوت و رسالت مسدود ہو گئی ہے

ولکن مَا هِیَ الرسالةُ الَّتِی انْقَطَعَتْ وَالرسالةُ الَّتِی انْقَطَعَتْ هِی تَنَزُّلُ الحکمِ الالٰهِیِّ علٰی قَلبِ البشرِ بوساطةِ الرُّوح کما قَدْ دُنَاه فَذٰلِكَ البابُ هُوَ الَّذِیْ سُدَّ والرسالةُ والنبوةُ الّتی انقطعت، واما الالقاء بغیر التشریع فلیس بمحجور

ترجمہ: مگر یہ وہ رسالت نہیں جو منقطع ہوگئی ہے جو رسالت منقطع ہوگئی وہ کسی بشر کے دل پر بذریعہ روح الامین کسی حکم الٰہی کا اترنا ہے جیسا کہ ہم پہلے ثابت کر چکے۔ تو یہ ہے وہ دروازہ جو بند کر دیا گیا ہے اور یہ وہ رسالت ونبوت ہے جو ختم کر دی گئی، جبکہ بغیر تشریع کسی حکم کا القاء، تو وہ نہیں روکا گیا۔
(الفتوحات المکیہ جلد 3 صفحہ 389 باب 159)

عنوان چہارم

امام ابن عربی کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سلسلۂ وحی منقطع ہو گیا ہے

گزشتہ عبارات میں بھی یہ بات آئی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سلسلۂ نزولِ وحی مسدود کر دیا گیا ہے۔ اس پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے امام محی الدین ابن عربی

فرماتے ہیں:

اِعْلَمْ اَيَّدَكَ اللهُ اَنَّ النَّبِيَّ هُوَ الْذى يأتيهِ المَلِكُ بالوحى مِنْ عِندِاللهِ يَتَضَمَّنُ ذٰلِكَ الوَحْيِ شَرِيعةً يَتَعَبَّدُهٗ بها فى نَفْسه فَاِنْ بَعَثَ بَها الىٰ غيرهٖ كان رَسُولاً وَيَأتِيه المَلِكُ على حالتين اِمَّا يَنْزِلُ بها على قلبهٖ علىٰ اختلافِ اَحْوالٍ فى ذلك التنزلِ وَاِمَّا علىٰ صورةٍ جَسَدِيةٍ من خارجٍ يُلقِى مَا جَاءَ بِهٖ اِلَيه علىٰ اُذُنهٖ اَوْيُلْقِيْهَا على بصرهٖ فَيُبْصِرُهٗ فَيَحْصِلُ لهٗ مِنَ النَّظْرِ مِثْلُ ما يَحْصِلُ لهٗ من السَّمعِ و كذٰلك سائر القُوىٰ الحَسَّاسِيةِ وَ هٰذا بابٌ قَدْ اُغْلِقَ بِرَسُولِ الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ترجمہ: جان لو اللہ تمہاری مدد فرمائے کہ نبی وہ ہوتا ہے جس پر اللہ کی طرف سے فرشتہ وحی لے کر اترے، وہ وحی اپنے اندر ایسی شریعت (ایسا حکم) رکھتی ہے جو اللہ تعالیٰ اس نبی پر فرض قرار دیتا ہے۔ (کہ اس پر ایمان لاؤ اور اس پر عمل کرو) پھر اگر اسے حکم ہو کہ اس کو دوسروں تک پہنچاؤ تو وہ (نبی کے سوا) رسول بھی ہوتا ہے۔ اور نبی کے پاس فرشتہ دو حالتوں میں آتا ہے، یا تو اس کے دل میں اس حکم کو اتارتا ہے اور اتارنے کے احوال مختلف ہوتے ہیں اور یا جسمانی صورت میں خارج سے اتارتا ہے۔ مثلاً اس کے کان پر اتارتا ہے تو وہ اسے سنتا ہے یا آنکھ پر اتارتا ہے تو وہ اسے دیکھتا ہے۔ تو اسے وہ نظر ملتی ہے جو سمع بھی تھی دونوں برابر ہیں۔ ایسے ہی دیگر حسی قویٰ ہیں۔ مگر یہ سب سلسلہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنے کے بعد مسدود کر دیا گیا ہے۔ (الفتوحات المکیہ جلد اول صفحہ 229 باب 14)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ہر صاحب وحی نبی صاحب شریعت ہوتا ہے اور

امام محی الدین ابن عربی کے حوالے سے مرزائیوں کا یہ کہنا کہ وہ صاحب شریعت نبی کا راستہ مسدود مانتے ہیں اور غیر صاحب شریعت کا آنا ممکن کہتے ہیں محض دھوکہ دہی ہے۔اس عبارت سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ امام ابن عربی کے نزدیک ہر نبی صاحب شریعت ہے یعنی اللہ اس پر ایک وحی اتارتا ہے اور اسے اس پر ایمان لانے اور عمل کرنے کا حکم فرماتا ہے یعنی اسے ایک منصب عطا فرماتا ہے کہ جس پر وہ ایمان لائے۔ پھر اگر اسے یہ حکم بھی ہو کہ اسے دوسروں تک پہنچائے تو وہ نبی کے ساتھ رسول بھی ہوتا ہے کیونکہ رسول کا معنی ہی پیغام بر ہے۔ یہاں نبی اور رسول میں فرق معلوم ہو گیا۔مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اب ایسی وحی نہیں اترے گی کہ اللہ کسی کو حکم فرمائے کہ اس پر ایمان لاؤ اور عمل کرو یعنی اس کے بغیر تمہاری نجات نہیں ہے۔کیونکہ جس کے ساتھ یہ عمل ہو وہ نبی ہے اور اب ایسی وحی کا اور نبوت کا سلسلہ بند کر دیا گیا ہے۔

سلسلۂ وحی منقطع ہو گیا ہے اب صرف الہام ہے، ابن عربی

امام ابن عربی واشگاف ارشاد فرماتے ہیں:

وَاعْلَم اَنَّ لَنَا مِنَ اللهِ الْاِلْهَامَ لَا الْوَحْیَ فَاِنَّ سَبِیْلَ الوحِی قَدِ انْقَطَعَ بِمَوتِ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَ قَدْ کَانَ الوحیُ قبلہ ولَمْ یَجِئْ خبرٌ الٰھِیٌّ اَنَ بعدہٗ وَحیاً کما قَال اللہ تعالیٰ:وَ لَقَدْ اُوحِی اِلَیْکَ وَاِلیٰ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ (الزمر:65) ولم یَذْ کُرْ وَحیاً بعدہٗ

ترجمہ: جان لو کہ ہمارے لئے (امت محمدیہ کے لئے) اللہ کی طرف سے صرف الہام ہے، وحی نہیں ہے، کیونکہ وحی کا راستہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے ساتھ ہی

منقطع ہو گیا ہے۔ حضور ﷺ سے قبل وحی تھی مگر ایسی کوئی الٰہی خبر نہیں کہ آپ کے بعد وحی ہوگی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یقیناً (اے نبی اکرم ﷺ) آپ کی طرف وحی کی گئی اور آپ سے پہلے (انبیاء کو) وحی کی گئی۔ (سورۃ زمر آیت 65) مگر اللہ نے آپ کے بعد کسی وحی کا ذکر نہیں فرمایا۔ (الفتوحات المکیہ جلد 5 صفحہ 353 باب 353)

یعنی رسول اللہ ﷺ کے بعد تا قیامت اولیاء میں سے بعض کو الہام عطا کیا جائے گا مگر وحی کسی کو عطا نہ کی جائیگی، آگے امام محی الدین عربی نے قرآن سے دلیل پیش فرمائی کہ اللہ نے حضور اکرم ﷺ سے قبل وحی کا ذکر فرمایا ہے مگر آپ کے بعد کسی وحی کا ذکر نہیں فرمایا۔ یعنی یہ نہیں فرمایا کہ آپ کے بعد بھی وحی آئے گی۔ اور یہ مضمون قرآن میں اس کے علاوہ بھی کئی مقامات پر ہے۔ جیسے

1۔ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ۔ یعنی وہ لوگ جو اس وحی پر ایمان لاتے ہیں جو آپ کی طرف اتاری گئی اور جو آپ سے قبل اتاری گئی۔ (سورۃ بقرہ آیت 4)

2۔ حٰمٓ ۞ عٓسٓقٓ ۞ كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۙ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۞۔

حٰمٓ عٓسٓقٓ، ایسے ہی وحی فرماتا ہے آپ کی طرف اور آپ سے پہلے انبیاء کی طرف اللہ جو غالب ہے حکیم ہے۔ (سورۂ شوریٰ آیت 3)

3۔ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ۔

مگر جو ان میں سے علم میں گہرائی رکھتے ہیں اور اہل ایمان، ایمان لاتے ہیں اس وحی پر جو آپ پر اتاری گئی اور جو اس سے قبل اتاری گئی۔ (سورۂ نساء: 162)

وحی اور الہام میں پانچ لحاظ سے فرق

بہر حال قرآن بار بار گواہی دے رہا ہے کہ جو حضور ﷺ پر وحی کی گئی اور جو آپ سے قبل وحی کی گئی اس پر ایمان رکھنا ہر مومن پر ضروری ہے۔ آپ کے بعد کسی وحی کا ذکر نہیں۔ یہی چیز امام ابن عربی رحمۃ اللہ فرما رہے ہیں کہ آپ کے بعد وحی نہیں ہے۔ صرف الہام ہے۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ (1) وحی پر ایمان لانا ضروری ہے، الہام پہ ایمان لانا ضروری نہیں۔ وحی کا منکر کافر ہے، الہام کا منکر کافر نہیں۔ (2) جس پر وحی اترے وہ نبی ہے۔ جبکہ الہام اولیاء پر اترتا ہے۔ (3) وحی بذریعہ فرشتہ جبریل امین علیہ السلام آتی ہے اور جس نبی پہ آئے وہ فرشتہ کو دیکھتا ہے، جبکہ ولی پہ الہام آئے تو اس میں فرشتہ کا ہونا ضروری نہیں۔ کبھی اللہ تعالیٰ ولی کے دل میں براہ راست القاء کر دیتا ہے اور اگر فرشتہ ہو تو ولی فرشتہ کو دیکھتا نہیں۔ البتہ اس کے اثرات محسوس کر سکتا ہے۔ (4) وحی سے احکام ثابت ہوتے ہیں۔ الہام سے کوئی حکم ثابت نہیں ہو سکتا۔ (5) وحی میں شیطان داخل نہیں ہو سکتا جب وحی اترتی ہے تو اللہ تعالیٰ نبی کے آگے پیچھے فرشتوں کا پہرہ لگاتا ہے تب وحی منتقل کی جاتی ہے تا کہ کوئی شیطان اس میں اثر انداز نہ ہو۔ جیسے اللہ فرماتا ہے: عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿۲۷﴾ لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ﴿۲۸﴾۔

خدائے غیب داں کسی کو اپنے غیب پر مطلع نہیں کرتا مگر جس رسول پر راضی ہو، تب اللہ اس کے آگے پیچھے پہرے بٹھاتا ہے (اور پہرے میں اسے بذریعۂ وحی غیب پر مطلع کرتا ہے) تا کہ اللہ ظاہر فرمائے کہ انہوں نے اپنے رب کے

پیغامات پہنچادیئے ہیں۔ اللہ اس کومحیط ہے جو ان کے پاس ہے اور اس نے ہر چیز کی گنتی شمار کررکھی ہے۔ (سورہ جن آیت:26 تا28)

مگر الہام کے لئے ایسا کوئی پہرہ نہیں رکھا جاتا۔ تو اس میں شیطان کے دخل سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

فرشتہ غیر نبی پر وحی نہیں لاسکتا اور نبوت منقطع ہے، ابن عربی

لِاَنَّ الْمَلِكَ لَايَنْزِلُ بِالْوَحْيِ عَلٰى قَلبِ غَيْرِ نَبِّي اَصْلاً وَلا بِاَمْرٍ الٰهيّ جملةً واحدةً فَاِنَّ الشَّرِيْعَةَ قَدِ اسْتَقَرَّتْ وَتَبَيَّنَ الفرضُ والواجبُ و المندوبُ والمباحُ والمكروهُ فَانْقَطَعَ الْاَمْرُ الْاِلٰهِيُّ بِانْقَطِاعِ النُّبوةِ وَ الرسالةِ . وَلِهٰذا لم يَكْفِ رسولُ الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِانْقِطَاعِ الرسالةِ فقط لِئَلاّ يُتَوَهَّمَ اَنَّ النبوةَ باقيةٌ فِي الْاُمَّةِ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :اِنَّ النُّبُوَّةَ وَالرِّسَالَةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَلا رَسُوْلَ ، فما بَقِيَ اَحَدٌ مَنْ خَلْقِ اللهِ يَاْمُرُهٗ الله بَاَمْرٍ يَكُونُ شَرْعًا يَتَعَبَّدُهٗ بِهٖ فَاِنهٗ اِنْ اَمَرَهٗ بِفَرْضٍ كَانَ الشَّرْعُ قَدْ اَمُرهٗ بهٖ فَالْاَمْرُ لِلشَّارِعِ وَذٰلكَ وَهْمٌ مِنْهُ وَادِّعاءُ نبوةٍ قَدِ انْقَطَعَتْ

ترجمہ: کیونکہ فرشتہ غیر نبی پر ہرگز وحی لے کرنہیں اترتا اور نہ ہی امر الٰہی کا ایک جملہ لے کر اترتا ہے۔ کیونکہ شریعت قرار پا گئی ہے۔ فرض، واجب، مندوب اور مباح اور مکروہ سب واضح ہو چکا ہے۔ لہٰذا نبوت ورسالت کے انقطاع سے امر الٰہی (وحی الٰہی) کا سلسلہ بھی منقطع ہو گیا ہے، اسی لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حرمت انقطاع رسالت ہی نہیں بتایا (بلکہ انقطاع نبوت بھی بتایا ہے) تا کہ کسی کو وہم نہ ہو کہ شائد

نبوت باقی ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک نبوت اور رسالت منقطع ہو گئی ہے اب میرے بعد کوئی نبی ہے نہ رسول، لہٰذا اب مخلوق خدا میں کوئی ایسا نہیں رہا جسے اللہ کسی ایسے حکم پر چلنے کا کہے جس پر ایمان لانا اس پر ضروری ہو۔ کیونکہ اگر اللہ اسے ایسے فرض کا حکم فرمائے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے سے بیان فرما دیا ہے تو پھر حکم کے جاری کرنے والے تو آپ ٹھہرے، اور اس کی طرف سے محض وہم اور نبوت کا دعویٰ ٹھہرا، حالانکہ نبوت تو منقطع ہو گئی۔ (الفتوحات المکیہ جلد 5 صفحہ 56 باب 310)

عنوان پنجم

امام ابن عربی رحمہٗ اللہ کے نزدیک ہر نبی صاحب شریعت ہے

امام ابن عربی کی اس عبارت سے معلوم ہوا نبی ہر وہ شخص ہے جس پر اللہ وحی اتارے اور اس کو کسی چیز کے ماننے اور اس پر عمل کرنے کا حکم فرمائے یعنی اسے واجب الاطاعۃ منصب عطا فرمائے۔ لہٰذا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ اسے اللہ نے بذریعہ وحی فلاں چیز کا حکم دیا ہے اور وہ چیز پہلے سے شریعت محمدی میں فرض ہے تو اس نے دعویٰ نبوت کیا ہے۔ کیونکہ یہی شرع ہے کہ اللہ وحی کے ذریعے کسی شخص پر کسی بات کو لازم کرے۔ لہٰذا امام ابن عربی کے ہاں تشریعی نبی اور غیر تشریعی نبی کی کوئی تقسیم و تفریق نہیں ہے جیسا کہ مرزائی سمجھتے ہیں۔ اور جس میں تشریع نہیں ابن عربی کے نزدیک وہ نبوت نہیں بلکہ ولایت ہے اور اسے اگر کہیں امام ابن عربی نے نبوت کہا ہے تو وہ لغوی معنی میں ہے وہ ایسی نبوت نہیں جس کی دعوت دی جائے اور اسے قبول نہ کرنے والا مومن نہ رہے گا۔ قادیانی گروہ مرزا قادیانی کے لئے جو نبوت مانتا ہے وہ تشریعی نبوت ہے یعنی جس پر ایمان لانا ان کے

نزدیک ضروری ہے۔ لہٰذا مرزائی لوگ یہ بہانہ نہیں کر سکتے کہ وہ مرزا قادیانی کے لئے تشریعی نبوت نہیں مانتے بلکہ وہ غیر تشریعی نبوت ہے یہ بہانہ غلط ہے۔

اسی نقطہ کو امام محی الدین ابن عربی مزید یوں بیان فرماتے ہیں:

لَمَّا ادُّعِیَ فِیْہِ اَنَّہٗ اَبُو زَیدٍ نفی اللہ عَنَہُ اَنْ یَکُوْنَ اَبَا اَحَدٍ مِنْ رِجَالِنَا لِرَفْعِ الْمُنَاسَبَۃ وَ تَمْیِیْزِ الْمَرْتَبَۃِ اِلَا تَرَاہُ مَا عَاش لہ ولدٌ ذَکَرٌ مِنْ ظَھْرِہٖ تَشْرِیفاً لہٗ لِکونہٖ سَبَقَ فی عِلِم اللہِ اَنّہٗ خَاتَمُ النَّبِیّنِ وَ قَالَ ﷺ اِنَّ الرِّسَالَۃَ یَعْنِی الْبَعْثَۃَ اِلیٰ النَّاسِ بِالتَّشْرِیع لھم وَ النبوۃَ قَدِ انْقَطَعَتْ ای مَا بَقِیَ من یُشَرَّعُ لہٗ من عند اللہ حُکمٌ یکونُ عَلیہ لَیْسَ ھُوَ شَرْعَنَا الَّذِیْ جِئْنا بہٖ فلا رسولَ بَعْدِیْ یَأْتِی بَشَرْعٍ یُخَالِفُ شَرْعِی اِلیٰ النَاسِ وَلانبیّ یَکُوْنُ علیٰ شَرْعٍ یَنْفَرِدُ بہٖ مِنْ عندِرَبّہٖ یَکُونُ علیہ فَصَرَّحَ اَنّہ خاتم نُبوۃِ التَّشْرِیعِ

ترجمہ: جب نبی اکرم ﷺ کے بارہ میں دعویٰ کیا گیا کہ آپ زید کے باپ ہیں تو اللہ نے اس بات سے نفی فرمائی کہ آپ ہم میں سے کسی مرد کے باپ ہوں (ما کان محمد ابا احد من رجالکم) تاکہ مناسبت اٹھ جائے اور مرتبہ کا امتیاز ہو جائے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ حضور ﷺ کی کوئی نرینہ اولاد زندہ نہ رہی کیونکہ اللہ کے علم میں پہلے سے تھا کہ آپ خَاتَمَ النَّبِیّنَ ہیں۔ اور آپ نے فرمایا کہ رسالت یعنی لوگوں کے احکام کے ساتھ بعثت اور نبوت منقطع ہو گئی ہے۔ یعنی اب کوئی شخص باقی نہیں رہا جس کے لئے اللہ کی طرف سے کوئی حکم جاری ہو جو اس شرع میں نہ ہو جو ہمارے پاس ہے، آگے آپ نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی رسول نہ ہو گا جو لوگوں کے پاس ایسی شرع (حکم) لائے جو ہماری شرع کے خلاف ہو۔ نہ

کوئی نبی آئے گا جو ایسی شرع پر ہو جس سے وہ منفرد ہو، تو آپ نے تصریح فرما دی کہ آپ نبوت تشریع کے خاتم ہیں۔ (الفتوحات المکیہ جلد 6 صفحہ 316 باب 382)

یہ عبارت بہت معنیٰ خیز ہے اس سے یہ فوائد ثابت ہوتے ہیں۔

1۔ کوئی امتی نبی نہیں آسکتا خواہ وہ پسر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو۔

امام ابن عربی کے ان الفاظ اَلا تَرَاهُ ما عَاشَ لهٗ ولَدٌ ذکرٌ مِنَ ظَهرِهٖ تَشریفاً لهٗ لِکَونهٖ سَبَقَ فی علمِ اللهِ اَنَّهٗ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ سے معلوم ہوا امام ابن عربی کے نزدیک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نرینہ اولاد اس لئے زندہ نہ رہی اور ما کان محمد ابا احد من رجالکم اس لئے فرمایا گیا کہ اللہ کے علم میں آپ کا آخری نبی ہونا پہلے سے تھا اور آپ کے کسی بیٹے کو عمر بلوغ تک پہنچنا آپ کی شان خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کے خلاف تھا۔ پہلے کئی انبیاء کے بیٹوں کو نبوت عطا کی گئی اگر آپ کے بیٹے بڑے ہوتے اور نبوت نہ پاتے تو یہ بات آپ کے لئے وجہ اعتراض بنتی اللہ نے اس لئے آپ کی نرینہ اولاد کو بچپن میں اٹھا لیا اور آپ کی اولاد اگر بالفرض نبوت پاتی تو وہ آپ کی اُمت میں سے ہو کر نبوت پاتی مگر اللہ کے ہاں امت محمدیہ میں یہ تصور ہی نہیں کہ کوئی امتی بھی ہو اور نبی بھی جیسا کہ مرزا قادیانی خود کو امتی نبی کہتا ہے۔ امام ابن عربی اسی گمراہی کا رد فرما رہے ہیں۔

2۔ اس عبارت میں نبی و رسول میں یہ فرق بتایا گیا ہے کہ نبی کو اللہ کی طرف سے مقام شرع ملتا ہے اور خود اس پر لازم ہوتا ہے کہ اسے اپنائے البتہ اسے دوسروں تک پہنچانے کا حکم نہیں ہوتا مگر رسول پر یہ بھی لازم ہوتا ہے کہ اسے دوسروں تک پہنچائے۔ بہرحال نبی اور رسول دونوں کے پاس ایک شرع ہوتی ہے خواہ وہ ایک حکم ہو، تو ہر نبی و رسول صاحب شرع ہوتا ہے۔

3۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی ایسا شخص نہیں آئے گا جس پر اللہ بذریعہ وحی کوئی ایسی تشریع (حکم) اتارے جس پر ایمان لانا خود اس پر یا دوسروں پر بھی لازم ہو، خواہ وہ صرف یہی بات ہو کہ اللہ اسے بذریعہ وحی فرمائے کہ تم نبی ہو، مزید کچھ نہ ہو تو اتنی بات کا کسی پر اترنا بھی اسے صاحبِ شرع بناتا ہے۔ یعنی ایک نیا حکم آ گیا جو پہلے سے شریعت محمدیہ میں نہ تھا اور کسی نئے حکم کا اللہ کی طرف سے اجراء یہی شرع یا تشریع ہے۔ اور اس کا دعویٰ کرنا نبوت کا دعویٰ کرنا اور شریعت محمدیہ میں اضافہ کرنا ہے اور اس کا دروازہ بند ہے اور اسی معنی میں پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ہیں۔

عنوان ششم

امام ابن عربی رحمۃ اللہ کے نزدیک ولی اور نبی میں فرق

امام محی الدین عربی رحمۃ اللہ کے ہاں ولی اور نبی میں جو فرق ہے وہ بھی قابل مطالعہ ہے اس سے ختم نبوت کے بارے میں ان کا نظریہ کھل کر سامنے آتا اور قادیانی مذہب کی تردید ہوتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

وَمِنْ هٰذا الباب يَحْكُمُ المحمدىُّ الَّذِىْ لَمْ يَتَقَدَّمْ له علمٌ بالشريعة بواسطةِ النقلِ وقرآءةِ الفقهِ والحديثِ و معرفةِ الاحكامِ الشرعيةِ فَيَنْطِقُ صاحبُ هٰذا المقام بِعلمِ الحكمِ للشروع على ما هو عليه من الشَّرع المنزلِ من هٰذهِ الحضرةِ و ليسَ مِنَ الرُّسل وَاِنَّما هُو تَعْرِيفٌ اِلٰهِىٌّ و عِصْمةٌ يُعْطِيُها هٰذا المقامُ ليس للرسالةِ فيه مَدْخلٌ فهٰذا معنىٰ قولِه مَا لَمْ تُحِطْ بِه خُبراً فَاِنَّ الرَّسُولَ لايأخذُ هَذا الْحُكْمَ اِلَّا بِنَزُولِ الرُّوح الامِينِ

علیٰ قَلْبِهٖ او بمثال فی شاهِدِهٖ یتمثل لهٗ المَلِكُ رَجُلاً

ولما کانت النبوۃ قد مُنِعَتْ وَالرسالۃُ كَذٰلِكَ بَعْدَ الرَّسُولِ ﷺ كان التعريفُ لِهٰذا الشخصِ بما هُو الشَّرعُ المحمدی علیہ· فی عالم الشهادةِ

ترجمہ: اسی باب معرفت میں سے یہ ہے کہ امت محمدیہ کا ولی کوئی حکم دیتا ہے اور اس نے پہلے سے کوئی علم شریعت نہیں پڑھا یعنی بواسطہ نقل اور قراءت فقہ و حدیث اور معرفتِ احکام شریعہ۔ ایسے مقام کا حامل شخص علوم شریعت بیان کرتا ہے وہ شریعت جو اللہ کی بارگاہ سے نازل کردہ ہے۔ حالانکہ وہ رُسل میں سے نہیں ہوتا۔ بس یہ اللہ کی طرف سے معرفت ہے اور ایک عصمت ہے (حفاظت ہے) جو اس مقام کے سبب حاصل ہوتی ہے۔ اس میں رسول ہونے کا کوئی دخل نہیں۔ یہی مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبراً کا معنی ہے جبکہ رسول یہ حکم (شریعت صرف روح امین کے نزول سے حاصل کرتا ہے جو اس کے دل پر اترتا ہے یا ظاہر میں فرشتہ اس کے پاس کسی مرد کی شکل میں آتا ہے۔

مگر جب نبوت کا سلسلہ منقطع ہو گیا یونہی رسالت بھی نبی اکرم ﷺ کے بعد منقطع ہو گئی تو اس شخص (صاحب معرفت) کو اللہ کی طرف سے ظاہر میں شریعت کی وہ معرفت عطا کی جاتی ہے جس طرح شریعت ہے۔

(الفتوحات المکیہ جلد اول صفحہ 308 باب 31)

یہ عبارت بتا رہی ہے کہ صاحب معرفت ولی اللہ کی مدد سے علوم شریعہ حاصل کر لیتا ہے اگرچہ اس نے ظاہری علوم نہیں پڑھے ہوتے مگر اس کا منصب رسالت سے کوئی تعلق نہیں وہ رسول و نبی نہیں کہلا سکتا کیونکہ رسول کو احکام شریعت روح

امین علیہ السلام کے نزول سے حاصل ہوتے ہیں جو کبھی اس کے دل پر اترتے ہیں اور کبھی اس کے پاس انسانی لباس میں آتے ہیں اور یہ سلسلہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ختم کر دیا گیا ہے اب اس بارہ میں صرف یہ سلسلہ باقی ہے کہ کسی ولی کو علوم ظاہرہ کے پڑھے بغیر شرع محمدی کی پہچان کرادی جائے۔

نبی کے پاس وحی تشریع ہوتی ہے جو ولی کے پاس نہیں ہوتی

وَالَّذی اخْتَصَّ بِهِ النبیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مِنْ هٰذا دُوْنَ الْوَلِیِّ الْوَحْیُ بِالتَّشْرِیْعِ فَلا یُشَرِّعُ الا النَّبیُّ ولا یُشَرِّعُ الا رسولٌ خاصةً فَیُحَلِّلُ وَیُحَرِّمُ وَیُبِیْحُ وَیَأْتی بِجَمِیْعِ ضُروبِ الْوَحْیِ وَالْاَوْلیاءُ لَیْسَ لَهُمْ مِنْ هٰذا الامرِ اِلَّا الْاِخبارُ بِصِحَّةِ مَا جَاءَ بهٖ هٰذا الرَّسولُ فَاِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبوَّةَ بِالتَّشْرِیْعِ قَدِ انْقَطَعَتْ

ترجمہ: نبی میں جو خصوصیت ہوتی ہے اور ولی میں نہیں ہوتی وہ وحی تشریع ہے (یعنی کسی نئے حکم کا اجراء) لہٰذا تشریع کسی نبی یا رسول ہی کے لئے ہوسکتی ہے وہ کسی چیز کو حلال حرام یا مباح قرار دیتا ہے اور تمام اقسام وحی لاتا ہے۔ اولیاء کے لئے ایسا کچھ نہیں ہوتا الا یہ کہ رسول جو کچھ لایا اس کی صحت سے ان کو خبر دی جائے اور تشریع کے ساتھ نبوت اور رسالت منقطع ہوگئی ہے۔

(الفتوحات المکیہ جلد 4 صفحہ 8 باب 188)

معلوم ہوا کہ امام ابن عربی کے نزدیک ہر نبی صاحب تشریع ہوتا ہے۔ یعنی ہر وہ شخص نبی ہوتا ہے جس کے ذریعے کسی نئے حکم کا اجراء ہو خواہ صرف یہی حکم ہو کہ تم نبی یا رسول ہو۔ یہی تشریع ہے یعنی نئے حکم کا اجراء مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت بالتشریع کا دروازہ بند ہوگیا ہے۔ لہٰذا جہاں امام ابن عربی فرماتے ہیں کہ نبوت تو باقی

ہے مگر تشریع منقطع ہے تو اس کا یہی معنی ہے کہ ولایت باقی ہے جو لغوی لحاظ سے نبوت ہے مگر ولی کی ولایت ایسا منصب نہیں جو تشریح ہو یعنی اس پر ایمان لانا خود ولی پر یا دوسروں پر لازم ہو۔

اسی لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ دنیا میں آنا منافیِ ختم نبوت نہیں کیونکہ ان کی نبوت ورسالت پہلے سے جاری ہے۔ وہ کسی نئے حکم کا اجراء نہیں کہ اسے تشریع کہا جائے یا شریعت محمدیہ میں اضافہ مانا جائے مگر کسی نئے نبی کا آنا منافی ختم نبوت ہے کیونکہ یہ نئی تشریع ہے نئے حکم کا اجراء ہے۔

عنوان ہفتم

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پہچان امام محی الدین ابن عربی کی زبان سے

قادیانی گروہ مرزا قادیانی کو مسیح موعود سمجھتا ہے یعنی جس حضرت عیسیٰ مسیح ابن مریم علیہ السلام کے قرب قیامت میں آنے کی بشارت احادیث نبویہ میں ہے اس سے مراد وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں ہیں جو بنی اسرائیل میں بطور نبی مبعوث ہوئے تھے بلکہ اس سے مراد مرزا قادیانی ہے اور اس کے ساتھ وہ امام محی الدین ابن عربی کا نام لے لے کر عوام کو گمراہ بھی کرتے ہیں۔ تو لگے ہاتھوں یہ بھی واضح کر دینا ضروری ہے کہ امام ابن عربی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تعارف کیسے پیش کیا ہے اور اس سے عقیدۂ ختم نبوت پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام خاتم الاولیاء ہیں، ابن عربی

وَاِنَّ عِیسٰی علیہ السلام اِذَا نَزَلَ مَا یَحْکُم اِلَّا بِشَرِیْعَةِ محمدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَهُوَ خَاتَمُ الْاَوْلِیاءِ فَاِنهٗ مِنْ شَرَفِ محمدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَنْ

خَتَم اللهُ وِلايَةَ أُمّتِهٖ وَالْوِلَايَة مُطْلَقَةً بِنَبِيٍّ رَسُوْلٍ مُكَرّمٍ ختم بهِ الولاية، فَلهٗ يومَ القِيَامَةِ حَشْرَانِ يُحْشَرُ مَعَ الرُّسُلِ رَسُولاً وَيُحْشَرُ مَعَنا تَابِعًا مُحَمَّدًا ﷺ كرّمهُ الله تعالىٰ والياس بهٰذا المقام علىٰ سائِرِ الْأَنْبِيَاءِ

ترجمہ: بے شک حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب اتریں گے تو شریعت محمد ﷺ کے سوا کسی چیز کا حکم نہ دیں گے اور وہ خاتم اولیاء ہیں تو یہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی شرافت میں سے ہے کہ اللہ نے آپ کی امت میں سلسلۂ ولایت کو رکھا۔ اور یہ مطلق ولایت ہے، جسے ایک مکرم نبی و رسول کے ذریعے ختم کیا اللہ نے ان کے ذریعہ مقام ولایت کو اختتام تک پہنچا دیا، تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دو حشر ہیں (روز قیامت ان کو دو لحاظ سے اٹھایا جائے گا) وہ رسولوں کے ساتھ بطور رسول اٹھائے جائیں گے اور ہمارے ساتھ (امت محمدیہ کے ساتھ) ایک ولی کے طور پر، جو محمد مصطفیٰ ﷺ کے تابع ہے۔ اللہ نے حضرت عیسیٰ اور حضرت الیاس علیہما السلام کو تمام انبیاء میں سے یہ کرامت دی۔ (الفتوحات المکیہ جلد اول صفحہ 229 باب 14)

یعنی وہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو پہلے بطور نبی مبعوث ہو چکے ہیں وہ امتِ محمدیہ میں بطور ولی اتریں گے اور شریعتِ محمدیہ پر عمل کریں گے اور کروائیں گے اور وہ آخری ولی ہوں گے تو جیسے نبی اکرم ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام خاتم الاولیاء ہیں۔ لہٰذا روز قیامت ان کو رسولوں میں بطور رسول اٹھایا جائے گا اور اولیاء امتِ محمدیہ میں بطور آخری ولی اٹھایا جائے گا۔ امام ابن عربی کی اس الہامی گفتگو نے قادیانی مذہب کی جڑ کاٹ کر رکھ دی ہے الحمدللہ البتہ اس میں الیاس علیہ السلام کا نام لیا جانا شائد بعض ان روایات کے سبب ہے جن کے مطابق وہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی

طرح فوت نہیں ہوئے اور شائد امام ابن عربی نے ایسی کوئی روایت دیکھی ہو کہ وہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح امت محمدیہ کی مدد کے لئے آئیں گے۔ تاہم ایسی روایت ہم نے کہیں نہیں دیکھی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی پہلے والی شریعت نافذ نہیں کریں گے

امام ابن عربی فرماتے ہیں:

''جاننا چاہئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ضروری ہے۔ وہ ضرور شریعتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق حکم نافذ کریں گے۔ جو اللہ انہیں بذریعہ وحی اور کبھی بذریعہ الہام بتائے گا۔ کیونکہ وہ نبی ہیں اور نبی اپنے مرسل کے سوا کسی سے شرع نہیں لیتا۔ تو وہ اشیاء میں حلال وحرام کا حکم ایسے ہی کریں گے جیسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر خود ہوتے تو کرتے۔ آگے فرماتے ہیں:

وَ يَرْتَفِعُ اِجتهادُ الْمُجْتَهِدِيْنَ بِنُزُوْلِهٖ وَلا يَحْكُم فِيْنَا بِشَرْعِهٖ الَّذِىْ كَان عليه فى اَوَانِ رِسَالَتِهٖ وَ دَوْلَتِهٖ فِيْمَا هُوَ عَالِمٌ بِهَا مِنْ حَيْثُ الْوَحِى الْاِلٰهِى بها هو رسولٌ و نبىٌّ وَ بِمَا هُوَ الشرعُ الذى كان عليه محمد صلى الله عليه وآله وسلم هو تابع له فيه وَ هُوَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ هٰذا الْوَجْهِ خَاتَمُ الْاَوْلياءِ فكان مِنْ شَرَفِ النَّبِىِّ صلى الله عليه وآله وسلم اَنْ خَتَمَ الْاَوْلِيَاءِ فِى اُمّتِهٖ نبىٌّ رَسُولٌ مُكَرَّمٌ عيسى عليه السلام

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے مجتہدین کا اجتہاد ختم ہو جائے گا اور وہ ہمارے درمیان اس شرع پر فیصلے نہیں کریں گے جس پر وہ اپنے دورِ رسالت میں کرتے تھے۔ وہ اپنی شریعت کو تو اس وحی سے جانتے ہیں جو رسول و نبی ہونے کی

حیثیت سے ان پر کی گئی، اور شرع محمدی کو اس لحاظ سے جانیں گے کہ آپ محمد مصطفیٰ ﷺ کے تابع ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وجہ سے خاتم الاولیاء ہیں اور یہ شرافتِ محمد مصطفیٰ ﷺ ہے کہ آپ کی امت میں سلسلۂ اولیاء کو ایک نبی مکرم حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ختم کیا۔ (الفتوحات المکیہ جلد اول صفحہ 280 باب 24)

یہ عبارت کس قدر واضح ہے کہ وہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو بنی اسرائیل میں بطور نبی آئے تھے وہ آخر زمانہ میں تشریف لائیں گے مگر اپنی پہلے والی شریعت نافذ نہیں کریں گے بلکہ شریعت محمدیہ پر فیصلے دیں گے اور اللہ نے چونکہ نبی اکرم ﷺ پر نبوت ختم کردی ہے اور اللہ نے چاہا کہ آپ کی امت میں سلسلۂ ولایت کو کسی نبی پر ختم کرے تو پہلے انبیاء میں سے آخری نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو لایا گیا۔ اگر امتِ محمدیہ میں کسی نئے نبی کا آنا ممکن ہوتا تو اس مقصد مذکور کے لئے پہلے انبیاء میں سے کسی کو لانے کی ضرورت کیا تھی، کسی نئے نبی کو لایا جا سکتا تھا مگر ایسا نہیں کیا گیا کیونکہ باب نبوت بند ہو گیا ہے۔ یہ حقیقت قادیانی مذہب کے لئے تازیانۂ عبرت ہے، بشرطیکہ کسی میں حصول عبرت کا جذبہ موجود ہو۔ اگر یہ جذبہ نہ ہو تو کوئی تازیانہ کارآمد نہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کن صفات کے ساتھ نازل ہوں گے

فَاِنَّہٗ لا خِلافَ اَنَّ عِیسٰی علیہ السّلام نَبِیٌّ وَ رَسُولٌ وَاِنَّہٗ لا خلاف اَنَّہٗ یَنْزِلُ فِی آخِرِ الزَّمَانِ حَکَماً مُقْسِطاً عَدَلاً بِشَرْعِنَا لا بِشَرْعٍ آخَرَ وَلَا بِشَرْعِہٖ الَّذِیْ تَعبَدَ اللہ بِہٖ بنی اسرائیل مِنْ حیث ما نَزَلَ ھو بہ

ترجمہ: اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی و رسول ہیں اور اس

میں بھی کوئی اختلاف نہیں کہ وہ آخر زمانہ میں حاکم منصف وعادل بن کر اتریں گے وہ ہماری شریعت پر حکم کریں گے، کسی اور شریعت پر نہیں نہ ہی اس شریعت پر جو اللہ نے بنی اسرائیل پر لازم کی تھی۔ یہ بات ان کے مقصد نزول کے مطابق ہے۔
(الفتوحات المکیہ جلد 3 صفحہ 6 باب 73)

گویا وہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو بنی اسرائیل میں نبی بن کر آئے تھے۔ آخر زمانہ میں تشریف لائیں گے اور شریعت محمدیہ کے مطابق حکومت کریں گے یہی وہ حقیقت ہے جو مرزائی مذہب کی جڑ کاٹ کر رکھ دیتی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور ولایت میں فرق

فَانْ قُلْتَ: وَمَنْ يَسْتَحِقُّ خَاتَمَ الْاَوْلِيَاءِ كَمَا يَسْتَحِقُّ محمدٌ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ؟ فَلْنَقُلْ فِي الْجَوَابِ: الختم خَتْمَانِ، خَتْمٌ يختم اللهُ به الولايَةَ وَ خَتْمٌ يَخْتِمُ الله به الولايَةَ المُحَمَّديةِ فَاَمَّا ختمُ الْوِلَايَةِ علىٰ الاِطْلَاقِ فَهُوَ عِيْسٰى عليه السلام فَهُوَ الْوَلِيُّ بالنبوة المطلقة فى زَمَانِ هٰذه الْاُمَّةِ وَقَد حِيْلَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ نَبُوَّةِ التَّشْرِيْعِ والرِّسَالَةِ فَيَنْزِلُ فى آخِرِ الزَّمَانِ وَارِثاً خاتماً لَا وَلِيَّ بَعْدَهٗ لِنُبُوْةٍ مُطْلَقَةٍ كما اَنَّ مُحمداً صلى الله عليه وآله وسلم خَاتَمُ النُّبُوَّةِ لَا نُبُوَّةَ تَشْرِيعِ بَعْدَهٗ وَاِنْ كان بَعْدَهٗ مثل عيسٰى عليه السلام مِنْ اُولِي الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَخَوَّاصِ الْاَنْبِيَآءِ ولٰكن ذَالَ حُكمهٗ من هٰذا المقام لحكم الزمان عليه الذى هو لغيره

اگر تم کہو کہ خاتم الاولیاء کہلانے کا حقدار کون ہے جیسا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں تو ہم جواب میں کہتے ہیں: خاتم دو ہیں ایک وہ جس کے ساتھ اللہ نے

مطلق ولایت کو ختم کیا ہے، دوسرا وہ جس کے ذریعے ولایت محمدیہ کو ختم کیا ہے۔ ولایت مطلقہ کے خاتم حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ وہ اس امت (محمدیہ) کے زمانہ میں آنے کے وقت مطلق نبوت تو رکھتے ہوں گے مگر ان کے اور نبوت تشریع اور رسالت کے درمیان آڑ کر دی جائے گی؟ وہ آخری زمانہ میں آخری وارث (ولی) بن کر اتریں گے ان کے بعد کوئی ولی نہ ہوگا جو صاحب نبوت مطلقہ ہو، جیسا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم نبوت ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبوت تشریع نہیں ہے، اگرچہ آپ کے بعد اولوالعزم رسل اور خواص الانبیاء میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسا نبی و رسول ہے مگر ان کا حکم اس مقام سے (نبوت تشریع سے) زائد ہو جائے گا بوجہ اس زمانہ کے جس میں دوسروں کے لئے آئیں گے۔ (الفتوحات المکیہ جلد 3 صفحہ 75 باب 73)

خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں یونہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانہ میں خاتم الاولیاء ہوں گے، جب آپ دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو آپ کے پاس نبوت مطلقہ تو ہوگی مگر نبوت تشریع نہ ہوگی یعنی آپ جو حکم دیں گے وہ بحیثیت ولی دیں گے نہ کہ بحیثیت نبی اور آپ کو معرفتِ احکام بذریعہ وحی نہیں بذریعہ الہام ہوگی آپ کے حکم سے انکار کرنے والا کافر نہ ہوگا۔ البتہ شریعت محمدیہ کے حکم سے انکار بہرحال کفر ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا عقیدۂ ختم نبوت کے بیان ہی کے لئے ہوگا

معلوم ہوا جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی ولی نہیں آئے گا یونہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی نہیں آئے گا، حضرت عیسیٰ جو پہلے سے نبی ہو چکے ہیں ان کی نبوت بھی چھپ جائے گی وہ اپنی نبوت نہیں اپنی ولایت ظاہر کریں گے جب اس نبی کی نبوت و رسالت چھپ جائے گی جو اولوالعزم رسل و خواص انبیاء میں سے ہے تو کسی

نئے شخص کی نبوت کیسے ظاہر ہو سکتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں آخری زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی ہونے کے باوجود اپنی نبوت کی دعوت نہیں دے سکیں گے بلکہ نبوت محمدیہ کی دعوت دیں گے تو کوئی نیا شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اپنی نبوت کی دعوت کیسے دے سکتا ہے؟

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ آنا عقیدۂ ختم نبوت کی چمک ظاہر کرنے کے لئے ہوگا تا کہ معلوم ہو کہ جس شخص کے پاس پہلے سے نبوت ہے اور وہ اولوالعزم رسولوں میں سے ہے، جب وہ بعثتِ محمدی کے بعد اپنی نبوت کا نام نہیں لے سکتا نہ اس کی دعوت دے سکتا ہے تو مرزا قادیانی جیسے کسی شخص کو یہ جرأت کیوں ہوئی کہ آفتاب محمدی کے طلوع کر آنے کے بعد لوگوں کو اپنی نبوت کی دعوت دے؟

عنوان ہشتم

امام محی الدین ابن عربی کی بعض عبارات کا صحیح مفہوم

مرزائی لوگ مرزا قادیانی کے جھوٹے دعوائے نبوت کو درست ثابت کرنے کے لئے عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف امام محی الدین ابن عربی کی بعض عبارات کا مفہوم بگاڑ کر پیش کرتے ہیں، اس لئے ہم نے یہ بحث چھیڑی ہے تو ہم ان عبارات کو سیاق و سباق کے ساتھ پیش کرتے ہیں تا کہ مرزائی مغالطے دور ہوں اور کسی کا ایمان خراب نہ ہو۔

پہلی عبارت

فَمَا ارْتَفَعَتِ النبوةُ بِالْكُلِّيةِ وَ لِهٰذا قُلنَا اِنَّمَا ارْتَفعَتْ نبوةُ التَّشْرِيعِ فهٰذا مَعنیٰ لانَبِیّ بعدهٗ وَ كَذٰلِكَ مَنْ حَفَظَ الْقُرآنَ فَقَدْ

اُدْرِجَتِ النُّبوۃُ بَیْنَ جَنْبَیْہِ فَقَدْ قَامَتْ بِہٖ النُّبُوَّۃُ بِلَا شَكٍّ فَعَلِمْنَا اَنَّ قَولَہٗ لَا نَبِیّ بعدہ ای لَا مُشَرِّعَ خَاصَّۃً لا اَنَّہٗ لَا یَکُوْنَ بعدہٗ نبی

ترجمہ: تو نبوت بالکلیہ نہیں اٹھ گئی، اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ صرف نبوت تشریع اٹھ گئی ہے اور لا نبی بعدہٗ کا بھی یہی معنی ہے۔ اسی طرح حدیث ہے کہ جس نے قرآن حفظ کرلیا اس کے دونوں پہلوؤں کے درمیان نبوت مندرج ہوگئی تو نبوت اس کے ساتھ قائم ہوگئی، اس سے ہم نے جان لیا کہ نبی اکرم ﷺ کے ارشاد لا نبی بعدہٗ کا یہ معنی ہے کہ صرف کوئی شرع والا نبی نہیں آئے گا۔ یہ معنی نہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ (الفتوحات المکیہ جلد ۲ صفحہ 88 باب 73)

اس عبارت سے مرزائی فرقہ یہ مغالطہ دیتا ہے کہ امام محی الدین ابن عربی کے نزدیک لا نبی بعدی کا یہ معنی ہے کہ آپ کے بعد ایسا نبی نہیں آئے گا جو نئی شرع لائے معلوم ہوا اگر وہ نئی شرع نہ لائے جیسا کہ مرزا قادیانی نے کوئی نئی شرع نہیں پیش نہیں کی تو ایسا نبی آسکتا ہے مگر یہ سب مغالطہ آفرینی ہے ہم اس کے چند جوابات پیش کرتے ہیں۔

جواب اول

پیچھے ہم امام ابن عربی کی متعدد عبارات پیش کر چکے ہیں جن میں امام ابن عربی کے نزدیک شرع کا یہ معنی ہے کہ کسی شخص پر اللہ کی طرف سے بذریعہ روح امین وحی اترے اور اس پر کسی چیز کا ماننا لازم کیا جائے اور جس کے ساتھ ایسا ہو وہ صاحب شرع یا صاحب تشریع نبی ہے اور اب ایسی نبوت کا دروازہ بند ہو گیا ہے اب ولایت کا دروازہ کھلا ہے اور وہ امام ابن عربی کے نزدیک لغوی نبوت ہے معنوی اور اصطلاحی نہیں۔

مثال کے طور پر ہم پیچھے عنوان ششم کے تحت امام ابن عربی کی یہ عبارات لکھ چکے ہیں کہ فرمایا:

وَالَّذِی اُخْتُصَّ بِہٖ النبیُّ مِنْ ھٰذا دُوْنَ الْوَلِیّ الْوَحْیُ بِالتَّشْرِیْعِ۔

یعنی اس بارہ میں نبی کے اندر جو خصوصیت ہوتی ہے اور ولی میں نہیں ہوتی وہ تشریع کے ساتھ وحی ہے۔ (الفتوحات جلد 4 صفحہ 8 باب 188)

گویا امام ابن عربی کے ہاں ہر نبی کے پاس وحی تشریع ہوتی ہے اس کے بغیر کوئی نبی ہی نہیں، یہ نہیں کہ کوئی نبی صاحب تشریع ہو کوئی نہ ہو۔ تشریع یہ ہے کہ اللہ اس پر بذریعہ وحی کسی چیز کا ماننا ضروری قرار دے۔

اسی طرح امام ابن عربی کا یہ قول بھی پیچھے گزر گیا ہے کہ فرمایا:

اِعْلَمْ اَیَّدَكَ اللهُ اَنَّ النَّبِیَّ ھُوَ الَّذِیْ یَأْتِیهِ الْمَلَكُ بِالْوَحْیِ مِنْ عِندِ اللهِ یَتَضَمَّنُ ذٰلِكَ الْوَحْیُ شَرِیْعَةً یَتَعَبَّدُہٗ بِھَا فِیْ نَفْسِہٖ فَاِنْ بُعِثَ بِھَا اِلیٰ غیرِہٖ کَانَ رَسُولاً وھٰذا البابُ قَدْ اُغْلِقَ بِرَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

یعنی جان لو اللہ تمہاری مدد کرے کہ نبی ہر وہ شخص ہے جس کے پاس فرشتہ اللہ کی طرف سے ایسی وحی لائے جو شریعت پر مشتمل ہو، وہ شریعت جو اللہ اس شخص پہ لازم کرے پھر اگر اسے اس شریعت کے ساتھ دوسروں کی طرف مبعوث کرے تو وہ رسول (بھی) ہے اور یہ باب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بند کر دیا گیا ہے۔

(الفتوحات جلد اول صفحہ 229 باب 14)

یعنی امام ابن عربی کے نزدیک نبی کی تعریف میں شامل ہے کہ وہ صاحب شریعت ہو جو صاحب شریعت نہیں وہ ان کے نزدیک نبی ہی نہیں۔ اور وہ ساتھ فرما رہے ہیں کہ یہ سلسلہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آ کر ختم ہو گیا ہے آپ کے بعد یہ دروازہ بند

ہے۔ آگے اسی صفحہ پر امام ابن عربی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال دی کہ وہ آخر زمانہ میں آئیں گے تو شریعت محمدیہ ہی کو نافذ کریں گے کوئی نیا حکم نہ لائیں گے نہ اپنی سابقہ شریعت میں سے کوئی چیز لائیں گے رہا ان کا نبی ہونا تو یہ حکم پہلے سے ثابت ہو چکا ہے لہٰذا وہ ولی ہوں گے اور خاتم الاولیاء ٹھہریں گے۔

(الفتوحات جلد اول صفحہ 229 باب 14)

صاف معلوم ہو رہا ہے کہ ابن عربی رحمہٗ اللہ صرف ولایت کا اجراء مان رہے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی بطور ولی ہوں گے اور ان کی نبوت نیا حکم نہیں، پہلے سے جاری شدہ ہے۔ اور وہ اسی ولایت کو لغوی اور لفظی طور پر نبوت کہہ دیتے ہیں۔ یہ ان کی ایک اصطلاح ہے، جس سے مرزائی لوگ اجراء نبوت کا دھوکہ دیتے ہیں اور بہتر تھا کہ امام ابن عربی اس کو لغوی لحاظ سے بھی نبوت کا نام نہ دیتے اور ہمیں بھی یہ لمبی بحث اور وضاحت کی ضرورت نہ ہوگی۔

جواب دوم

امام ابن عربی جہاں فرماتے ہیں کہ لفظی ولغوی نبوت جاری ہے وہاں ساتھ یہ بھی فرماتے ہیں کہ اس منصب کے حامل کو نبی ورسول نہیں کہا جاسکتا مگر مرزائی فرقہ اگلی عبارت کو ہضم کر جاتا ہے۔ چنانچہ یہی محولہ بالا عبارت کو لے لیں، اس کے بعد آپ فرماتے ہیں:

فھٰذا مثلُ قولہٖ اِذَا ھَلَكَ كِسرىٰ فَلَا كِسرىٰ بَعْدَہٗ وَاِذَا ھَلَكَ قَيْصَرُ فَلا قَيْصَرَ بَعْدَہٗ وَلَمْ يُكن كِسرىٰ وَ قَيْصَرُ اَلَّا مَلِكَ الرُّومِ و الفرسِ وَمَا زَالَ المُلْكُ مِنَ الرُّومِ وَلٰكن ارْتَفَعَ ھٰذا الاسمُ مع وُجودِ المُلك فيھم و يُسمّٰى مَلِكُھُمْ بِاِسمٍ آخرَ بَعد ھَلَاكِ قَيْصَرَ وَ

کسریٰ، کذالک اِسْمُ النبیِّ زَالَ بَعْدَ رَسُوْلِ اللہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ترجمہ :اس کی مثال یوں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب کسریٰ ہلاک ہوجائے تو پھر کوئی کسریٰ نہ ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہوجائے تو پھر کوئی قیصر نہ ہوگا اور قیصر و کسریٰ روم و فارس کے بادشاہ ہی تھے اور روم میں بادشاہ تو ہمیشہ رہا ہے مگر قیصر کا نام ختم ہوگیا اب ان کے بادشاہ کو کوئی اور نام دیا جاتا ہے کسریٰ یا قیصر نہیں کہا جاتا۔اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اسم نبی ختم ہوگیا ہے۔

(الفقوحات المکیہ جلد 3 صفحہ 88 باب 73)

صاف معلوم ہوگیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ایک منصب باقی ہے جس کے حامل کو ولی یا محدث وغیرہ تو کہا جاسکتا ہے مگر نبی نہیں کہا جاسکتا جیسے روم میں بادشاہ تو اب بھی ہے مگر نہ وہ شان وشوکت ہے نہ وہ نام ہے۔اسی طرح ولایت ہے جو نبوت کا فیضان تو ہے مگر نہ نبوت کا مقام ہے نہ اس کا نام ہے اور پیچھے ہم عنوان سوم کے تحت ابن عربی علیہ الرحمہ کی کثیر عبارات لکھ آئے ہیں کہ اسم نبی اور اسم رسول منقطع ہوگیا دوہرانے کی ضرورت نہیں۔

جواب سوم

اسی مذکورہ بالا عبارت سے قبل امام ابن عربی رؤیا کا ذکر کررہے ہیں اور بتا رہے ہیں کہ حدیث کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی کی ابتداء رؤیا سے ہوئی۔آگے فرماتے ہیں:

وَھِیَ الَّتِی اَلْقَاھَا اللہُ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ وَھِی مِنْ اَجْزَاءِ النُّبُوَّۃِ فَمَا اَرْتَفَعْتِ النبوۃُ بِالکّلِیۃ۔یعنی اللہ نے رؤیا کو مسلمانوں پر باقی رکھا ہے اور وہ

اجزاء نبوت میں سے ہے۔ لہٰذا نبوت مکمل طور پر نہیں اٹھی۔
(الفتوحات جلد 3 صفحہ 88 باب 73)

اس کا مطلب بھی یہ ہے کہ نبوت کا ایک جزء باقی ہے اور جزء کی بقا سے کل کی بقا ثابت کرنا حماقت ہے جیسے کسی کے پاس ایک پتھر ہو تو کیا وہ کہہ سکتا ہے کہ میرے پاس محل ہے، جس کے پاس ایک دوا ہو تو کیا وہ کہہ سکتا ہے کہ میرے پاس میڈیکل سٹور ہے۔ جس کے پاس ایک ماؤس ہو کیا وہ کہہ سکتا ہے میرے پاس مکمل کمپیوٹر ہے؟ اسی طرح امام ابن عربی فرمارہے ہیں کہ نبوت کا ایک فیض بصورت رؤیا جاری ہے اور آگے خود ہی فرمارہے ہیں کہ اس کے حامل کو نبی کا نام نہیں دیا جا سکتا تو سب سیاق وسباق سے کاٹ کر ایک عبارت کے پیش کرنے سے مرزائی فرقہ مسلمانوں کو کیسے دھوکہ دے سکتا ہے؟ وہ بھی ہمارے ہوتے ہوئے۔

دوسری عبارت

فَاِنَّ النَّبُوَّةَ اَلَّتِی انْقَطَعَتْ بِوُجُودِ رسولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِنَّمَا هِی نبوةُ التَّشْرِيْعِ لامَقَامُهَا فَلا شَرْعَ يَكُوْنُ نَاسِخًا لِشَرْعِهٖ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَلايَزِيْدُ فِی شرعِهٖ حُكماً آخر و هٰذا معنیٰ قولهٖ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِنَّ الرَّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلا رَسُولَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَ اَی لَانَبِی بعدی يكونُ علیٰ شرعٍ يُخَالِفُ شَرَعِی بِلْ اَذَا كَانَ يَكُوْنُ تَحْتَ حُكمِ شَرْعِیٍّ وَلَا رَسُولَ ای لا رَسُولَ بَعْدِی اِلیٰ اَحَدٍ مِنَ خَلَقِ اللهِ بِشَرْعٍ يَدْعُوهُم اِلَيْهِ فهٰذا هُوَ الَّذِی انْقَطعَ وسُدبَابُهٗ لا مقام النبوة

ترجمہ: بے شک جو نبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنے سے ختم ہوگئی ہے وہ نبوت تشریع ہے نہ کہ مقام نبوت، لہٰذا کوئی شرع آپ کی شرع کے لئے ناسخ نہیں ہو سکتی

اور نہ آپ کی شرع میں کوئی حکم زائد ہو سکتا ہے یہی معنی ہے آپ کے اس قول کا کہ نبوت و رسالت منقطع ہو گئی ہے اب میرے بعد کوئی نبی و رسول نہیں۔ یعنی کوئی ایسا نہیں آسکتا جو ایسی شرع پر ہو جو میری شرع کے خلاف ہے بلکہ جب بھی ہوگا تو میری شریعت کے تحت ہوگا اور نہ میرے بعد ایسا رسول ہوگا جو نئی شرع پر لوگوں کو بلائے۔ تو اس چیز کا راستہ بند اور منقطع ہو گیا ہے نہ کہ مقام نبوت کا۔

(الفتوحات المکیہ جلد 3 صفحہ 6 باب 73)

اس عبارت سے بھی مرزائی فرقہ مسلمانوں کو گمراہ کرتا ہے کہ دیکھو امام محی الدین ابن عربی فرما رہے ہیں **فان النبوۃ التی انقطعت بوجود رسول الله ﷺ انما ھی نبوۃ التشریع لا مقامھا** یعنی رسول اللہ ﷺ کے آنے سے جو نبوت ختم ہو گئی وہ نبوت تشریع ہے نہ کہ مقام نبوت ختم ہو گیا ہے۔ یعنی نبوت ایسا مقام ہے جو جاری رہے گا اور آگے فرمایا **فھذا ھو الذی انقطع وسد بابہ لا مقام النبوۃ** یعنی یہ تشریع ختم ہو گئی اور اس کا دروازہ بند ہو گیا مگر مقام نبوت ختم نہیں ہوا نہ اس کا دروازہ بند ہوا ہے۔

جواب اول

یہاں بھی ہم یہی کہیں گے کہ تشریع کا مفہوم خود بقول ابن عربی پیچھے واضح ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ بذریعہ وحی کسی شخص پر کوئی حکم اتارے اور اس پر اس کا ماننا لازم کر دے۔ یعنی اب کسی کو ایسا منصب نہیں عطا کیا جائے گا جس پر ایمان لانا خود اس کے لئے یا کسی دوسرے کے لئے لازم ہو۔ کیونکہ ایسے منصب کا پایا جانا منافی ختم نبوت ہے۔ مگر مقام نبوت کے جاری ہونے کا یہ معنی ہے کہ اللہ کی طرف سے بذریعہ الہام اولیاء کو اخبار غیب دی جاتی ہیں اور اجتہاد کے ذریعہ مجتہدین کو احکام سکھائے

جاتے ہیں۔مگر ان میں سے کسی پر ایمان لانا نہ خود صاحب الہام یا صاحب اجتہاد پر لازم ہے نہ کسی اور پر۔

جواب دوم

اسی عبارت مذکورہ کے چند سطور بعد خود امام محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں:

فَسَدَدْنَا بابَ اِطْلَاقِ لفظِ النُّبوَّةِ علی هٰذا المقام مع تحَقُّقِهٖ لِئَلَا يَتَخَيَلَ مُتَخَيِّلٌ اَنَّ الْمُطْلِقَ لهٰذا اللَّفْظِ يُرِيْدُ نُبُوَّةَ التَّشْرِيْع فَيَغْلِطُ كما اعْتَقَدَهٗ بعضُ النَّاسِ فِي الامام ابی حامدٍ فَقَالَ عنه اَنَّهٗ يَقُوْلُ بِاكْتِسَابِ النُّبُوَّةِ فِيْ كيمياءِ السَّعَادَةِ وغيرِهٖ. معاذ الله اَنْ يُرِيدَ اَبُو حَامِدٍ غيرَ مَاذَكَرْنَاهُ

ترجمہ: ہم نے اس مقام پر (مقام ولایت پر) لفظ نبوت کے اطلاق کا باب بند کر دیا ہے حالانکہ اسی میں نبوت (لغوی طور پر) متحقق ہے۔تا کہ کسی وہم کرنے والے کو وہم نہ ہو کہ یہ لفظ بولنے والا نبوت تشریع کا ارادہ رکھتا ہے اور وہ غلطی میں نہ پڑ جائے جیسا کہ بعض لوگوں نے امام ابو حامد غزالی کے بارے میں سمجھا کہ وہ کیمیائے سعادت وغیرہ کتب میں فرماتے ہیں کہ کوشش سے نبوت پائی جا سکتی ہے۔معاذ اللہ۔امام غزالی اس کے سوا جو ہم نے بیان کیا مراد نہیں لے سکتے۔

(الفتوحات المکیہ جلد 3 صفحہ 7 باب 73)

مرزائی فرقہ آخر امام ابن عربی کی ساری بات کیوں نقل نہیں کرتا جب آپ اسی صفحہ پر آگے یہ فرمار ہے ہیں کہ منصب ولایت میں اگر چہ نبوت جاری ہے یعنی اس کا فیض جاری ہے مگر اس پر اسم نبوت کا اطلاق نہیں کیا جا سکتا یعنی اس کے حامل کو لغوی طور پر بھی نبی کہنا جائز نہیں ہے تا کہ گمراہی کا دروازہ نہ کھلے،تو اس کے بعد ابن عربی

رحمۃ اللہ کا نام لے کر لوگوں کو ختم نبوت سے منحرف کرنا کس قدر دھوکہ دہی فراڈ اور بہتان بازی ہے۔

تیسری عبارت

وَ مَنِ ادَّعیٰ نبوۃَ التّشریع بَعْدَ محمدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقَدْ كَذَبَ بَل كَذَّبَ وَ كَفَرَ بِمَا جَاءَ بہِ الصادقُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غَيْرَ اَنَّہٗ ثُمَّ مقامُ القُربَۃِ وَهِيَ النُّبُوَّةُ العَامَّةُ لا نبوةُ التَّشريع فَيُثْبِتُهَا نَبِيُّ التَّشْرِيْعِ فَيُثْبِتُهَا الصديقُ لِإِثْبَاتِ النَّبِيِّ المشرِّعِ اِيَّاهَا لامِنْ حَيْثُ نفسِہٖ وَ حِيْنَئِذٍ يكونُ صديقاً

ترجمہ: جس نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت تشریع کا دعویٰ کیا اس نے جھوٹ کہا بلکہ اس نے رسول صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی تکذیب کر دی اور کافر ہو گیا، البتہ یہاں ایک مقام قربت ہے اور وہ نبوت عامہ ہے نہ کہ نبوت تشریع، اسے نبی تشریع قائم رکھتا ہے (جاری رکھتا ہے) اس کے بعد صدیق بھی اسے قائم رکھتا ہے کیونکہ اس کے نبی نے اسے قائم رکھا، نہ کہ اپنے طور پر، تب ہی وہ صدیق ٹھہرتا ہے۔ (الفتوحات المکیہ جلد 3 صفحہ 38 باب 73)

مرزائی گروہ اس عبارت سے بھی ابن عربی کی طرف اجراءِ نبوت کا نظریہ منسوب کرتا ہے حالانکہ یہ عبارت مرزائیوں کے لئے زہر قاتل ہے انہیں جھوٹے، کذاب اور کافر قرار دے رہی ہے، کیونکہ ہم بتا چکے کہ ابن عربی رحمۃ اللہ کے نزدیک ہر نبوت نبوتِ تشریع ہے اور جس میں تشریع نہیں یعنی جس پر ایمان لانا لازم نہیں اسے لفظ نبوت سے یاد کرنا جائز نہیں اگرچہ وہ لغوی طور پر نبوت ہے مگر جس نے اسے حقیقی نبوت کہا وہ امام ابن عربی کے ہاں کذاب و کافر ہے۔

دراصل لفظ تشریع یا شرع کا معنی ہے اللہ کی طرف سے کسی حکم کا نافذ کیا جانا جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ۔ اللہ نے تمہارے لئے یہ دین جاری کیا ہے جس کی وصیت اس نے نوح علیہ السلام کو فرمائی اور وہ دین جو ہم نے آپ کی طرف وحی کیا اور اس کی وصیت ابراہیم علیہ السلام کو فرمائی۔ (سورہ شوریٰ، آیت:13)

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ؕ

ہم نے تم میں سے ہر کسی (امت کے لئے) ایک شریعت اور ایک راستہ بنایا ہے۔ (سورہ مائدہ، آیت:48)

تو اللہ تعالیٰ کا کسی شخص پر فرشتہ کے ذریعے وحی اتارنا اور اسے فرمانا کہ تمہارا یہ منصب ہے اسے قبول کرو یہ شرع اور تشریع ہے اور یہی نبوت ہے تو جس نے ایسا دعویٰ کیا اس نے دعوائے نبوت کیا اور امام ابن عربی اسے کذاب و کافر قرار دے رہے ہیں۔ ہاں مقام قرب کا دروازہ کھلا ہے۔ اللہ اپنے بندوں کو مقام قربت عطا فرماتا ہے (یعنی ولایت) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ثابت رکھا ہے اور آپ کے قریبی ساتھی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ نے بھی اسے ثابت و قائم رکھا ہے اور یہ امام ابن عربی کے نزدیک لغوی لحاظ سے نبوت ہے مگر اس پر لفظ نبوت کا اطلاق جائز نہیں۔

محی الدین ابن عربی رحمہٗ اللہ کے حالات

شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا میں آپ نے جو حالات لکھے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ ہجری 560 بمطابق 1165ء میں مرسیا میں پیدا ہوئے۔ آپ کا مکمل نام

محی الدین محمد بن علی ہے۔ آپ کو شیخ اکبر بھی کہا جاتا ہے۔ عرب کے قبیلہ طے سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ 586ھ میں اشبیلیہ چلے گئے۔ تیس برس حصول علم میں مشغول رہے آپ مغرب میں پیدا ہوئے۔ پھر 38 برس کی عمر میں بلاد مشرق کا رخ کیا۔ یعنی مصر ترکی وغیرہ آئے اور یہ ممالک اس قدر پسند آئے کہ واپس وطن نہ گئے۔ عرب کے مختلف ممالک کی سیر اور صوفیاء سے استفادہ کرتے رہے۔ آخر شام میں مستقل سکونت اختیار کر لی اور دمشق میں وصال فرمایا۔

آپ کی تصانیف ڈیڑھ سو سے زائد بتائی جاتی ہے۔ بعض یہ ہیں:

1۔ الفتوحات المکیہ، اس میں مختلف اعتقادی مسائل پر بحث کی گئی ہے۔

2۔ فصوص الحکم، یہ تصوف الٰہیات اور فلسفہ اسلامی پر معرکۃ الآراء کتاب ہے۔

3۔ ذخائر اخلاق، یہ آپ کا شعری دیوان ہے جس میں حب الٰہی کی کیفیات کا اظہار کیا گیا ہے۔ آپ ایک اعلیٰ پایہ شاعر بھی تھے الفتوحات المکیہ میں بھی آپ ہر باب کا آغاز اشعار سے کرتے ہیں۔ اس باب میں جو کچھ کہا گیا اس کا خلاصہ پہلے اشعار میں پیش کر دیتے ہیں۔

ہجری 638ھ مطابق 1240ء میں آپ کا دمشق میں وصال ہوا اور وہیں آسودۂ خاک ہوئے۔ (انسائیکلو پیڈیا جلد اول صفحہ 95 مطبوعہ مکتبہ الفیصل لاہور)

امام ابن عربی کے بارہ میں علماء کی متضاد آراء

آپ کے بارہ میں بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ آپ ولی کامل عارف ربانی اور قطب زماں تھے جبکہ دوسرے لوگ ان کو ملحد و گمراہ گردانتے ہیں۔ جن علماء نے ابن عربی کی تردید و مخالفت کی ان میں رضی الدین بن الخیاط الذہبی، علامہ ابن تیمیہ، ملا علی قاری

اور جمال الدین محمد بن نور الدین صاحب کشف الغمہ عن ھٰذہ الامہ شامل ہیں۔ ابن خلدون اور ابن حجر عسقلانی شارح بخاری نے بھی ابن عربی کی شدید مخالفت کی ہے، جبکہ ان کا دفاع کرنے والوں میں بھی جلیل القدر ہستیاں شامل ہیں۔ جیسے امام عبدالوہاب الشعرانی ہیں۔ بلکہ امام الشعرانی کی کتاب الیواقیت والجواہر اصل میں امام ابن عربی کی فتوحات مکیہ ہی کا خلاصہ ہے۔ امام فخر الدین رازی، امام جلال الدین سیوطی اور عبدالرزاق الکاشانی بھی آپ کے مدافعین میں سے ہیں۔ اسی طرح مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ بھی امام ابن عربی کا ذکر احترام سے کرتے ہیں۔ اور ان کے نظریہ وحدۃ الوجود کی بہتر توجیہ وتعبیر فرماتے ہیں۔ ان کے مخالفین نے ان کے اسی نظریہ وحدۃ الوجود کو الحاد پر محمول قرار دیا مگر مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے اسے عمدہ پیرائے میں واضح فرمایا ہے۔

اسی طرح آپ کی بعض عبارات سے کچھ لوگوں نے سمجھا کہ آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سلسلۂ نبوت کو جاری مانتے ہیں اور آج مرزائیوں نے اپنی عبارات کو اپنے لئے ڈھال بنا رکھا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ آپ ختم نبوت کے نہ صرف قائل ہیں بلکہ اسے بہت خوبصورت اور منفرد پیرائے میں بیان فرماتے ہیں۔ البتہ آپ کی بعض اصطلاحات کا ادراک ضروری ہے۔

اور یہی ضابطۂ ایمان واسلام ہے کہ صوفیاء کی طرف منسوب بعض الجھی ہوئی عبارات کو قرآن وسنت اور امت کے اجماعی عقائد پر پرکھا جائے اگر ان کی ایسی تعبیر ہو سکے جس سے وہ نصوص قطعیہ اور عقائد اجماعیہ سے ہم آہنگ ہو جائیں تو بہتر ورنہ انہیں مدسوس سمجھ کر رد کر دیا جائے یعنی ممکن ہے کسی نے ان کی کتب میں ایسی عبارت داخل کر دی ہوں۔ مگر یہ جائز نہیں ہے کہ کسی شیخ، صوفی یا عالم کو بچانے کے

لئے قرآن وسنت کی ایسی ملحدانہ تاویلات کی جائیں کہ عقائد اسلامیہ مسخ ہو جائیں۔

اسی لئے حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے مکتوبات شریف میں جہاں امام عربی کا دفاع کیا وہاں یہ ایمان افروز ضابطہ بھی بیان فرمایا۔

کلام محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام درکار است نہ کہ کلام محی الدین ابن عربی و صدر الدین مولوی وعبدالرزاق حماشی، مارا بنص کار است نہ بفص فتوحاتِ مدینہ از فتوحات مکیہ مستغنی ساختہ اند

ترجمہ: ہمیں کلام محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درکار ہے۔ نہ کہ کلام ابن عربی نہ ہی کلام صدر الدین مولوی وکلام عبدالرزاق حماشی۔ ہمیں نص کی ضرورت ہے فص کی نہیں۔ اور فتوحاتِ مدینہ نے ہمیں فتوحات مکیہ سے بے نیاز کر دیا ہے۔

(مکتوبات امام ربانی حصہ دوم دفتر اول صفحہ 100)

حضرت مجدد الف ثانی امام ابن عربی کی فصوص الحکم کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں کہ ہمیں نصوص کی ضرورت ہے فصوص کی نہیں اور فتوحاتِ مدینہ (یعنی احادیث نبویہ) کی موجودگی میں ہمیں ابن عربی کی فتوحات مکیہ کی ضرورت نہیں ہے۔

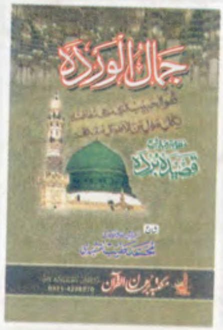
وصلی اللہ علیٰ حبیبہٖ خیر خلقہٖ محمد وآلہ وصحبہٖ اجمعین


الکلام المحمود
فی شرح
سنن ابو داود


فیض الهادی
مسند الحمیدی


اسعاف الحاجة
فی شرح
سنن ابن ماجة

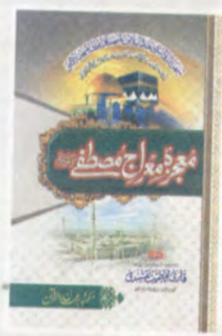

دلائل ختم نبوت
رد قادیانیت


جمال الوردہ
قصیدہ بردہ


نور العینین


تعارف
سیدنا امیر معاویہ


افضلیت صدیق اکبر


معجزہ معراج مصطفیٰ


عظمت
اہلبیت رسول


اطیب الحواشی
فی شرح
اصول الشاشی


کلام طیب